ہماری ویب ای بُک

پروفیسر ڈاکٹر شبیر خورشید

PROF DR SHABBIR AHMED KHURSHEED

ہماری ویب پر شائع شدہ تحریروں کا مجموعہ

E-BOOK SERVICES

Collection of Published Articles
By "Dr Shabbir Ahmed Khursheed"
at Hamariweb.com

محفوظ راستے پر روانگی

خیر سے صدر مملکت نے اپنی صدارتی عمر عزیز کا ایک سال مکمل کر لیا ہے۔ اس ایک سال کے دوران کیا کچھ تہمتیں ان کے خلاف سامنے نہ آئیں مگر مجال ہے صدرِ مملکت کے پایہ استقلال میں فرق آیا ہو۔ وہ ہی طریقے وہی چال ڈھال وہی دورے اور وہی عوام اور ان کے معاملات سے لاپرواہی۔ صدارت سلامت تو دوروں کا دور چلتا رہے گا، ہے کسی مائی کے لال میں ہمت ہے کہ روک سکے؟ صدر مملکت کا اپنا طریقہ ہے کہ وہ پر اپنے طریقے سے چل رہے ہیں عوام کی روٹی کپڑے اور مکان کی باتیں خواب و خیال کی باہیں ملگتی ہیں۔ جن کا حقائق سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ خوشامدی سب ٹھیک کی لے لگائے ہوئے ہیں۔ درد مند شہر کے اندیشوں میں دبلے ہوئے جاتے ہیں کہ کیسے عوام کی سوچ حکمرانوں میں پیدا کریں کہ انہیں اپنے الللے تللوں سے فرصت ہی کہاں؟ افطار ڈنر کے نام پر شاہی دستر خوان ان غریب لوگوں کے پیسے پر سجائے جارہے ہیں جو گندم کے ایک ایک دانے کے لیے اپنی 18،18 جانوں کی بھی پروانہیں کرتے ہیں۔ ہر جانب بحران ہی بحران کی کیفیت ہے۔ کہیں سیاسی شعبدے بازی ہے تو کہیں جھوٹے نعرے ہیں۔ ہر نئی آنیوالی روح کہہ رہی ہے، اے خدا یہ تو مجھے کونسی محفل میں لے آیا ہے؟

جب شاہی دعوتوں کا ذکر چلا ہے تو صدر مملکت کی دعوت افطار کا بھی ذکر ہو ہی جائے۔ صدر زرداری نے ایوانِ صدر میں پیر 13 ستمبر 2009 کو سینئر صحافیوں اور میڈیا اینکرز کو ایوان صدر میں ایک شاہانہ افطار ڈنر پر مدعو کیا۔ جس میں بہت سے بڑے صحافی اور میڈیا اینکرز موجود تھے۔ صدر زرداری نے میڈیا پرسنز سے بے تکلفانہ گفتگو کے دوران فرمایا کہ صدر پرویز مشرف کو محفوظ راستہ دینے کے لئے مذاکرات میں میں شامل رہا ہوں۔ جسمیں مقامی اور عالمی ضامن بھی تھے۔ اُن کا کہنا ہے کہ پرویز مشرف کو محفوظ راستہ دیئے جانے کے وقت فریقین کے درمیان بعض معاملات طے کیئے گئے تھے اور مجھ سے بھی پوچھا گیا تھا تو میں نے کہا تھا کہ مجھے امید ہے کہ پرویز مشرف گولف کھیلیں گے۔ صدر مملکت نے کرپشن کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ کرپشن کی کہانی سیاست دانوں کو بدنام کرنے کا حصہ ہے۔ ایسے انکشافات کرنے والوں کو مفاہمتی کمیشن کے سامنے لایا جائے گا۔ سچائی اور مفاہمتی کمیشن کے لئے میں وزیر اعظم سے جلد ہی سفارش کرونگا۔ جس کی سربراہ عاصمہ جہانگیر کو ہونا چاہیئے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ مائنس ون فارمولہ کامیاب نہیں ہو سکتا ہے۔ (اس بات میں کسی شک و شبے کی گنجائش ہی نہیں ہے کہ) صدر کے فرمان کے مطابق بھٹو خاندان کے قتل میں جمہوریت دشمن قوتیں ملوث ہیں! صدر مملکت نے یہ بھی کہا کہ " ہم افراد کے نہیں سوچ کے دشمن ہیں " یہی وجہ ہے کہ صدرِ مملکت نے فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ پرویز مشرف جیسے فرد کے خلاف کسی قسم کا بھی کوئی

اقدام کرنے کو تیار نہیں ہیں اور نہ وہ ایسا پارلیمنٹ کو کرنے کی اجازت دیں گے۔ جس کی وجہ سے ان کی طرف سے مشرف کو محفوظ راستہ دے دیا گیا۔ ان کی مملکت پاکستان سے رخصتی کسی سے ڈھکی چھپی بات تو ہے نہیں۔ ڈھکی چھپی اس وجہ سے بھی نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ این آر او کے بھی تو خالق ہیں جس کا سب سے زیادہ فائدہ صدرِ مملکت کو ہی ہوا تھا۔ سمجھ دار لوگوں کا خیال ہے کہ یہ طریقہ حکمرانی جمہوریت کا نعرہ لگانے والوں پر جچتا نہیں ہے۔ مگر کیا کیا جائے کہ آج تو حکومتی ایوانوں میں ہر چیز ہی بے جوڑ نظر آتی ہے۔ جمہوریت کے نعرے پر آمریت کی باقیات ہی مقتدر نظر آرہی ہے۔ لگتا یوں ہے وزیر اعظم کو بھی سترہویں ترمیم نے باندھ کر رکھا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پرویز مشرف کے معاملے پر وہ بھی یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ یہ doable نہیں ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ اگر مشرف کو سزا دی بھی گئ تو معاف کرنے کا اختیار تو صدر کے پاس ہے۔ جناب وزیر اعظم کی یہ باتیں اندر کی گھٹن کی غمازی کر رہی ہیں۔ کیونکہ جمہوری ذہن رکھنے والا وزیر اعظم جب غیر جمہوری باتیں کرنے لگے تو اس کی باتیں اُس کے اندر کی چغلی کھا رہی ہوتی ہیں۔ پارٹی پریشر کے سامنے اسکی جمہوریت پسندی کی بھی ایک نہیں چلتی ہے۔

قائد حزبِ اختلاف چوہدری نثار علی خان نے صدر مملکت کے افطار ڈنر میں دیئے گئے بیان پر سخت تحفظات اور حیرت کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ صدر

زرداری پرویز مشرف سے متعلق ڈیل کے تمام پہلو قوم اور پارلیمنٹ کے سامنے پیش کریں۔انہوں نے یہ اعلان بھی کیا کہ اپوزیشن اس معاملے پر پارلیمنٹ میں قرار داد پیش کرے گی۔ انہوں نے سوال کیا کہ صدر بتائیں کہ ان کا آنا اور مشرف کا جانا کس ڈیل کا نتیجہ ہے؟ پارلیمنٹ کو کیوں بے وقوف بنایا جارہا ہے؟ وہ کونسی عالمی قوتیں اور فریقین تھے جو ڈیل میں شامل تھے؟ کس آئین کے تحت ان کے ساتھ مفاہمت ہوئی اور قومی مجرم کو کس کے کہنے پر محفوظ راستہ دیاگیا؟ چوہدرری نثار نے یہ بھی کہا کہ نواز لیگ مشرف کے ٹرائل سے ہرگز پیچھے نہیں ہٹے گی۔ سابق صدر مشرف کاٹرائل ضرور ہوگا۔ اس کے لئے سعودی حکومت ہمیں مجبور نہیں کرسکتی ہے۔انہوں نے صدر کے مذکورہ بیان پر تاسف کا اظہار کرتے ہوئے کہاکہ صدر کا بیان حیرت انگیز ہی نہیں ہماری آزادی اور خود مختاری کے حوالے سے المناک بھی ہے۔ دنیا میں کہیں ایسی مثال نہیں کہ جہاں منتخب صدر یہ کہیں کہ حکومت کی تبدیلی بین الاقوامی فریقین کے ذریعے ان کی موجودگی میں ان کے ضامن بننے کے بعد عمل میں آئی۔ یہ ہوش ربا انکشاف ہے! ہم صدر زرداری اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ قوم کو یہ بات بتائی جائے کہ کابینہ پارلیمنٹ اور اپوزیشن کو اندھیرے میں رکھ کر ایک قومی مجرم کو کس کے کہنے پر محفوظ راستے کی ضمانت دی گئی؟ انکا یہ بھی کہنا ہے کہ جب یہ گھناؤنا کھیل کھیلا جارہا تھا اور ڈیل ہورہی تھی اس وقت آصف علی زرداری بھی صدر نہ تھے۔اس ڈیل سے اس بات کو تقویت ملتی ہے کہ مشرف کا جانا اور ان کا آنا ڈیل

ہی کا حصہ تھا۔

اس حوالے سے وزیر داخلہ رحمان ملک کا کہنا یہ ہے کہ بعض دوست ممالک نے پاکستان میں جمہوریت کی راہ ہموار کی تھی جسے ڈیل ہر گز قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔ دوستوں کے ذریعے ہی پرویز مشرف کے ساتھ انتقالِ اقتدار کی بات کی گئی تھی۔ ایک جانب انکشافات در انکشافات ہو رہے ہیں اور خود حکومتی اعلیٰ عہدے داروں کی طرف سے کئے جا رہے ہیں۔ دوسر جانب اچانک حکومتی ارکان خواب خرگوش سے بیدار ہو کر پلٹا کھانے کی کوشش شروع کر دیتے ہیں۔

گو کہ حکومتی ترجمان فرحت اللہ بابر نے 48 گھنٹوں کے بعد صدر کے مذکورہ بیان کی تردید کسی بڑے سیاسی ہنگامے سے بچنے کے لئے کر چکے ہیں۔ جس پر افطار ڈنر میں شریک سینئر صحافی دانتوں میں انگلیاں دے رہے ہیں۔ عجب بلی چوہے کا کھیل چل رہا ہے۔ معتبر لوگوں کے سامنے کئے گئے انکشافات کے بعد تردید کیا معنی؟ میڈیا تو ایسا چغل خور ہے کہ کسی کی کوئی بات یہ آسانی سے ہضم کر ہی نہیں سکتا ہے اور پھر صدر مملکت کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ تو کوئی چھپانا بھی چاہے گا تو اس کے لئے بہت مشکل ہو گی کیونکہ یہ مقابلے کا دور ہے اور کوئی مقابلے میں پیچھے تو رہنا چاہتا ہی نہیں ہے۔ دوسری جانب صدر زرداری کے ایک معتبر ساتھی مرکزی وزیر کے بیان نے صدر مملکت کے بیان میں اور جان ڈال دی۔

بہر حال اس قسم کے بیانات کے لئے یوں کہا جاسکتا ہے کہ رات گئی بات گئی اب اس کا ذکر نہ کرو

عوام پہلے ہی حکومت پر اعتبار کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ پاکستان کے مسائل کے ضمن میں حکومتی ہر بیان نہ قابل یقین ہوتا جارہا ہے۔ وہ چاہے بجلی، آٹے اور چینی کا بحران ہو پرویز مشرف کے لئے محفوظ راستہ ہو یا ڈرون حملے۔ ہر معاملے میں حکومت کی سچائی صبح صادق کی طرح عیاں ہوجاتی ہے۔ لہٰذا ہر بات کہنے سے پہلے حکومتی ارکان کو بھی یہ ہے بھی یا نہیں۔ doable سوچ لینا چاہئے کہ یہ

خصوصی: نوشتۂ دیوار

پاکستان کی بیٹی پر ظلم کی انتہا کر دی گئی!

امریکہ کے ایک جعلی مفروضے پر پاکستان کے حکمرانوں نے ڈالرز کے عوض پاکستان کی بیٹی کو فروخت کر دیا تھا! کسی امریکی نے ٹھیک ہی تو کہا تھا کہ ڈالرز کے بدلے پاکستانی اپنی ماں کو فروخت کر دیتے ہیں۔ اس بیان پر ماضی میں پاکستان میں بڑی لے دے بھی کی گئی تھی۔ مگر امریکی کی کہی ہوئی وہ بات ہم نے تو سچ بھی ثابت بھی کرکے دکھا دی۔ پاکستان کی بیٹی عافیہ صدیقی کو کراچی سے پنڈی کے سفر کے دوران اسکے تین معصوم بچوں سمیت ائیر پورٹ سے مبینہ طور پر ہماری ایجنسیوں نے یا امریکی درندوں نے مبینہ طور پر اغوا کرکے غائب کر دیا تھا اور افغانستان لیجا کر اس کو مختلف جیلوں میں قید رکھا گیا۔ جب ہر طرف ہاہاکار مچی اور ڈھونڈ پڑی تو اس کو کوئی ایجنسی بھی بازیاب نہ کرا سکی۔ یہ خاتون اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں جو امریکہ میں اپنی پی ایچ ڈی کی اعلیٰ تعلیم مکمل کرکے پاکستان آ گئیں تھیں۔ جو فلسطینیوں کی زبردست حمائتی تھی یہودیوں اور اس کے حمائتیوں کی شدید مخالف تھی۔ امریکیوں اور پرویز مشرف کی جانب سے ان پر الزام لگایا گیا تھا کہ بایو ٹیرورزم یا حیاتیاتی دہشت گردی سے ان کا

تعلق ہے۔ وہ خطرناک کیمیکل تیار کرنے کی ماہرہ ہیں۔ جب عافیہ کو اور اسکے بچوں کو اغوا کیا گیا تو وہ اپنی والدہ کی عدت پوری ہونے پر پنڈی جا رہی تھیں۔ گھر والوں کی مسلسل تلاش کے باوجود مشرف حکومت نے ان کی والدہ یا گھر والوں کو انکی گمشدہ بیٹی کا پتہ نہ دیا اور تمام پاکستانی ادارے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے حوالے سے مکمل لاعلمی کا اظہار کرتے رہے۔

افسوس ناک امر یہ ہے کہ نام نہاد انسانی حقوق کے چمپیئن یہودی غنڈوں کے اشاروں پر عافیہ پر پانچ سال تک بگرام ائیر بیس کے عقوبت خانے میں انتہائی انسانیت سوز مظالم ڈھاتے رہے۔ پاکستان کا بزدل کمانڈو امریکیوں سے ڈالر لے کر کھیلتا رہا۔ امریکی حکام نے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو 11 ستمبر کے ماسٹر مائینڈ خالد شیخ کے بھتیجے عبدالعزیز اور القاعدہ کے ایک اہم رکن ابوندال بلوچی سے رابطے کے جھوٹے الزام میں گرفتار کیا تھا۔ ایف بی آئی کی ایک ویب سائٹ کے مطابق 2003 میں انکو امریکہ کے خلاف کام کرنے کے الزام میں صرف پوچھ گچھ کے لئے گرفتار کیا گیا تھا۔ مگر اس دوران عافیہ کو کسی وکیل سے ملنے کی اجازت تک نہ دی گئی تھی۔ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ پاکستان میں شروع کے پانچ سالوں میں ڈاکٹر عافیہ کا کہیں سراغ فراہم نہ کیا گیا تھا۔ ان کا سراغ ملتا بھی کیسے پاکستان میں انسانوں کا ایک بڑا تاجر اپنے کارندوں کے ذریعے جس کو جب چاہتا تھا غائب کرا کے امریکہ سے لاکھوں ڈالر بٹور کے چپ

سادھ لیتا۔ نہ جانے وہ کس قماش کا مسلمان اور کس ذہنیت کا پاکستانی تھا؟ کہ اپنے ہی لوگوں کو بے عزت کراتا اور ان کو فروخت کر کے طمانیت محسوس کرتا رہا۔ اس کو پتہ ہونا چاہئے تھا کہ اقتدار، دولت پیسہ سب یہیں رہ جائے گا۔ انسان خالی ہاتھ آیا ہے اور خالی ہاتھ ہی اپنے اعمالوں کی پوٹلی کو گھسیٹا ہوا جائے گا۔

چند ماہ قبل طالبان کی قید سے رہا ہونے والی ایک مغربی خاتون صحافی ریان ریڈلے نے اپنی ایک پریس کانفرنس میں افغانستان کے بگرام ایئر بیس کے عقوبت خانے میں ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی موجودگی کا دعویٰ کیا تھا۔ جس کے بعد اس نے کہا تھا کہ وہ قید خانے کا دورہ کر رہی تھی کہ اس نے بہت سے قیدیوں کو دیکھا اور ان کے کمروں کا بھی معائنہ کیا ایک ڈبہ نماں کمرہ ایسا تھا جو مکمل بند تھا مگر اس کمرے سے کسی قیدی خاتون کی دلدوز چیخوں کی آواز آرہی تھی۔ جو یقیناً عافیہ صدیقی ہی کی تھی۔ جب امریکہ کے شہر ہیوسٹن میں مقیم ڈاکٹر عافیہ کے بھائی نے انکی گمشدگی کے حوالے سے ایف بی آئی حکام سے رابطہ کیا تو ایف بی آئی کے ایجنٹ نے جو معلومات فراہم کیں ان کے تحت صرف یہ تصدیق کردی گئی تھی کہ وہ زندہ ہیں ۔ جس سے ان کے خاندان کی تشویش اور بڑھ گئی۔ اب انہیں اس بات کی فکر تھی ڈاکٹر عافیہ کہاں اور کس حال میں ہیں؟ حکومت پاکستان کی اس معاملے میں خاموشی ان کے لئے اور بھی اذیت ناک ہے

زیادہ شرم ناک تھی۔

ریان ریڈلے کے انکشافات منظر عام پر آنے کے بعد امریکیوں اور افغانوں کو انہیں مزید بگرام کے قید خانے میں رکھنا دشوار محسوس ہوا تو انہوں نے ایک نئی کہانی گھڑ کر ڈاکٹر عافیہ کو منظر عام پر پیش کر دیا۔ ایف بی آئی نے اپنی رپورٹ میں کہا تھا کہ 36 سالہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو 17 جولائی 2008 کو گورنر غزنی کی رہائش گاہ کے احاطے میں افغانستان کی پولیس نے مشتبہ حالت میں گرفتار کرکے لے جاتے وقت ان کے قبضے سے کچھ دستاویزات.برآمد کی تھیں جن میں بم بنانے کی ترکیب درج تھی اور نیویارک سمیت امریکہ کی اہم عمارتوں کے نقشے اور ان کے پرس سے بمعہ کیمیکل مواد کے.برآمد ہوئے تھے۔ ان کے قبضے میں شیشے کی بوتلیں اور مرتبان بھی تھے جن میں خطرناک بم بنانے کا کیمیکل بھرا ہوا تھا۔ (یہ اسی طرح کی امریکی خبر تھی جیسی عراق میں کیمیکل کی موجودگی کی خبر تھی۔ جو کبھی.برآمد نہ کئے جاسکے) جس کے تحت ڈاکٹر عافیہ ایک مدت سے امریکی حکومت کو مطلوب تھی۔ جن کو گرفتاری کے بعد حکمرانوں نے امریکیوں کے سپرد کر دیا تھا۔ امریکیوں کے بقول ڈاکٹر عافیہ نے دوران تفتیش ایک امریکی فوجی کی بندوق چھین کر امریکیوں پر فائر کئے مگر اس فائرنگ کا اثر امریکیوں پر تو ہوا ہی نہیں۔ خود عافیہ صدیقی زخمی ہو گئیں۔ امریکہ کے اٹارنی جنرل مائیکل گارشیا نے ایک جھوٹی اور من گھڑت کہانی گھڑ کر الزام

لگاتے ہوئے کہا تھا کہ جوابی فائرنگ سے ایک گولی ڈاکٹر عافیہ کے سینے میں لگی اس دوران ڈاکٹر عافیہ چیخ چیخ کر کہتی رہی کہ وہ امریکیوں کو مار دے گی۔ لیکن ان پر قابو پالیا گیا۔ اس موقع پر انہیں طبّی امداد بھی فراہم کی گئی، جو جھوٹ کے سوائے کچھ نہیں ہے۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امریکی فوجی اتنے کمزور اور بزدل تھے کہ ایک کمزور عورت نے ان سے بھاری بھر کم بندوق چھین کر ان پر فائر بھی کر دیئے اس کے جواب میں ایک امریکی کی گولی سے وہ زخمی ہو گئیں؟؟؟ پاکستان کی بیٹی پر ظلم کی انتہا کر دی گئی ہے۔ اس پر حکمرانوں کا بھڑکیں مارنے کے علاوہ کچھ نہ کرنا سوالیہ نشان ہے۔

اس جھوٹی اور من گھڑت کہانی کے بعد ایف بی آئی نے امریکی نژاد ڈاکٹر عافیہ کو افغانستان سے امریکہ منتقل کر دیا۔ جہاں امریکی فوجیوں پر فائرنگ کے جھوٹے الزام میں نیو یارک کی ایک عدالت میں مقدمہ چلایا گیا۔ عافیہ پر جراح کے دوران یہ بات کھل کر سامنے آئی کہ کوئی ایک الزام بھی ان کے مخالف وکیل ثابت نہ کر سکے۔ مگر فیصلہ دلائل کے برعکس آیا۔ جو عیسائی تعصب کی ایک واضح دلیل کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ جو جیوری پر یہودیت کے دباؤ کا کھلا عکاس ہے۔ آج جو کچھ عیسایت مسلمانوں کے ساتھ کر رہی ہے کیا عیسایوں کو یاد نہیں؟ کل تک ان کے خلاف یہودیوں کا یہ ہی وطیرہ تھا۔ ساری دنیا نے دیکھ لیا کہ عیسایت صنفِ نازک کا کیسا احترام کرتی ہے۔

جھوٹے دلائل پر کائروں کی نسل

پرست جیوری نے معصوم ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو ناکردہ گناہوں کی مجرم قرار دے کر اپنی آلودہ ذہنیت اور کھلے تعصب کا برملا اظہار کر دیا۔ جس سے عیسایت کا داغ دار چہرہ، جس کو فی زمانہ یہودیت کا انفیکشن لگا ہوا ہے تمام دنیا نے دیکھ لیا ہے۔ یہ تعصب اور مکر و فریب امتِ مسلمہ گزشتہ پندرہ صدیوں سے دیکھ رہی ہے۔

ماضی میں کراچی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر عافیہ کی چھوٹی بہن فوزیہ صدیقی نے کہا کہ بگرام ایئر بیس پر گزشتہ پانچ سالوں کے دوران عافیہ صدیقی پر انسانیت سوز مظالم ڈھائے گئے۔ مگر ان پر کوئی جرم ثابت نہ کیا جاسکا۔ مسلسل تشدد کی وجہ سے ان کی جسمانی اور ذہنی صحت تشویشناک حد تک خراب ہو گئی ہے۔ ہمیں امریکی عدالت سے انصاف کی امید نہیں ہے۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ انہیں مسلسل دھمکیاں دی جا رہی ہیں ۔ اور دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ ہماری جانب سے اسلام آباد میں دائر کیا جانے والا مقدمہ واپس لے لیا جائے ورنہ مجھے بھی اٹھا کر اسی طرح غائب کر دیا جائے گا۔

عافیہ صدیقی پر الزام لگایا گیا ہے کہ وہ القاعدہ کیلئے کیمیاوی ہتھیار بنا رہی تھی۔ حالانکہ ان کا اس شعبے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ فرانسیسی خبر رساں ادارے سے گفتگو کرتے ہوئے فوزیہ صدیقی نے کہا کہ مجھے بھی فون اور ایس ایم ایس کے ذریعے دھمکیاں دی جا رہی ہیں کہ اگر ہم نے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے

بارے میں زبان بند نہ کی تو ہمارے خاندان کو قتل کر دیا جائے گا۔ اس وقت ہماری جانوں کو شدید خطرات لاحق ہیں۔ اور یہ بات بھی سب کے علم میں ہے کہ ہمیں دھمکیاں کون دے رہا ہے؟

موجودہ حکومت اور اس کے کارندوں نے عافیہ کے لئے کوئی پریکٹیکل کام سوائے نعروں کے نہ کیا۔ کیوں کہ امریکہ کی طرف سے انہیں بتا دیا گیا تھا کہ وہ پاکستان کی بیٹی کے ساتھ کیا سلوک کرنے والے ہیں؟ لہٰذا اس کے بعد بڑے وزیر صدر، داخلہ و خارجہ کی وزارت اور مصنوعی چہرہ سفارت کار نے عافیہ کی حمایت کا ایسا شور اٹھایا کہ ساری دنیا حیران ہو کر رہ گئی کہ اب تو حکومت امریکہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولنے کی ہمت کیونکر پکڑ رہی ہے؟ کہ جیسے پاکستان کی بیٹی کو وہ تُرت ہی پاکستان لانے والی ہے۔ جب فیصلہ آگیا تو بڑی سرکار نے فیصلے پر صرف روائتی افسوس کا اظہار کرکے جھوٹی تشویش کا بھی اظہار کر ڈالا۔ مگر یہ سب دکھاوے کے سوائے کچھ نہ تھا اور نہ ہے۔ اگر کچھ تھا تو صرف جھوٹ ہی جھوٹ تھا۔ امریکی حکومت اور پاکستانی سرکار کے رویوں پر آج ساری قوم سراپہ احتجاج ہے۔ کیوں؟ یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ ہر پاکستانی امریکیوں کی مذمت کر رہا ہے۔ مگر حکومت کو تشویش سے آگے بڑھنے کی ہمت ہی نہیں ہو رہی ہے۔

ہماری حکومت سے بہتر بیان تو افغان طالبان کی طرف سے آیا ہے کہ اگر امریکی ہماری مسلمان بہن عافیہ کو رہا نہ کریں گے تو ہم امریکی قیدیوں کو قتل کر دیں گے۔ پاکستان کا ہر بچہ اور بڑا یہ مطالبہ کرتا ہے کہ عافیہ کو پاکستان لایا جائے جسے امریکی درندے اغوا کرکے لے گئے تھے۔ اور اگر ہمت ہے تو امریکیوں بھی اسی طرح پکڑ کر لایا جائے اور ان سے عدالت کے کٹھمرے میں پوچھا جائے کہ اس اغوا کا جرم انہوں نے کن مقاصد کی تکمیل کے لئے کیا ہے؟ اور انہیں عبرت ناک سزا دی جائے۔

انصاف نہ ہوگا تو بگاڑ پیدا ہوگا

اس سال عرفات کے میدان کی مسجدِ نمرا میں خطبہ حج دیتے ہوئے مفتی اعظم سعودی عرب نے فرمایا کہ انصاف نہ ہو تو معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ مسلم حکمران عوام پر رحم کھائیں ان کے حقوق کا خیال کریں مسلم حکمرانوں کے پاس حکمرانی اللہ کی امانت ہے!!! اس حقیقت سے اس وقت انکار ممکن نہیں ہے کہ مسلم حکمرانوں میں خاص طور پر پاکستان کے حکمران اللہ کی عطا کردہ امانت کو کسی طرح بھی جائز طریقے پر استعمال نہیں کر رہے ہیں۔ جہاں انصاف کے تقاضے بھی پورے نہ ہونا ایک المیہ ہے۔ سونے پر سہاگہ حکمران بے رحمی اور ظلم کے ساتھ اس ملک کے لوگوں کو بھیڑ بکریوں سے زیادہ اہمیت دینے کو ہرگز تیار نہیں ہیں۔ مہنگائی کا یہ عالم ہے کہ عید قرباں پر جانوروں کے علاوہ عوام کا سب کچھ قربان ہو رہا ہے۔ سیلاب کے ماروں کی اکثریت ہر سہولت سے محروم ہو چکی ہے اور یہ کہ حکومت امیروں سے ٹیکس لینے کے بجائے غریبوں کے گلے پر چھری پھیرنے کے لئے بے تاب ہے اور اس کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہے۔ حکومت عوام کی کمر توڑنے کے لئے ریفارمڈ جی ایس ٹی لگانے پر مصر ہے۔ جس سے عوام تو نڈھال ہو جائیں گے مگر نادہندگان اور ٹیکس چوروں کا بال بھی ٹیڑھا نہ ہو سکے گا۔

بل کو پارلیمنٹ میں منظوری کی (GST) اگر وفاقی حکومت نے ریفارمڈ جی ایس ٹی کوشش کی تو حکومت کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا ہوگا۔ کیونکہ حکومت کو اتحادی جماعتوں کی طرف سے بھی ریفارمڈ جی ایس ٹی سمیت کسی بھی نئے ٹیکس کے نفاذ پر شدید مخالفت کا سامنا ہے۔ اس وقت آر جی ایس ٹی اور سیلاب ٹیکس کا بل بھی قومی اسمبلی اور سینٹ کی مالیاتی کمیٹیوں کے پاس ہے۔ 18ترمیم کی وجہ سے 14 دن کے اندر سینٹ کو اس بل پر سفارشات مکمل کرکے اسمبلی کو بھیجنا ہوگا لہٰذا ایوانِ بالا میں 23 سے نومبر تک اس بل پر بحث کے بعد سفارشات تیار کرنا ہونگی۔ دوسری جانب 2620 دسمبر کو پارلیمنٹ کا اجلاس بھی شروع ہوجائے گا۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ اتحادی جماعتوں کی طرف سے مخالفت کے بعد جی ایس ٹی پر حکومت کو واضح شکست کا سامنا ہے۔ خبریں ہیں کہ وفاقی حکومت نے ریفارمڈ جی ایس ٹی کی منظوری کے لئے اپنی حکمتِ عملی تیار کر لی ہے۔ ٹیکس کی مخالف حکومت کی اتحادی جماعتوں اور حکومت مخالف جماعتوں کے ساتھ بھی معاملات طے پا گئے ہیں۔ جس کے تحت بل کی مخالفت کرنے والی جماعتوں کے ارکان ووٹنگ میں حصہ لینے کی بجائے ایوان سے واک آؤٹ کر جائیں گے۔ مخالف جماعتوں کی عدم موجودگی میں ریفارمڈ جی ایس ٹی بل حکومت آسانی کے ساتھ منظور کرالے گی۔ اگر حکومت کی اتحادی جماعتوں میں متحدہ قومی موومنٹ، اے این پی اور جمعیت العلماء اسلام حزب اختلاف کی پارٹیوں مسلم لیگ ن اور مسلم لیگ ق تمام ریفارمڈ جی ایس ٹی کی مخالف جماعتیں ایوان میں بیٹھ کر اس بل کی مخالفت

میں ووٹ دیں گی تو یہ بل کبھی بھی منظور نہ ہو سکے گا۔ ورنہ واک آؤٹ کی شکل میں یہ بل آسانی کے ساتھ منظور کرایا جا سکے گا۔ وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی نے پاکستان ڈیولپمنٹ فورم سے خطاب میں قوم کو دلاسہ دینے کی اپنی سی تو کوشش کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کرپشن اور حکمرانی کے مسائل ہیں۔ اصلاحات کے لئے ہمیں وقت دیا جائے۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا تین سال کا وقت بھی گیلانی حکومت کے لئے کم تھا؟ جو مزید وقت کا مطالبہ کیا جا رہا ہے ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ عوام کو بہتر قیادت فراہم کرنے کے لئے سیاسی خطرات مول لینے کو بھی تیار ہیں!! وزیر اعظم بتائیں کہ گذشتہ تین سالوں کے دوران آپ نے کونسی بہتر قیادت کی فراہمی کی کوششیں کیں؟ ہر محب وطن آپ سے مطالبہ کرتا رہا ہے کہ گڈ گورنس پر توجہ دیں۔ حکومتی اخراجات کم کریں، وزارتیں سفارتیں کم کریں کرپشن زدوں کو لات مار کر باہر کریں مگر آپ کو اور آپکی حکومت کو یہ ہی خوف رہا ہے کہ اگر ایسا کریں گے تو اتحادی روٹھ جائیں گے اور ہماری حکومت خطرات کا شکار ہو جائے گی!!! اور اب تک تو ہو سکتا تھا کہ گیلانی گھر کا راستہ تلاش کر رہے ہوتے!!! اپنے اسی بیان میں وزیر اعظم نے ایک اور اچنبھے کی بات کہہ دی کہ عام سبسڈی ختم کر کے غریب اور مستحق افراد کو مخصوص سبسڈی دیں گے یہ مخصوص سبسڈی کیا ہو گی اس کا علم کسی کو نہیں ہے۔

یہ خبریں بالکل واضح ہیں کہ سینٹ کمیٹی ریفارمڈ جی ایس ٹی بل کو مسترد کر

دے گی۔ سینٹ کی مجلس قائمہ مالی امور سے متعلق 22 نومبر کو بلائے گئے اجلاس میں جنرل سیلز ٹیکس میں اصلاحات کا جی ایس ٹی کا بل واضح اکثریت سے مسترد کر دے گی۔ کیونکہ سینٹ کی 12 رکنی کمیٹی جس کے سربراہ ایم کیو ایم کے سینیٹر احمد علی ہیں، اپنی سفارشات مخصوص مدت میں سینٹ کو پیش کر دے گی۔ پیپلز پارٹی کو اس کی اتحادی جماعتوں نے آر جی ایس ٹی کے معاملے پر تنہا چھوڑ دیا ہے کیونکہ یہ معاملہ عوامی مفادات اور اصول سیاست کا ہے جس سے کوئی نظریں چرانا بھی چاہے تو چرا نہیں سکتا ہے۔ جبکہ پیپلز پارٹی کے رکن صفدر عباسی بھی اس بل کے خلاف ہیں۔ایک آدھ جماعت کے علاوہ سیاسی جماعتوں کی بھاری اکثریت آر جی ایس ٹی کے خلاف ہے۔ بارہ رکنی کمیٹی میں سے سات ارکان کا تو فیصلہ واضح طور پر اس بل کے خلاف ہے۔ 100 رکنی ایوان بالا میں بھی بمشکل 40 ارکان بمعہ فاٹا ارکان، پیپلز پارٹی کا ساتھ دیں گے۔ قائمہ کمیٹی کے چیئرمین احمد علی نے واضح کر دیا ہے کہ چاہے قومی اسمبلی ہو یا سینٹ ایم کیو ایم اس بل کی مخالفت کرے گی۔

میں امداد دینے والے ممالک نے حکومتِ پاکستان سے PDF پاکستان ڈیولپمنٹ فورم مطالبہ کیا ہے کہ کرپشن کے خاتمے بجلی کے شعبے پر سبسڈی ختم اور امیروں پر ٹیکس لگائے جائیں۔ مگر ایسا لگتا ہے کہ حکومت کا نشانہ خالصتاً غریب اور متوسط طبقہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے جاگیر دار زرعی زمینوں سے کروڑوں

روپیہ تو کمارہے ہیں مگر زرعی ٹیکس کا نام سنتے ہی ان کے غصے کی انتہا نہیں رہتی ہے۔پی ڈی ایف کے تحت امداد دینے والے مزید کہتے ہیں کہ امداد دینے والوں کو ٹیکسوں کی مایوس کن شرح پر بھی تشویش ہے۔وہ کہتے ہیں کہ صورت حال کی بہتری کے لئے غیر مقبول فیصلے کرنا ہونگے اور ٹیکسوں کے دائرہ کار کو وسیع کرنا ہوگا۔بجلی کا بحران اور نا مناسب سبسڈی وسائل ہڑپ کر جائے گا۔حکومت مرکزی بینک سے بھی قرضے لے رہی ہے،اس بات کا اظہار پاکستان ڈیولپمنٹ فورم سے امریکہ،،برطانیہ، جاپان ،آئی ایم ایف اور دیگر عالمی اداروں اور ممالک کے نمائندوں نے اپنے اپنے خطابات میں کیا۔

ہالبروک جو پاکستان کو بہت بڑی خوش خبری دینے والے تھے انہوں نے کوئی خوش خبری تو پاکستان کو نہ دی ہاں البتہ ان کا یہ کہنا تھا کہ پاکستان اقتصادی ایجنڈے پر تیزی سے عمل کرے۔پاکستان میں امیر طبقہ بھی ٹیکس دے۔اینڈریو مچل انگلستان کے بین الاقوامی تعاون کے وزیر نے اپنے خطاب میں کہا کہ ٹیکس دہندگان کے پیسے صحیح طریقے سے استعمال کیئے جانے چاہئیں۔بورڈ آف ریونیو کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے ملک میں ترقی آبادی کی شرح پیدائش کے مطابق ہونی چاہئے۔جاپان کی امور خارجہ کی نائب پارلیمانی وزیر میکیسکو کیکون نے کہا کہ پاکستان کا جاپان دیرینہ دوست ہے اسکی ترقی اور خوشحالی کا دل سے خواہش مند ہے۔ عالمی بینک کی ازبیل گیرو نے کہا کہ پاکستان کو طویل عرصہ تک بیرونی امداد کی ضرورت رہے گی۔ڈونرز پاکستان کو امداد فراہم کریں۔تاکہ پاکستان اپنے مسائل پر قابو

پاسکے۔

حکومت اب تک اسٹیٹ بینک آف پاکستان سے 26 ٹریلین روپے کے علاوہ 1.5، ارب روپے کے حساب سے روزانہ، جس کا مطلب ہے کہ 45 ،ارب روپے ماہانہ قرض حاصل کرتی رہی ہے۔ جس کا انکشاف پاکستان ڈیولپمنٹ فورم کے آخری اجلاس میں گورنر اسٹیٹ بینک شاہد حفیظ نے کیا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ حکومت کے اس قدر قرض کے حصول کی وجہ سے ہی ملک میں افراط زر تیزی سے بڑھ رہا ہے۔حکومت اپنے اللے تللے ختم کرنے پر آمادہ نہیں ہے صرف عوام کا خون چوسنا چاہتی ہے۔ نہ تو خود چوری کا پیسہ واپس لوٹانے میں دلچسپی رکھتی ہے اور نہ ہی اپنے سیاسی ساتھیوں کو چوری سے روکنا چاہتی ہے اور جو کچھ ان سب نے لوٹ لیا ہے اس کو بھی واپس لینے میں پس وپیش کا شکار ہے۔دوسری جانب آئی ایم ایف کے اژدھے کو بھی ہم نے اپنے گلے کی زینت بنایا ہوا ہے۔جو ہماری معیشت کو تیزی سے تباہ کر رہا ہے۔پاکستان کے تمام کے تمام مسائل آئی ایم ایف کی وجہ سے ہی پیدا ہوتے رہے ہیں۔یہ بھیک کا کشکول ہمارے غیرت مند حکمران کبھی نہیں توڑیں گے۔کیونکہ پھر ان کے چوری کے راستے بلاک ہو جائیں گے۔

وفاق ہائے ایوان صنعت و تجارت نے ریفارمڈ جی ایس ٹی کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ آر جی ایس ٹی قوم کے لئے موت کا پروانہ ہے۔حکومت کی طرف سے بر وقت

معاشی مسائل کی طرف توجہ نہ دیئے جانے کی وجہ سے ملک کی صنعتیں بدترین حالات سے دوچار ہیں۔ جبکہ عوام مزید مہنگائی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے ہیں۔ آئی ایم ایف کے کشکول سے نجات دلانے کے لئے مقامی اسٹیک ہولڈر کے ساتھ مشاورت کو یقینی بنایا جائے۔ اگر فیڈریشن آف پاکستان کو پچاس فیصد بورڈ آف ڈائریکٹرز کی رکنیت قومی اثاثہ جات اسٹیل مل، ریلوے، پی آئی اے اور واپڈا میں دیدی جائے تو چھ ماہ کے اندر خسارے میں چلنے والے ان اداروں کو منافع بخش ادارے بنائے جا سکتے ہیں۔ اس ضمن میں ایف پی سی سی آئی کے صدر سلطان احمد چاؤلہ کا کہنا ہے کہ ملک میں گڈ گورنس نہ ہونے کی وجہ سے ریفارمڈ جی ایس ٹی قومی مسئلہ بنا ہوا ہے۔ اجتماعی طور پر ملک کے تمام چیمبرز آف کامرس کی ایسوسی ایشنز نے بھی متفقہ طور پر ریفارمڈ جی ایس ٹی کو مسترد کر دیا ہے۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ IMF کا ساتھ پاکستان کے لئے تباہی اور بربادی کا سفر ہے۔ کیونکہ آئی ایم ایف کے ایماء پر ریفارمڈ جی ایس ٹی لگانے کی بجائے ٹیکس نیٹ ورک میں دیگر سیکٹرز کو شامل کر لیا جائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر ان تجاویز کو مان لیا جائے تو ہمارے مالی مسائل کسی حد تک حل کیئے جا سکتے ہیں۔

وزارت خارجہ کی بلی

امریکہ پاکستان کو تباہ کرنے میں کوئی لمحہ ضائع نہیں کر رہا ہے۔بظاہر دوست مگر اندر سے دشمن یہ تمام دکھ امریکیوں کو پاکستان کے ایٹمی طاقت بننے سے پیدا ہوا ہے۔اس میں ہمارے ماضی اور حال کے نااہل حکمرانوں کا سب سے بڑا دخل رہا ہے۔ گویا پاکستان کی آزادی ان نااہل حکمرانوں نے کب کی گروی رکھی ہوئی ہے۔امریکہ اپنے بڑے ایجنٹ اور ہمارے بچوں کے قاتل ریمنڈ ڈیوس کو چھڑانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگائے ہوئے ہے۔اس وقت امریکیوں کے لئے ہر ناجائز چیز جائز ہوتی چلی جارہی ہے۔یہی وجہ ہے کہ وہ طاقت کے نشے میں طرح طرح سے ہمیں ڈرانے دھمکانے سے بھی گریز نہیں کر رہا ہے۔ابھی کل ہی کی بات ہے کہ امریکہ کی وزارت خارجہ کے ترجمان پی جے کرولی نے پاک افغان اور امریکہ سہ فریقی مذاکرات کے التواء کا اعلان کرکے ہمارے حکمرانوں کو جی کھول کر دباؤ میں لینے کی بھرپور کوشش کی ہے اور طرح طرح کے حربے استعمال کر رہا ہے۔ اس ضمن میں اب تو امریکی صدر بارک اوبامہ بھی میدان میں آ گئے ہیں۔ابامہ بھی ہمیں ویانہ کنونشن کا بار بار طعنہ دیتے دیکھے گئے ہیں۔حالانکہ یہ جاسوس سفارتی اہلکار ہے ہی نہیں۔مگر چونکہ اس کا تعلق سی آئی اے سے ہے۔جس کی وجہ سے ابامہ کو بھی ویانہ کنونشن یاد رہ گیا۔اوبامہ صدر امریکہ کو یہ تک معلوم نہ ہونے پر تعجب ہی کیا

جاسکتا ہے کہ سفارتی استثنٰی کے حوالے سے پاکستانی قوانین بھی وہ ہی ہیں جو امریکہ کے ہیں یعنی امریکی اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ نے حال ہی میں قانون نافذ کرنے اداروں اور عدالتی حکام کو ہدایات جاری کی ہیں کہ کسی مجرم کو پولیس تحقیقات اور عدالتی حکم کے بغیر استثنٰی فراہم نہ کیا جائے۔فوجداری قانون کی خلاف ورزی کے ملزمان کے ضمن میں اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ نے ستمبر 2010 کو یہ حکم جاری کیا۔جبکہ پاکستان کو یہ بتایا جارہا ہے کہ ریمنڈ ڈیوس کو حاصل متنازعہ استثنٰی کی وجہ سے لوگوں کے قتل کا لائسنس ملا ہوا تھا۔اس سلسلے میں امریکی اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ کی گائڈ لائن اس کے برعکس اس بات پر زور دیتی ہے کہ خواہ سفارتی استثنٰی کا حامل شخص اعلیٰ سطح کا ہی کیوں نہ ہو۔سفارتی استثنٰی کے ضمن میں ،سفارتی افسران قومی و مقامی قوانین و ضابطوں کے احترام سے بری الذمہ نہیں ہوتا ہے۔سفارتی استثنٰی سے یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ مقامی قانون کا مذاق اڑاتا پھرے۔جبکہ عالمی معاہدوں اور طریقہ کار کے مطابق پولیس افسران اس بات کے پابند ہیں کہ سفارت کار کو حاصل استثنٰی کا احترام کریں مگر کسی طور پر بھی اس کے جائم کو نہ تو نظر انداز کیا جائے اور نہ ہی انہیں معاف کیا جائے۔پاکستان میں بھی یہ ہی قوانین رائج ہیں تو پھر امریکیوں کو تکلیف کس بات کی ہے؟؟؟

جبکہ ہمارے سابق وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی نے ہفتے کے دن دو ٹوک الفاظ

میں واضح کیا تھا کہ سرکاری ریکارڈ اور دفترِ خارجہ سے ماہرین سرکاری ریکارڈ اور دفترِ خارجہ کے ماہرین کی جانب سے پیش کی جانے والی اطلاعات کے مطابق امریکی قاتل ریمنڈ ڈیوس سفارت کار نہیں ہے۔اسے مکمل استثنٰی نہیں دیا جا سکتا ہے۔ڈیوس کے لئے جس طرح کے استثنٰی کا مطالبہ واشنگٹن کی جانب سے کیا جا رہا ہے وزارت خارجہ کے ریکارڈ سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی ۔مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ وزیر خارجہ اس معاملے پر کھل کر بات کرنے سے کترا رہے تھے جب اس بارے میں ان سے سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب میں کہا کہ میں ریمنڈ ڈیوس کے سفارت کار ہونے کی تصدیق نہیں کر سکتا۔ مگر یہ امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی نے وزارت خارجہ کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ اس معاملے پر مکمل خاموشی اختیار کریں۔ کیونکہ ان کی حکومت کو امریکی حکام نے شدید دباؤ میں رکھا ہوا ہے۔ہر روز پاکستان پر دباؤ کی ایک خاص شکل نظر آتی ہے۔ کوئی نہ کوئی امریکی اہلکار یا تو پاکستان پر دباؤ ڈالنے کے لئے آیا ہوتا ہے یا پاکستان کے خلاف سخت بیان داغ رہا ہوتا ہے۔ہم ہیں کہ سب کی سن کر چپ رہتے ہیں دل کی بات نہیں کہتے۔

دفتر خارجہ کا بھی یہ کہنا ہے کہ ہم نے اپنے ریکارڈ سے اس بات کی تصدیق کر لی ہے کہ ریمنڈ ڈیوس نہ تو سفارت کار ہے اور نہ ہی اسے مکمل سفارتی استثنٰی حاصل ہے۔دفتر خارجہ کا کہنا ہے کہ پاکستان کی وزارت خارجہ اس نتیجے

پر پہنچی ہے کہ ریمنڈ ڈیوس غیر سفارتی عملے کا رکن ہے۔ جبکہ وہ خود بھی پولیس کے سامنے اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے انکشاف کہ وہ ٹیکنکل ڈیوٹی پر تھا۔ یہ ہی وجہ ہے کہ اس مجرم کو امریکہ کے حوالے نہیں کیا جائے گا۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ ریمنڈ دفتر خارجہ کے ریکارڈ کے مطابق غیر سفارتی اسٹاف کے طور پر بھی رجسٹر نہیں رہا ہے۔ اس ضمن میں امریکیوں کی جانب سے مدت تک عملی خاموشی روا رکھی گئی۔ ایک نہایت ہی اہم بات یہ بھی ہے کہ امریکی سفارت خانے کی جانب سے 25 جنوری 2011 کو اپنے سفارت کاروں کے التوا میں پڑے ہوئے کیسوں کی ایک فہرست بھجوائی گئی تھی تاکہ متعلقہ افراد کو سفارتی شناختی کارڈ جاری کئے جاسکیں مگر عجب بات ہے کہ اس فہرست میں بھی مذکورہ شخص کا کہیں بھی نام موجود نہیں ہے۔ مذکورہ حادثے کے اگلے ہی دن 28 جنوری کو ایک مرتبہ پھر التوا شدہ کیسوں کی فہرست وزارت خارجہ کو بھیجی گئی اس میں ریمنڈ ڈیوس کا نام بھی شامل کر دیا گیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ تین دن قبل بھیجی جانے والی فہرست میں اس کا نام شامل نہ تھا جیسے ہی اس کا جرم سامنے آیا اگلے ہی دن امریکی سفارت خانے نے سی آئی اے کے اپنے اس ایجنٹ کو بچانے کی خاطر اور اس کو پاکستان کی عدالتوں سے بچانے کے لئے سفارت کاروں کی فہرست میں اس کا نام بھی شامل کر دیا جو اس بات کی غمازی کر رہا ہے کہ امریکی اس خطرناک مجرم کو جو ان کا بہترین جاسوسی نیٹ ورک کا شاطر کارندہ بھی ہے، کو بچانے کے لئے ہر سطح پر پاکستان پر دباؤ ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ سوال یہ ہے امریکی کس بنیاد پر

اس مجرم کے استثنیٰ کی بات کر رہے ہیں ؟صدر امریکہ مسٹر اوبامہ کو کیا یہ ساری رپورٹنگ نہیں کی گئی ہے ؟ لگتا یہ ہے کہ صدر اوبامہ بھی سی آئی اے کے سامنے مجبور ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ بار بار پاکستان کو ویانا کنونشن کی دہائی دے رہے ہیں۔جس پر دو سو ممالک کے ساتھ پاکستان اور امریکہ نے بھی دستخط کئے ہوئے ہیں۔اور پاکستان پر نا جائز دباؤ ڈالنے میں اپنے آپ کو حق بجانب ظاہر کر رہے ہیں۔وہ گھرانے جن کے تین بچے اس گھناؤ نے کھیل کی بھینٹ چڑھ گئے کس کے سامنے اپنا فریاد کا دامن دراز کریں ؟کہ عدالتوں کے سوائے دیکھنے میں یہ آرہا ہے کہ ہر شاخ پہ الُو بیٹھا ہے انجام گلستاں کیا ہوگا۔اس ضمن میں امریکہ کی وزیر خارجہ ہیلیری کلنٹن کی جانب دھمکی آمیز لہجے میں صدر آصف علی زرداری کو بتا دیا گیا ہے کہ امریکہ کا صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ امریکی شہری کو حکومت پاکستان نے غیر قانونی طور پر ہراست میں رکھا ہوا ہے؟؟؟حکومت پاکستان اس ضمن میں جلد فیصلہ کرے۔امریکیوں کو عافیہ صدیقی کی غیر قانونی ہراست دیکھنے کے لئے کیا تھری ڈی کے چشموں کی ضرورت تھی ؟؟؟اس ضمن میں پاکستان کی وزارت خارجہ کی جانب سے تسلسل کے ساتھ کہا جاتا رہا ہے کہ ریمنڈ ڈیوس کا معاملہ عدالت میں ہے لہٰذا امریکی عدالتی فیصلے کا انتظار کریں۔مگر ہمارے آقا اپنے غلاموں کی کسی تحویل کو ماننے کو تیار نہیں ہیں۔ہیلیری کلنٹن کا یہ بھی کہنا ہے کہ امریکہ نے صدر زرداری کو صاف صاف الفاظ میں بتا دیا ہے کہ ان کی حکومت کے پاس اس

کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ پاکستان ریمنڈ ڈیوس کی سفارتی حیثیت کو تسلیم کرے اور اسے سفارتی استثنٰی دے کر فوری طور پر رہا کیا جائے۔انکا یہ بھی کہنا تھا کہ امریکی شہری کومسلسل ہراست میں رکھنا بین الاقوامی قانون کی سنگین خلاف ورزی ہے۔گویا امریکی جو قتل جیسے بھیانک جرم کا مرتکب ہوا ہے اسے ہراست میں رکھنا اس لئے غیر قانونی ہے کہ وہ ایک امریکی ہے!!! یہ بڑی عجیب بات ہے کہ امریکیوں کی دھمکی آمیز کالوں کو بھی ہمارے حکمراں چھپانے کی مسلسل کوششیں کر رہے ہیں۔جبکہ یہ بات بھی ریکارڈ پر موجود ہے کہ ریمنڈ ڈیوس خود بھی پولیس کے سامنے یہ اعتراف کر چکا ہے کہ وہ سفارتی عملے کا حصہ نہیں ہے۔اور نہ ہی اُسے کوئی استثنٰی حاصل ہے۔

پاکستان کے سابق وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی اپنے اُصولی موقف کے اختیار کرنے کے جرم میں ہی حکومت سے دیس نکالے کی سزا بھگت رہے ہیں۔بلکہ ان کا کہنا ہے کہ انہیں وزارت پانی و بجلی کی آفر وزارت خارجہ کے بدلے میں دی گئی تھی۔مگر انہوں نے اپنے اصولی مؤقف سے دستبردار ہونے سے انکار کر دیا تھا جس پر انہیں بَلی کا بکرا بنا کر امریکہ کی بھینٹ چڑھا دیا گیا ہے۔تاہم محسوس یہ کیا جا رہا ہے کہ صدر زرداری نے ایمانداری کی سزا کے طور پر اور ریمنڈ ڈیوس کیس میں حکومت کا ہم نوا نہ بننے پر اپنے وزیر خارجہ کی بَلی چڑھا کر ایک اور ناقابل فہم کارنامہ انجام دیدیا ہے۔لگتا یہ ہے کہ ریمنڈ ڈیوس ہی

پاکستان میں ڈرون حملے کرانے کا ذمہ دار تھا۔ جس دن سے یہ پکڑا گیا ہے پاکستان میں امریکہ کے ڈرون حملے نہیں ہوئے ہیں۔ یہ ہی وجہ ہے کہ امریکہ کا ہر سرکاری کارندہ اس کی گرفتاری سے بوکھلایا ہوا ہے۔

مذاکراتی عمل پر حکومت اور طالبان کے رویے

نواز شریف ایک زمانے میں طالبان سے مذاکرات کے زبردست حامی تھے۔ مگر اقتدار ملنے بعد کے ایک عرصہ تک وہ ان مذاکرات کے سلسلے میں مخمصے کا شکار رہے۔ بعض قوتیں انہیں مذاکرات کی میز پر آنے سے شائد بزور روک رہی تھیں مگر جب حکومت نے دفاعِ پاکستان آرڈیننس کا اجرا کرادیا تو شائد وہ قوتیں کچھ شانت ہوگیئں۔ (دفاعِ پاکستا آرڈیننس ایک الگ بحث ہے جس پر آئندہ کسی کالم میں تفصیلی بحث کرنے کی کوشش کریں گے) گذشتہ اے پی سی جو 10، ستمبر 2013 کو منعقد ہوئی۔ جس ہیں تمام ہی سیاسی جماعتوں نے نواز حکومت پر بھرپور اعتماد کا اظہار کیا تھا۔ (ان میں سے اکا دُکا نے اس پر کرہاَ) آمادگی کا بہر حال اظہار کر دیا تھا۔ مگر حکومت سات ماہ تک مذاکرات کے ضمن میں کوئی پیشرفت کرنے سے قاصر رہی اور سات ماہ کا عرصہ حکومت نے ٹامک ٹوئیاں مارنے میں گذار دیا۔ دوسر جانب طالبان کے خلاف حکومتی کاروئیاں اور طالبا کی سکورٹی اداروں کے خلاف کاریئاں بڑھتی گیئں جن میں سکورٹی فورسز کے ساتھ بے گناہ عوام کا بھی خاصہ نقصان دیکھنے میں آیا۔ جس کی وجہ سے میڈیا اور رائے عامہ تیزی سے طالبان کے خلاف ہونا شروع ہو گئی۔ اسلام مخالف قوتوں نے اس کیفیت سے بھرپور فائدہ اٹھانا شروع کر دے ا۔ دوسری جانب حکومتی اداروں کا بھی سخت روئیہ

طالبان کے خلاف بڑھنے لگا۔یہی کچھ مسلم لیگ ن کی پارلیمانی پارٹی کے اجلاس 27 جنوری 2014 میں دیکھنے میں آیا۔اس اجلاس کی صدارت وزیراعظم نواز شریف کر رہے تھے یہاں لیگیوں کی بھاری اکثریت نے طالبان کے خلاف کاروائی کرنے کی شدت کے ساتھ حمایت کی وہ شائد مشرقی پاکستان کی تاریخ ایک مرتبہ پھر دہرانے کے لئے بے چین ہوے جا رہے ہیں۔

طالبان کے خلاف کارروئیوں کے ضمن میں پاکستان کی سیاسی جماعتوں کی طرف سے بھی وزیراعظم پاکستان محترم نواز شریف پر دباؤ بڑھنا شروع ہوگیا تھا اور اسمبلی میں بھی یہ بات بار بار کہی جارہی تھی کہ وزیراعظم طالبان کے سلسلے میں اسمبلی کے فلور پر آکر اپنی پوزیشن کی وضاحت کریں۔28 جنوری کو جب وزیراعظم اسمبلی کے فلور پر آئے تو انکا لب ولہجہ سخت دکھائی دیتا تھا۔مگر نقصانات کا ذکر کرنے کے باوجود انہوں نے کہیں بھی طالبان کو اپنے خطاب کا حصہ نہیں بنایا۔سکورٹی فوسز پر خود کش حملوں اور قتل وغارت گری کا انہوں نے سخت لہجے میں ذکر کیا اور سختی سے ان حملہ آوروں کو کچل دینے کی بھی دھمکی دی۔اور اپنے خطاب کے آخری حصے میں انہوں نے ایک اور موقع دینے کے نام پر طالبان سے مذاکرات کی بساط بچھاہی دی۔

وزیراعظم نے ایک چار رکنی کمیٹی جس کے ارکان کو طالبان سے مذاکرات کا آغاز کرنا ہے کا اعلان کردیا۔اس چار رکنی کمیٹی میں وزیراعظم کے مشیر خصوصی

اور مشہور کالم نگار عرفان صدیقی، مشہور صحافی اور شمالی علاقہ اور فاٹا کے امور کے ماہر رحیم اللہ یوسف زئی، میجر عامر یہ بھی فاٹا کے امور کے ماہر ہیں افغان امور اور پاکستانی طالبان کے حوالے سے وزیر اعظم ان کی رائے کو بہت اہمیت دیتے ہیں، اور رستم شاہ مہمند بھی فاٹا کے امور سے خاصی واقفیت رکھتے ہیں۔ وزیر اعظم کے اس اعلان کو ان تمام دانشوروں نے کسی نہ کس شکل میں مان لیا ہے بلکہ مذاکرات پر اپنی آمادگی کا بھی اظہار کر دیا۔ان کے علاوہ اکثر دانشوروں نے سوائے امریکی حمایت یافتہ نام نہاد سکولر ذہنیت کے لوگوں کے نا صرف خیر مقدم کیا ہے بلکہ ان کی حمایت کا بھی اعلان کر دیا ہے۔مذاکرات کی خبروں پر نام نہاد ترقی پسند سیخ پا ہو رہے ہیں۔ جن کی کوشش یہ ہے کہ طالبان سے مذاکرات نہ کئے جائیں بلکہ انہیں گولہ بارود کی آگ میں جلا کر ختم کر دیا جائے اور مشرقی پاکستان کی تاریخ کو دھرانے میں دیر نا کی جانی چاہیے۔ طالبا کو بارود کا ایندھن بنا کر سیکولر مزاج لوگوں کو پاکستان میں کھُل کھیلنے کے مواقعے دیدیئے جائیں۔اس کے اگلے دن پنجاب کے وزیر قانون رانا ثناء اللہ نے یہ کہہ کر اس معاملے کو اور ہوا دی کہ طالبان کے خلاف فوجی آپریشن کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔آپریشن کی نوعیت اور طریقہ کار فوج طے کرے گی۔اور پنجاب میں 174 مقامات پر کاروئی کی جائے گی۔یہ اعلان پاکستانی طالبان کے لئے خطرے کی گھنٹی سے کم نہ تھا۔لیکن اس کے باوجود طالبان نے بھی اپنی جانب سے پانچ رکنی مذاکراتی کمیٹی کا اعلان کر دیا ہے۔جس میں پی ٹی آئی کے رہنما عمران

خان، جمیعت، علماء اسلام ف کے مولانا سمیع الحق، جماعت اسلامی کے پروفیسر ابراہیم، مفتی کفایت اللہ کا تعلق جنیعت علماء اسلان ف سے ہے اور لال مسجد کے مولانا عبدالعزیز شامل ہیں۔

وزیر اعظم کے مذاکرات کے اس اعلان کا تحریک، انصاف اور جماعتِ اسلامی نے خیر مقد کیا ہے۔ مو نا فضلالرحمان نے ایک جانب تواس بیان کا خیر مقدم کیا ہے دوسر جانب انکا خیال ہے کہ "ایک اور موقع" دینے کے الفاظ سے انہیں سازش کی بو آرہی ہے۔ان کا کہنا ہے کہ معلوم نہیں کون وزیر اعظم سے ملاقات میں رکاوٹ ڈال رہا ہے۔اگر ان سے ملاقات ہوجاتی توانہیں اچھا مشورہ دیدیتا تحریک طالبان پنجاب کے رہنما عصمت اللہ معاویہ نے بھی حکومتی فیصلے کا خیر مقدم کیا ہے۔پاکستان کی وہ قوتیں جو پاکستان میں مزید خون خرابے کی مخالف ہیں ان سب نے وزیراعظم کے مذاکراتی عمل کے بیان کا دل سے خیر مقدم کیا ہے۔مگر پاکستان کے دشمنوں کے آلہِ کار اس مذاکراتی عمل کی شدت کے ساتھ مخالفت کر رہے ہیں جن میں کچھ سیاسی بازیگر بھی شامل ہیں۔

یہ بات بھی سامنے آرہی ہے کہ طالبان سے مذاکرات کے مخالف گرہوں، اندرونی اور بیرونی قوتوں اور لابیز اور اثرو رسوخ رکھنے والی قوتوں کی وجہ سے حکومت کی جانب سے بنائی گئی مذاکراتی ٹیم کے چاروں ارکان کو اپنی سلامتی کے

شدید خطرات لاحق ہیں لہٰذا حکومت کی جانب سے انہیں مکمل سکورٹی فراہم کی جائے گی۔پاکستان کی حکومت کے طالبان سے مکالمے پر بعض غیر ملکی حکومتیں اور بیرونی قوتیں ناراضگی کا بھی برملا اظہار کر رہی ہیں ان کا طریقہ کار یہ بھی رہا ہے کہ ان کی مرضی کے خلاف کام کرنے والے لوگوں کو یہ اپنے ایجنٹوں کے ذریعے راستے سے ہٹوادیتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ مذاکراتی کمیٹی کی حفاظت کا حکومت خاطر خواہ انتظام کر رہی ہے۔دوسر جانب مذاکراتی کمیٹی کے ارکان نے وزیر اعظم پاکستان سے یہ یقین دہانی بھی حاصل کرلی ہے کہ حکومت طالبان کے ساتھ مذاکرات میں سنجیدگی کا مظاہرہ کرے گی اور طالبان سے مذاکرات کے نام پر دھوکہ دہی نہیں کی جائے گی۔طالبان نے مذاکرات کاروں سے یہ یقین دہانی بھی حاصل کی ہے کہ مذاکرات کے کسی بھی موقعے پر کوئی انٹیلی جنس کا نمائندہ اس میں شامل نہیں کیا جائے گا۔

لکھاریوں کی اکثریت اس شبہے کا اظہار کر رہی ہے کہ طالبان کے ساتھ مذاکرات میں وزیر اعظم کی بنائی گئی کمیٹی کی کامیابی مشکوک دکھائی دیتی ہے۔حالانکہ وزیر اعظم نے کمیٹی سے ملاقات کے دوران کمیٹی کو اس بات کی یقین دہانی کرادی ہے کہ وہ طالبان کے ساتھ مذاکراتی عمل کسی دباؤ کے بغیر جاری رکھنے کے مجاز ہونگے۔طالبان کی جانب سے بھی کہا جارہا ہے کہ مذاکرات کے سلسلے میں مشاورت جاری ہے۔طالبان بھی بہت جلد اپنی مذاکارتی ٹیم کا اعلان کر دیں گے

اور پھر دونوں جانب سے مذاکراتی عمل کا آغاز ہو جائے گا انشاءاللہ ہر سچے پاکستانی کی یہ دلی دعا ہے کہ رب کائنات اس مذاکراتی عمل کی بیل کو منڈھے چڑھا دے۔ تاکہ مسلمانوں کا نصرانی سازشوں سے بہنے والا لہو رک جائے۔ اور تمام پاکستانی امن و سکون کی زندگی گزارنے کے اہل ہو سکیں۔

دہشت گردی کے خلاف جو جنگ امریکہ نے شروع کی تھی اسمیں پاکستان کا بے تحاشہ جانی و مالی نقصان ہو چکا ہے۔ سو ارب ڈالر سے زیادہ کا پاکستان کا مالی نقصان ہوا تو 60 ہزار سے زیادہ پاکستانی صرف ایک جانب سے جانیں گیئں تو دوسری جانب بھی جانی، نقصان بڑے پیانے پر ہوا جس میں ڈرون حملوں سے سبسے زیدہ ہلاکتیں ہویئں۔ اسکے علاوہ امریکہ کا جانی نقصان اس جنگ میں صرف دو ہزار سے کچھ زیادہ ہوا اور 507 ارب ڈالر کا امریکہ کو مالی کو نقصانات اٹھانا پڑے۔

سندھ حکومت اور انتہائی مطلوب مجرموں کے سر کی قیمت

پاکستان کو سکون کا سانس کیونکر ملے گا؟ جب کہ یہاں پر پتھروں کو باندھ کر کتوں کو آزادی دیدی گئی ہو ! ایسے معاشرے کبھی پنپا نہیں کرتے ہیں جہاں عوام کے جان و مال کا تحفظ کرنے والے حکمران ناپید ہو چکے ہوں اور عوام سسک سسک کر زندگیاں گذارنے پر مجبور کر دیئے جائیں۔ گھٹن کی ایسی فضاء میں انسانوں کیا حیوانوں کا زندہ رہنا بے حد و حساب مشکل بنا ہوا ہے۔ کیا اسی کو ہی ہم جمہوری معاشرہ کہیں گے جہام پر انسانی خون بہانے والے درندے فاختاؤں کے لباس میں دکھائی دیتے ہوں ؟اور چیخ چیخ کر جھوٹی آہ وزاری کر رہے ہوں۔کیا یہ ہی جمہوری معاشرہ ہے جہاں نام نہاد جمہوریت کے چیمپیئن عسکری اداروں کو جمہوریت پر شب خون مارنے کی بار بار ترغیب دے رہے ہوں ؟کیا یہ ہی جمہوری لوگ ہیں جو ملک کو معاشی میدان میں آگے بڑھانے سے خائف ہیں ؟کیا یہی لوگ ملک کے محب ہیں جو اگر کہیں سے بجائے لُٹیروں کے ملک کے لئے امداد کے راستے کھلتے ہیں تو اُن میں رکاوٹ ڈالتے ہو ں؟ کیا جو لوگ وطنِ عزیز کے ہیرو کو زیرو، اور زیرو کو ہیرو مانتے ہوں وہ اس ملک اور قوم سے مخلص ہیں ؟جو اوراپنے شوٹرز سے جرائم کروانے کے بعد کہتے ہوں کہ یہ ہم نے نہیں کیا ! ! ! کراچی جیسے شہرِ بے امان کو جو لوگ بھوتوں کی بستی میں تبدیل کرنا اپنا فرضِ اولین گردانے ہوں کیا یہی لوگ رہنما بننے

اور کہلانے کے اہل اور حقدار ہیں؟؟؟نہیں نہیں میں نہیں مانتا ظلم کے ضابطے!!! ان ظالموں کے خلاف آج آواز اٹھانے کی بھی کسی میں ہمت نہیں ہے کہ ہم سب لوگ موت کے خوف میں مبتلا ہیں۔جبکہ ہر مسلمان کا یہ ایمان ہونا چاہئے کہ بقول غالب کے ''موت کا ایک دن معین ہے'' موت تو اُسی وقت آئے گی جب اس کا وقت آئے گا۔اُس وقت سے ایک لمحہ پہلے نہ بعد! لہٰذا سچ کہنے سے مت گھبراؤکہ حضرت علی کے ''بقول ''میری موت میری زندگی کی حفاظت کر رہی ہے

سندھ حکومت کے حوالے سے آج کے اخبار میں ایک ایسی خبر پڑھی جس کے بعد میرے اعصاب نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے۔کہ حکومت کی چھتری تلے'' انتہائی مطلوب مجرموں کو غیر قانونی طور پر آبی راستوں سے فرار کرایا جا رہا ہے'' اور یہ کہ سندھ حکومت میں مجرموں کے سر کی قیمت مقرر کرنے کا حوصلہ نہیں ہے!!! یہ ہیں ہمارے نا اہل حکمران! جن کی نااہلی ہر ہر لمحہ عود کر سامنے آتی رہتی ہے۔جنہیں لوٹ کھسوٹ کے علاوہ کچھ سُجھائی ہی نہیں دیتا ہے۔جو حرص و ہوا کے بندے ہیں۔ہر شخص جانتا ہے کہ اس ملک میں اس وقت لاقانونیت اور بدامنی کا راج ہے۔جس کے حصے دار حکمرانوں کے ساتھ اس ملک کے تمام ادارے بھی ہیں!!! تو کس سے منصفی چاہیں؟؟؟

وزیر اعظم محمد نواز شریف جیسے ہی کراچی سے رخصت ہوئے چند دنوں کے بعد ہی

سندھ کی حکومت نے مختلف سیاسی اور کالعدم تنظیموں سے تعلق رکھنے والے انتہائی خطرناک 162 مطلوب مجرموں کے سر کی قیمت لگانے کے سلسلے میں بے حد کم ہمتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں فرار میں مدد دے کرہماری بد حالی کے نئے دسر کھولدیئے ہیں۔ باخبر ذرائع کے مطابق ان مطلوبہ مجرموں کے سر کی قیمت لگانے کے بجائے سندھ کے کرتا دھرتاؤں کی جانب سے ان مختلف سیاسی جماعتوں کی حمایت کے حامل مجرموں کو غیر قانونی طور پر کشتیوں کے ذریعے سمندری راستوں سے ملک سے فرار کرانے میں مدد فراہم کر رہے ہیں۔ جو اس ملک اور اس کے مظلوموں کے خون کی فروخت کا کھیل ہے جو بڑی تیزی کے ساتھ کھیلا جا رہا ہے۔

کراچی میں امن و امان کے سلسلے میں وزیر اعظم کے دورہ کراچی سے ایک ہفتہ قبل قانون نافذ کرنے والے اداروں نے سندھ کی صوبائی حکومت کو162 انتہائی مطلوب مجرموں کے ناموں کی فہرست فراہم کی تھی اور کہا گیا تھا کی حکومت ان لوگوں کے سروں کی قیمت مقرر کرے۔ مگر ایسا کرنے میں حکومت نہایت ہی پژمُردگی کا ثبوت دے رہی ہے۔ ذرائع کے مطابق مندرجہ ذیل فہرست سے ان مجرموں کی وابستگی کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔ مبینہ طور پر 112 مجرمان کا تعلق ایک ایسی سیاسی تنظیم سے ہے جس کا سب سے زیادہ فوکس کراچی شہر پر ہے۔ جبکہ ان میں سے دس، کا تعلق سندھ سے تعلق رکھنے والی ایک بڑی سیاسی جماعت کے

مجرموں سے ہے، اوردس مجرموں کا تعلق اینٹی شیعہ کالعدم تنظیم سے ہے ،اور دس مجرموں کا تعلق سندھ کی ایک قوم پرست جماعت سے ہے۔ اسی طرح دس کا تعلق لیاری کے ایک مضبوط گینگ وار گروپ سے ہے۔یہ تمام چہرے سامنے آجانے کے باوجود وزیر اعلیٰ سندھ کیوں خاموش ہیں یہ ایک سوالیہ نشان ہے؟اگر نااہلی کا یہ دور جاری رہا تو ملک اور خاص طور پر صوبہ سندھ مزید مشکلات کا شکار ہو جائے گا۔باخبر ذرائع نے مجرموں کے نام کے ساتھ وہ لُوکیشن بھی بتادی ہے جہاں ان مجرموں نے اپنے آقاؤں کے احکامات کے تحت ڈیرے جمائے ہوئے ہیں۔مگر ہمارے حکمرانوں میں یہ سکت ہی نہیں ہے کہ ان مجرموں کو پکڑیں۔ قانون نافذ کرنے والی ایجنسیاں وزیر اعظم سے شکایت کرتی ہیں کہ آپریشن کے لئے مرکزی سیاسی جماعتوں کی طرف سے صرف زبانی حمایت کی جاتی ہے ۔اس ضمن میں ڈی جی رینجرز نے کراچی میں پریس کانفرنس میں اپنا واضح موقف پیش کیا ہے اور کہا ہے کہ ’’سندھ حکومت کے دیئے گئے اختیارات کی حیثیت کاغذ کے ٹکڑے سے زیادہ نہیں ہے۔ کراچی میں چاہے فوج ہی کو کیوں نہ بلا لیا جائے ،امن کے لئے پہلے نظام کو درست کرنا ہوگا‘‘۔

کراچی آمد پر وزیر اعظم کو بتایا گیا تھا کہ جن پارٹیوں کے مجرمین مذکورہ فہرست میں شامل ہیں وہ پارٹیاں کراچی آپریشن کی کھل کر حمایت نہیں کر رہی ہیں۔مگر بلواسطہ طریقے پر آپرشن میں رکاوٹیں ڈال رہی ہیں۔وزیر اعظم کو اس

بات پر متنبہ بھی کیا گیا تھا کہ آپریشن کے ثمرات اُس وقت تک پائدار انداز میں سامنے نہیں آئیں گے جب تک کہ صوبائی حکومت اور سر کردہ سیاسی جماعتیں مجرمومن کی پشت پناہی کی بجائے آپریشن میں تعاون نہیں کریں گی۔لیاری بد امنی کے سلسلے میں وزیر اعظم کو بتایا گیا کہ جب تک صوبائی حکومت اور دیگر اسٹیک ہولڈرز لیاری کی بگڑتی ہوئی صورت حال پر سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں کریں گے،اُس وقت تک لیاری میں گینگ وار کی کیفیت برقرار رہے گی اور کراچی جلتا رہے گا۔وزیر اعظم پر یہ بھی واضح کیا گیا کہ سندھ کی دو بڑی سیاسی جماعتیں مختلف گروہوں کی سرپرستی میں دن رات مشغول ہیں۔اور کوئی بھی اپنے دہشت گردوں کو لگام دینے کے لئے تیار دکھائی نہیں دیتا ہے۔ہمیں مجرموں کے ساتھ مجرموں جیسا برتاؤ کرنا ہوگا!!!مگر بد قسمتی سے سیاسی جماعتوں کے دباؤ کی وجہ سے آپریشن کے دوران ہر دفعہ مجرم قانون کی گرفت سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو رہے ہیں۔

پیپلز پارٹی کی ایسی نا اہلیاں ذوالفقار علی بھٹو اور بے نظیر بھٹو کے ادوار میں کبھی بھی نہیں دیکھی گئی تھیں۔آج لگتا یوں ہے کہ جیالہ کرپشن اور بے ایمانوں کا نوالہ بن کر اقتدار کے مزے لوٹنے میں لگا ہوا ہے۔مجرموں کو پکڑنے اور تلاش کرنے میں ماضی کی سیاست سے دستبردار ہو چکا ہے۔اس کی شائد بڑی وجہ یہ ہے کہ زرداری نے تمام اپنے مزاج کے لوگوں کو پیپلز پارٹی میں

برداشت کیا ہوا ہے۔جہاں کہیں بھی گُڈ گورنس کا تصور ہی موجود نہیں ہے۔ قانون نافذ کرنوالی ایجنسیاں اس بات پر کفِ افسوس مل رہی ہیں کہ کچھ سیاسی جماعتوں نے کراچی کے عوام کے لئے پائدار امن کی کوششیں کرنے کے بجائے درونِ خانہ کھل کر لیاری کے گروہوں کی حمایت جاری رکھی ہوئی ہے۔یہی وجہ ہے کہ وہ انتہائی مطلوب مجرموں کے سروں کی قیمت لگانے سے خوف کا شکار ہے۔ سندھ حکومت نے انتہائی مطلوب مجرموں کی مدد کرکے پاکستان اور کراچی کے استحکام کو داؤپر لگا دیا ہے....

قائد کے اسلامی نظریات کے مخالفین کے پاس کچھ کہنے کو نہیں ہے

بعض نام نہاد دانشور غالبؔ کے اس شعر کی اس کیفیت کے مالک ہیں " بنا ہے شاہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا ورنہ شہر میں غالب کی حقیقت کیا ہے؟" ایسے افراد جو گنتی کے تو چند ہی ہیں مگر بڑے چنٹ ہیں۔ جو مملکتِ اسلامیہ پاکستان کے بانی مبانی حضرت قائداعظم محمد علی جناح کے اسلامی ارشادات کی ڈھٹائی کے ساتھ مخالفت و نفی کرتے ہوئے تمام سچائی کی حدوں کو عبور کر جاتے ہیں۔ ایک صاحب نے تو اس ضمن میں جھوٹے حوالوں کے بھی انبار لگا دیئے ہیں جب کتابیں کھنگالی گئیں تو ایک آدھ ادھورے حوالے کے سوائے تمام حوالے غلط سلط تھے۔ جنکی تفصل میں جانے کا وقت نہیں ہے۔ یہ لوگ دانشور بھی کہلاتے ہیں، لے دے کر ان کے پاس 11 اگست 1947ء کی قائداعظم کی تقریر ہے جس پر ان کی جھوٹ کی عمارت تعمیر ہوتی اور منہدم ہو جاتی ہے۔ بعض دانشور اس تقریر کو صلح حدیبیہ کا پرتو بھی گردانتے ہیں۔ اس تقریر کی وضاحت میں اپنے ایک آرٹیکل میں سید شریف الدین پیرزادہ کی فاؤنڈیشن آف پاکستان کے حوالے سے تفصیل کے ساتھ بحث کر چکا ہوں۔ یہ لوگ قائداعظم محمد علی جناح کی واضح دلائل سے تو کھل کر مخالفت کر نہیں پاتے ہیں کونے کھدروں میں گھس کر اپنے مصنوئی دلائل پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ بھی غلط حوالوں سے!!!

جن

کو قائد پر نظر رکھنے والا کوئی بھی طالب تسلیم کرنے کو ہر گز تیار نہیں ہے۔ قائد اعظم پر سطحی سا لٹریچر پڑھ کر یہ لوگ قائد اعظم اسٹیڈنر کے اپنے آپ کو ماہر ثابت کرنے کی کوشش میں جس قدر ہو سکتا ہے آدھے سچ سے کام لیتے ہیں اور اپنی غیر ماہرانہ رائے کو ماہر کی رائے ثابت کرتے ہیں!!! اللہ ڈاکٹر صفدر محمود کو زندگی دے وہ قائد پر ان کی ہر بکواس کا منہ توڑ مدلل جواب دے کر انہیں ایسا لاجواب کرتے ہیں کہ پھر ان کی سانسیں جواب دے جاتی ہیں۔

تحریک پاکستان کے سُرخیلوں نے یہ دعویٰ کب کیا کہ قائد اعظم محمد علی جناح ایک مولوی تھے؟ قائد کے محبوں کو اس بات سے فرق نہیں پڑتا ہے کہ کوئی اپنے دفتر میں جناح کیپ اور شیروانی والی تصویر لگاتا ہے یا سوٹڈ بوٹڈ کلین شیو قائد کی تصویر آویزاں کرتا ہے۔ ان لوگوں کو یہ ہی پتہ نہیں ہے کہ محمد علی جناح نے لندن کے لنکن اِن میں جب داخلہ لیا تھا تو میرے آقا حضرت محمد ﷺ کا نام دنیا کے بہترین قانون دینے والوں میں سر فہرست عمارت کے گیٹ پر لکھا ہوا دیکھا تھا۔ یہ میرے قائد کی سرکار محمد ﷺ سے نوجوانی کے ہیجانی دور میں بھی محبت اور عقیدت ہی تو تھی۔ جس کو ننگے معاشرے کے حامی قیامت تک نہیں سمجھ سکیں گے۔ اول تو میرے قائد نے کسی تھیٹر میں کام کیا ہی نہیں یہ سب سیکولر ذہنیت کے مصنفین کی اختراع کے سوائے کچھ نہیں ہے۔ اگر کیا بھی تھا میرے سیکولر دوست کے منہ پر طمانچہ تو خود اسی کی تحریر میں لگ گیا جب ان کے بقول جناح نے والد کی ناراضگی پر تھیٹر کی ملازمت چھوڑ دی!!! جناح اگر

سیکولر اور اسلام سے برگشتہ ہوتے تو وہ ڈنشاپٹٹ کی بیٹی جو پارسی تھی اور میرے قائد سے عشق کا اُس پر بھوت سوار تھا۔ اُس کو مسلمان نہ کرتے ۔جس کے شاہد موجود ہیں کہ انہوں نے مولانا شاہ احمد نورانی کے تایا مولانا نذیر احمد صدیقی جو بمبئی کی جامع مسجد کے خطیب و امام تھے۔ جن کے روبرو ڈنشاہ کی بیٹی نے اسلام قبول کیا تھا۔ رتی کے مسلمان ہوجانے کے بعد محمد علی جناح نے انہی عالمِ دین سے رتی کے ساتھ اپنا نکاح اسلامی طریقے پر پڑھوا کر اپنی ازدواجی زندگی کے سفر کا دوسری مرتبہ آغاز کیا تھا۔

بقول ڈاکٹر صفدر محمود کے کہ جناح کی ’’ جب ذہنی بلوغت ارتقائی منازل سے گذری تو وہ مسلم قومیت کے موثر علمبردار بن کر ابھرے۔ قائدِ اعظم سیاسی زندگی کے آغاز میں مسلمانوں کے لئے مخصوص کوٹے کے خلاف تھے پھر وہ مسلمانوں کو اقلیت کہتے تھے لیکن ذہنی و سیاسی ارتقاء کے نتیجے کے طور پر وہ اس منزل پر پہنچ کر قائدِ اعظم بن گئے۔جب وہ اس حقیقت کے قائل ہوے کہ مسلمان اقلیت نہیں بلکہ ایک قوم ہیں‘‘ یہ تو میرے قائد کا ہر قاری جانتا ہے کہ قائدِ اعظم محمد علی جناح نے عید میلاد النبی کے جلسے سے کراچی بار میں 25 جنوری 1948 ء کو واضح کیا تھا کہ انہوں لنکن اِن میں داخلہ اس لئے لیا تھا کہ اس ادارے میں دنیا کے عظیم قانون فراہم کرنے والوں میں محمد ﷺ کا نام بھی شامل تھا۔ میرے سیکولر دوست کو اس بات پر حیرت نہیں ہونی چاہئے کہ لندن سے لاء کی ڈگری لے

کر واپس آنے بعد بمبئی (موجودہ ممبئی) میں جس تقریب میں پہلی مرتبہ شرکت فرمائی تھی وہ عید میلاد النبی کا ایک جلسہ تھا۔ یہ بات ہر پاکستانی کے ذہن میں رہنی چاہئے کہ میرا قائد نہ تو مولوی تھا نہ ہی صوفی اور نہ ہی مذہبی عالم ایمان و یقین کے حوالے سے وہ پکے سچے مسلمان تھے۔ سوٹ بوٹ کی طعنہ زنی کرنے والوں کو پتہ ہونا چاہئے کہ ان کا یہ لباس غیر اسلامی ہر گز نہ تھا مگر اس حقیقت سے بھی کیا میرے سیکولر دوست انکار کریں گے کہ قیام پاکستان سے کئی سالوں پہلے انہوں انگریزی لباس بڑی حد تک ترک کر دیا تھا۔ مگر بعض سرکاری تقاریب میں وہ کبھی کبھی طوحاً انگریزی لباس بھی قیامِ پاکستان سے قبل پہن لیا کرتے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد کبھی بھی میرے قائد نے شیروانی کرتا شلوار اور جناح کیپ کے علاوہ کوئی ایسا لباس زیب تن نہیں کیا جس کی سیکولر ذہنیت والے توقع رکھتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ جب تک انہوں اسلام کو پورے طور پر سمجھا نہیں تھا ۔تو وہ جیسا کہ سیکولر ذہن لکھتا ہے کہ ”فروری 1935 ء میں قانون ساز اسمبلی میں مذہب کو سیاست سے الگ رکھنے کی بات کی کی تھی“ مگر انہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ اس سال کے بعد محمد علی جناح نے پورا پورا اسلام میں داخل ہونے کا عہد اُس وقت کر لیا تھا۔ جب مولانا اشرف علی تھانوی کی جانب سے 1936ء میں ایک پیشن گوئی میں یہ واضح کر دیا تھا کہ یہ انگریزی لباس پہننے والا ہی ایک دن مسلمانوں کی کشتی کو پار لگائے گا۔ اور پھر اپنے شاگردوں اور قرابت دار علماء کو جناح کی اسلامی تربیت پر

لگا دیا تھا۔ علمائے کرام سے ملاقات کے بعد انہوں نے کبھی خلافِ اسلام کے کوئی بات نہ کی۔ بلکہ 1935ء کے بعد کی قائد کی پوری زندگی کھنگال کے سیکولر ٹولہ دیکھ لے انہوں نے بارہا اسلام کو مکمل ضابطہِ حیات قرار دیا اور مرتے دم تک اس اصول پر کا بند بھی رہے۔ مگر میں نا مانوں کا تو" ذہنی" کے سوائے کوئی علاج ہے ہی نہیں۔ جسٹس منیر جیسا آمریت کا پروردہ جھوٹا شخص جب جناح پر سیکولر ہونے کا الزام لگاتا ہے تو عطاترک کے حوالے سے قائد اعظم کو سیکولر ثابت کرنے کی کوشش میں اپنا وقت برباد کرتا دکھائی دیتا ہے۔ ایک انٹرویو میں جب قائد سے سوال کیا گیا کہ ترکی کی حکو مت تو ایک مادی ریاست اور حکومت ہے آپ کی کیا رائے ہے؟ تو جناح نے جوباً کہا تھا کہ" ترک حکومت پر میری نظر میں سیکولر اسٹیٹ کی سیاسی اصطلاح اپنے پورے مفہوم میں لاگو نہیں ہوتی ہے۔ اسلامی حکومت کے تصور کا بنیادی امتیاز یہ ہے کہ اطاعت اور وفاداری کا مرجع اللہ کی ذات ہے۔ جس کی تعمیل کا مرکز قرآنِ حکیم کے احکامات اور اصول ہیں"۔ 10، جون 1938 کو بمبئی میں میمن چیمبر آف کامرس سے خطاب کے دوران قائد اعظم محمد علی جناح کہتے ہیں کہ" مسلمانوں کے لئے پروگرام تلاش کرنیکی ضرورت نہیں ہے ان کے پاس تیرہ سو سال سے مکمل پروگرام موجود ہے (اور وہ یہ بات آزادی کے بعد تک کئی مرتبہ دہرا چکے تھے) کہ قرآنی تعلیمات ہی ہماری نجات کا ذریعہ ہیں جس کے ذریعے ہم ترقی کے تمام مدارج طے کر سکتے ہیں"۔ میرے ملک کے سرکای دانشور لکھتے ہیں کہ "ہندوستان میں

مذہبی علماء کی اکثریت مسلم لیگ اور پاکستان کے خلاف تھی" کوئی انہیں سمجھائے کہ ہم بتائیں؟اُن لوگوں میں آپ کے خاندان کے احراری بھی شامل تھے کیا یہ بات آپ کے محترم والد صاحب نے آپ کو نہیں بتائی تھی؟آپ کو پتہ ہے قائدِ اعظم کے گرد جید علما و مشائخِ عظام کی ایک پوری ٹیم موجود تھی مسلمانوں کا سوادِ اعظم ان کی حمایت کرہا تھا۔جس مسلم عوام کے علاوہ مولانا اشرف علی تھانوی اور ان کے خانوادے کے جید علماء، شاگرد اور پیر صاحب جماعت علی شاہ علی پوری اور ان کے مریدین کی بہت بڑی تعداد نے مسلم لیگ کا ساتھ دیا، پیر صاحب مانکی شریف امین الحسنات اور ان کے مریدین کا جمِ غفیر، پیر صاحب زکوڑی شریف جیسی مذہبی اور روحانی شخصیت اور ان کے مریدین کی کھلی حمایت میرے قائد کو حاصل تھی، اسی طرح خواجہ قمر الدین سیالوی اور ان کے شاگردوں نے بھی قائدِ اعظم اور مسلم لیگ کی زبردست حمایت کی تھی۔

اس میں شک نہیں کہ مولانا حسین احمد مدنی نے تحریکِ پاکستان کے دوران قائدِ اعظم اور مسلم لیگ کی کھل کر مخالفت کی تھی مگر قیام پاکستان کے بعد اُن کا یہ رویہ یکسر تبدیل ہو گیا تھا۔بقول ڈاکٹر صفدر محمود کے (قیامِ پاکستان کے بعد)جب ان سے سوال کیا گیا کہ حضرت پاکستان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ تو جواب میں مولانا فرماتے ہیں کہ" مسجد جب تک نہ بنے اختلاف کیا جاسکتا ہے۔لیکن جب بن گئی تو مسجد ہے" (بحوالہ حضرت مولانا سید حسین

احمد مدنی واقعات و کرامات، مراد آباد، صفحہ 136) گویا پاکستان اپنے قیام کے بعد اُن کے نزدیک مسجد کی طرح معتبر ٹھہرا تھا۔ ان سیکولر اسلام مخالف لوگوں کو یہ بھی کوئی بتا دے کہ قائدِ اعظم مذہبی لوگوں پر کتنا بھروسہ کرتے تھے۔ پاکستان کے پہلے یومِ آزادی پر پاکستان کے دالحکومت کراچی میں پرچم کشائی کا وقت آیا تو یہ کام خود کرنے کے بجائے یہ خدمت کسی سیکولر سے نہیں لی گئی اور نہ خود کیا بلکہ مولانا شبیر احمد عثانی سے یہ خدمت لی گئی لی گئی اور مشرقی پاکستان کے دالحکومت ڈھاکہ میں یہ خدمت مولانا ظفر احمد عثانی کے حصے میں آئی تھی۔ یہ تھا میرے قائد کا احترام علماء اور اسلام کے رکھولوں کے لئے!!!

قائدِ اعظم اسوہِ رسولﷺ پر عمل پیرا رہتے ہوے اقلیتوں سے نفرت نہیں کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ 17 اگست کو انھوں نے کراچی کے چرچ کا دورہ کیا تھا تاکہ عیسائی اقلیت کو احساسِ کمتری کا شکار نہ ہونے دیا جائے۔ اور پھر اگلے دن 18 اگت کو نماز عید مسلمانوں کے بڑے اجتماع کے ساتھ کراچی کے (بندر روڈ) موجودہ ایم اے جناح روڈ پر واقع عید گاہ کے مقام پر ادا کی۔ اس اجتماع کی نماز عید مولانا شبیر احمد عثانی نے پڑھائی تھی۔ صفدر محمود لکھتے ہیں کہ ”قیامِ پاکستان کے بعد قائدِ اعظم ایک سال زندہ رہے جن میں سے تین چار ماہ علالت لے گئی، اس کے باوجود قائدِ اعظم نے 14 ، بار کہا کہ پاکستان کے آئین کی

بنیاد اسلامی اصولوں پر رکھی جائے گی'' 25 ، جنوری 1948 ء میں کراچی بار ایسوسیایشن سے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ''یہ کہا جا رہا ہے کہ پاکستان میں شریعت نافذ نہیں ہوگی یہ شرارتی عناصر کا پروپیگنڈہ ہے...نا صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کو بھی خوفذدہ ہونے کی ضرورت نہیں'' میرے قائد کا سلام پر فخر کا اندازہ فروری 1948 ء میں امریکی عوام کے نام اپنی نشریاتی تقریر سے لگایا جا سکتا ہے۔ جس میں انہوں نے فرمایا تھا کہ دنیا کے نقشے پر'' پاکستان پہلی اسلامی ریاست ہوگی'' اسی طرح جولائی 1948 میں اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوے فرمایا تھا کہ ''مغرب کے معاشی نظام کے بجائے پاکستان میں اسلامی اصولوں کی بنیاد پر معاشی نظام وضع کیا جائے گا''۔ قائد اعظم کا تصورِ پاکستان متعصب مذہبی مملکت کا نہ تھا بلکہ وہ پاکستان کو ایک اسلامی ، جمہوری فلاحی ریاست دیکھنا چاہتے تھے جہاں ملائی طبقاتی کشمکش نہ ہو بلکہ اسلام کا عادلانہ نظام قائم ہو۔ (کیوں نہ ہو اقبال اس حوالے سے پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ ''دینِ ملا فساد فی سبی الاللہ'') بلکہ اسلام کے سچے اصولوں پر چل کر مملکتی امور نمٹائے جائیں گے''(..... قائد اعظم محمد علی جناح نے 7 فروری 1948 ء کو سینٹرل لیجسلیٹیو اسمبلی میں ااپنے خطاب میں فرمایا تھا کہ ''مذہب کو سیاست میں شامل نہیں کرنا چاہئے ،مذہب کا معاملہ اللہ اور انسان کے مابین ہے'')...... حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اور قائد اعظم کے مابین خط وکتابت کا سلسلہ 1936ء سے 1943ء تک

مسلسل جاری رہا اسی سال مولانا صاحب کو دہلی اجلاس میں خطاب کی دعوت بھی دی گئی مگر وہ اپنی علالت کے باعث شریک نہ ہوئے۔اسی سال ان کے انتقال پر باقاعدہ قائد اعظم نے مسلم لیگ کا ایک تعزیتی اجلاس بلا کر مولانا اشرف علی تھانوی کی خدمات کو نا صرف خراج تحسین پیش کیا بلکہ ان کے انتقال پر تعزیت کا بھی اظہار کیا گیا۔ ستمبر 1944 گاندھی سے اپنی خط وکتابت کے دوران انہوں قرآن، پاک کے حوالوں سے گاندھی کو بتایا تھا کہ ''قرآنِ مجید مسلمانوں کا ضابطہ حیات ہے۔اس میں مذہبی، مجلسی، دیوانی، فوجداری، فوجی، تعزیری، معاشی سیاسی غرض یہ کہ تمام شعبہ ہائے زندگی کے لئے احکامات موجود ہیں۔مارچ 1946ء میں شیلانگ کے مقام پر خواتین سے خطاب کے دوران قائدا عظم نے فرمایا تھا کہ ''آیئے اپنی کتابِ مقدس قرآنِ حکیم اور حدیثِ نبوی اور عظیم اسلامی رویات کی طرف رجوع کریں جس میں ہماری رہنمائی کے لئے ہر چیز موجود ہے۔ہم خلوص نیت سے اس کی پیروی کریں اور اپنی عظیم کتاب قرآنِ پاک کا اتباع کریں... ہر مسلمان کے پاس قرآنِ کریم کا ایک نسخہ ہونا چاہئیے تاکہ وہ اپنی رہنمائی خود کرسکے۔ کیونکہ قرآنِ پاک ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو زندگی کے ہر شعبے پر محیط ہے پیغامِ عید 8 ستمبر 1945 ''(خورشید یوسفی، قائداعظم کی تقاریر جلد سوم صفحہ 2053) 13 نومبر 1939ء کو آل انڈیا ریڈیو پر مسلمانانِ ہند سے خطاب میں میرے قائد نے فرمایا کہ ''قرآن کے مطابق انسان (زمین پر) اللہ کا خلیفہ ہے۔قرآن نے ہم پر یہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ قرآن کریم کی پیروی کریں

اور لوگوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کریں جیسا اللہ اپنے بندوں کے ساتھ کرتا ہے۔
شریف الدین پیرزادہ جو کئی سال قائدِ اعظم کے سیکریٹری رہے انہوں نے اپنے ایک انٹرویو میں یہ انکشاف کیا تھا کہ ''قائدِ اعظم کے پاس قرآنِ حکیم کے چند نسخے موجود تھے بہترین نسخہ احتراماً جزدان میں ان کے بیڈ روم میں اُونچی جگہ پر رکھا رہتا تھا۔ میں نے ... انہیں محمد مار ماڈیوک پکتھال کے قرآنِ حکیم کا انگریزی ترجمہ پڑھتے دیکھا'' (محمد حنیف'' قائدِ اعظم اور قرآن فہمی،، صفحہ 72) جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قائدِ اعظم کو جب بھی موقع ملتا تھا وہ مطالعہِ قرآن فرماتے۔تاکہ جس دین کے نظام کو وہ پاکستان میں نافذ کرانا چاہتے تھے اُس دین کی آگاہی میں کہیں کسر باقی نہ رہ جائے۔کیا ہم تصور کر سکتے ہیں کہ وہ شخص جو انگلستان کا تعلیم یافتہ بیرسٹر ہو اسلام کے بنیادی اصولوں پر ااتنی گہری نگاہ رکھنے کو کشش کرتا تھا۔ کہ سیکولر ذہنیت تو جناح کے اس کردار سے شل ہو کر رہ جاتی ہے۔ قائدِ اعظم کو جب بھی موقع ملتا وہ باقاعدہ قرآن پاک سے رہنمائی اور فہم وفراست کے موتی چننے میں مصروف رہتے تھے۔ جس کی وجہ سے قرآنِ پاک کا ایک ایک موضوع انہیں ذہن نشین ہوچکا تھا اس حوالے سے ڈاکٹر صفدر محمود نے قائدِ اعظم کی قرآن فہمی پر اپنے مضمون بعنواں''قائدِ اعظم کی قرآن فہمی'' میں ایک پر مغز اور سیر حاصل بحث کرکے ایسے لوگوں کی ہمیشہ کے لئے زبانوں پر تالے ڈالدیئے ہیں۔ مگر ڈھیٹ پھر بھی اُلٹا سیدھا ضرور بولیں گے۔جو قائدِ اعظم کو اسلام سے

برگشتہ ظاہر کرنے میں ایڑی چوٹی کازور لگاتے دیکھے جا سکتے ہیں!!!. مولوی محمد علی جناح کا رائٹر لکھتا ہے کہ ''قائداعظم میرے آئیڈیل ہیں''؟کیا اس سے بڑا کوئی اور جھوٹ تمہارے پاس نہیں تھا؟؟؟وہ لکھتے ہیں کہ کالم نگار کو اس بات سے دکھ پہنچا ہے کہ انھوں نے قالین کے نیچے دبے واقعات سامنے کر دیئے ہیں؟ کونسے واقعات وہ جو قائداعظم پر اتہام طرازی کے سوائے کچھ نہیں ہیں؟ موصوف مزید '' نئی بات رقمطراز ہیں''کہ میں ایک نفسیاتی بیماری کا شکار ہوں۔تو میرے محترم اس میں جھوٹ بھی کیا ہے؟آپ کا اعترف سر آنکھوں پر۔ایک مقام پر وہ لکھتے ہیں کہ مجھے مشورہ دیا گیا ہے کے اختلافی کالموں کا جواب دینے کے بجائے معذرت کرلوں آگے خود ہی لکھتے ہیں کہ ''میں ٹھہرا جاہل'' ہمیں معلوم نہیں اگر موصوف کہتے ہیں تو صحیح کہتے ہونگے !!!لے دے کر لوگوں کے پاس جماعتِ اسلامی کا ہی حوالہ رہ گیا ہے۔ موصوف لکھتے ہیں کہ ''جماعت اسلامی میں مولانا مودودی نے اختلاف کیا''تو میرے محترم بتائیں گے اُن کے ساتھ اُس وقت کتنا بڑا جمِ غفیر تھا؟مذہبی لوگوں میں جمیعت علماءِ ہند صرف مولانا حسین احمد مدنی کا ہی نام نہ تھا۔جمیعتِ ہند کے جید علماء کا ایک بہت بڑا حصہ جمعت علماء اسلام کے نام سے کام کر رہا تھا، وہ تمام کے تمام علماء کرام قائداعظم کی پشت پر کھڑے تھے۔کیا اس بات سے کوئی انکار کر سکتا ہے؟ موصوف مزید رقمطراز ہیں کہ ان علماء کے ''بغل بچے آج ہمارے درمیان موجود ہیں ...ہمارے ساتھ ضیافتیں بھی اڑاتے ہیں''تو کیا اُ بغل بچوں میں آپ

شامل نہیں ہیں؟آپ مفتہ کھانے سے کیوں معذرت نہیں کر لیتے ؟جبکہ میر اطلاع کے مطابق جمیعتِ احرارِ ہند میں آپ کے خانودے کے لوگ بھی شامل تھے ؟کہ آپ کی نظر میں یہ تمام اینٹی پاکستان لوبی کے لوگ ہیں...اپنے بارے میں بھی وضاحت کیجئے۔آپ تواس بات کو بھی جھٹلانے کی کوشش کرتے دکھائی دیئے کہ " قائد نے اپنی بیٹی سے ساری عمر بات نہ کی تھی کیونکہ اس نے پارسی سے شادی کر لی تھی موصوف کا کہنا ہے کہ جو لوگ یہ دلیل دیتے ہیں وہ خود ہی سوچیں کہ وہ کیا قائد کا قد بڑھا رہے ہیں؟" یہ بات مسٹر آپ کے بھی سوچنے کی ہے!!! قائدِاعظم محمد علی جناح ایک سچے مسلمان تھے وہ اپنی مرتد بیٹی سے کیونکر تعلقات استوار رکھ سکتے تھے؟آپ کا فرمانا ہے کہ " رتی جناح نے ساری عمر خود کو رتی جناح لکھا... وہ اپنا نام مریم نہیں لکھتی تھیں"تو یہ کونسی انوکھی بات ہے وہ تو ماں کے طلاق لے لینے کے بعد سے ہی پارسی رہی تھی اور ایک پارسی سے جب اس کی ماں قائدِاعظم کے مشورے کے بغیر شادی کردی اور وہ خود بھی قائد سے علیحیدگی کے بعد پارسی مذہب ہی اختیار کر چکی تھی تو وہ کیسے اپنا مریم نام لکھتی؟وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ "یہ درست ہے کہ قائد اپنی بیٹی دینا سے ناراض رہے... قائد نے اپنی جائداد سے انہیں عاق نہیں کیا بلکہ ان کے حصے میں دو لاکھ روپے آئے" انہیں شائد پیرزادہ ہونے کے باوجود یہ علم ہی نہیں ہے کہ اسلام کی رو سے ترکے میں اولاد کا حق ہوتا ہے اگر میرے قائد نے دو لاکھ روپے دینا کو وصیعت کئے تو وہ عین اسلام کی روح کے مطابق

تھا۔ وہ مزید رقم طراز ہیں کہ ”ان کا اٹھنا بچھونا سب اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ وہ ماڈرن لبرل مسلمان تھے“ ماڈران کا لفظ تو چلو ہم مان لیتے ہیں جناح ہونگے مگر آزاد خیال ہر گز نہ تھے۔ اگر آزاد خیال یا سیکولر ہوتے تو وہ کانگرس کو کبھی نہ چھوڑتے۔ کیونکہ کانگرس تو لبرلزم کی ہی حامی جماعت تھی۔ ان کا یہ بھی لکھنا ہے کہ بانیِ پاکستان جنھوں نے ساری عمر ہی ایسے گذاری (لوگ) انہیں مذہبی رہنما بنانے پر تلے ہیں“ یہ کس نے کہا کہ قائدِ اعظم مذہبی رہنما تھے مسٹر اپنی غلط فہمی دور کرلیں وہ مذہب سے تو بے پناہ عقیدت رکھتے تھے مگر مذہبی رہنما ہر گز نہ تھے۔

موصوف کو یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ تحقیق میں اصل حوالے دیئے جاتے ہیں مکھی پر مکھی نہیں بٹھائی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے تقریباً اسی فیصد سے زیادہ حولے غلطیوں پر مبنی ہیں۔ انہوں اصل ماخذ تک پہنچنے کی کوشش ہی نہیں کی ہے بس دوسروں کے دیئے گئے بے بنیاد حوالوں پر اکتفا کرتے ہوے پوری عمارت کھڑی کر دی اور سمجھ بیٹھے کہ انہوں نے امبر پر ٹھیکڑی لگا دی ہے۔

طالبان سے مذاکرات پر برہم لوگ

پاکستان کے درپردہ اور کھلے مخالفین اس وقت ایک ہی صفحے پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ ان میں سے بعض لوگ اور جماعتیں وہ ہیں جو فوج کی شدت سے مخالفت بھی ماضی میں کرتی رہی تھیں اور آج وہ سب سے بڑے فوج کے خیر خواہ اپنے آپ ظاہر کر رہے ہیں۔ ان میں سے بعض تو چنگھاڑ چنگھاڑ کر ملک میں فوجی آمریت کو پھر سے بلاوا دے رہے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے ہماری فوج کے ادارے پر خاک اڑائی تھی، قائد اعظم کو قاتلِ اعظم بھی کہا تھا اور ملک کے پرچم کو جلا کر بھی پوتر کے پوتر ہیں۔ مگر آج ان سے بڑا بظاہر فوج کا کوئی حمایتی ہے ہی نہیں۔ یہ تمام لوگ اپنے اپنے ایجنڈوں پر عمل پیرا ہیں۔ اب جبکہ تحریک طالبان نے ملک میں امن کے نام پر اپنے مذاکرات حکومتِ وقت سے شروع کر دیئے ہیں تو وہ بین الاقوامی ایجنٹ جو نام تو پاکستان کا لیتے ہیں اور وفاداری ان کی کہیں اور سے ہے۔ وہ سب سے زیادہ ان مذاکرات کی مخالفت میں آگے دکھائی دیتے ہیں۔ شائد ان کی یہ کوشش ہے کہ پاکستان میں امن کبھی بھی قائم نہ ہوسکے۔ میرے اس پیارے وطن کو بعد کے دو آمروں میں سے ایک نے، اس ملک کو امریکہ کے حکم پر جہاد کے نام پر طالبان دیئے اور دوسرے آمر نے امریکہ کی جنگ اپنے سر لے کر اس ملک کی معیشت و معاشرت کا جنازہ نکال کر اپنی چھپی

بزدلی کا کھلا اظہار کر کے ہمیں اور ہمارے اِداروں کو ساری دنیا میں رسوا کر کے رکھدیا
۔

ہر محب پاکستانی سمجھتا ہے کہ طالبان نے جنگ بندی کا اعلان کر کے ایک مستحسن قدم اٹھایا ہے مگر بعض ادارے اور بعض لوگ اس اعلان سے خوش نہیں ہیں ۔کیونکہ انہیں جو ایجنڈا ان کے سرپرست اعلیٰ نے عطا کیا ہے یہ اُس سے ذرہ.برابر بھی لگا نہیں کھاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ اپنے ایجنڈے سے پیچھے ہٹنے کا سوچ بھی نہیں سکتے ہیں ۔اس ملک میں امن لانا ان کا ایجنڈا ہے نہیں بڑی معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ ایک مذہبی ٹولہ اس معاملے کی سب سے.بڑی رکاوٹ ہے جو چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ ان سے مذاکرات نہیں کرنا چاہئیں ،بلکہ ملک میں جنگ کا میدان سجا رہنا چاہیئے۔مگر اُس کی اس ملک میں حیثیت بس اتنی ہے کہ ہے کہ انگلیوں پر گن لو۔مگر ان کا اثر اس ملک میں بہر حال ہر طبقہ دیکھ سکتا ہے۔کیونکہ ایک دو سیاسی جماعتوں کے کندھوں کو یہ.بڑے سلیقے سے استعمال کر رہے ہیں درپردہ اور ان کے ایجنٹ اس ملک کے امن واستحکام کو داؤپر لگائے ہوے ہیں۔ان سب کا ایک الگ ہی ایجنڈا ہے جو پاکستان کو ہر گز مستحکم نہ ہونے دیں گے۔

اب جبکہ طالبان مذاکرات کی میز پر.بیٹھ چکے ہیں اور دو ماہ ہونے کو ہیں۔ وہ

چاہتے ہیں کہ واران ٹیرر کا خاتمہ ہو اور ملک میں سب سکون سے رہیں،اس اوقت حکومت بھی کچھ سہمی سہمی سی ہے۔مذاکرات میں سست روی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔وزیر اعظم یہ یاد رکھیں کہ پاکستان کے دشمنوں کے حواری تو اس ملک میں تباہیاں پھیلانے میں لگے ہوے ہیں۔وہ چاہے الفاظ سے ہو، کردار سے ہو، یا اسلحہ و بمبار سے ہو۔ان سے پوچھو کہ کیا بی اسٹیشن پر راولپنڈی کا رختِ سفر باندھے ہوے جعفر ایکسپریس کی بوگی نمبر 9 میں بم دھماکہ کرنے اور کرانے والے طالبان تھے ؟؟؟جس میں 20 سے زیادہ جانوں کا اتلاف ہوااور 40 کے قریب لوگ زخمی ہوے۔ یہ طالبان اور امن کا مخالف ٹولہ ہے، جو ٹرین کے سانحے میں بھی طالبان کو ملوث قرار دے کر انہیں مذاکرات کی میز سے دھکا دینے کی کوششوں میں مصروفِ عمل ہے۔اس واقعے کے بعد اسلام آباد کی سبزی منڈی میں امرود کی پیٹی میں بم رکھ کر بم دھماکہ کراکے اور غریب مزدو روں اور ریڑھی والوں کے گھروں میں اپنی بربریت سے اندھیرا بھر دیاہے۔یہ سانحہات گذرنے کے بعد بھی پاکستان میں امن کے دشمن وہی سابقہ راگ الاپ رہے ہیں، کہ غریبوں کی یہ تباہی بھی طالبان نے ہی کی ہے۔ جبکہ طالبان نے اس واقعے کی ناصرف شدید مذمت کی ہے بلکہ یہ بھی واضح کیا ہے کہ بے گناہ انسانوں کا قتل گناہ عظیم ہے۔اس بات سے کون واقف نہیں کہ جب طالبان کوئی معاملہ کرتے تھے تو وہ اُس واقعے کو برملا قبول بھی کرتے تھے۔ان سیکولرلوگوں کو طالبان کے اس بیان پر اعتبار اس لئے نہیں آرہاہے کہ طالبان ان کی طرح کے فریبی اور

دروغ گو نہیں ہیں۔ ان لوگوں کو اس بات کی شدت سے تکلیف ہے کہ طالبان مذاکرات کی میز پر کیوں آ گئے ہیں!!! دراصل یہ لوگ یہ چاہتے ہی نہیں ہیں کہ یہاں پر امن و امان کا دور دورا ہو اور پاکستان کے لوگ سکون کے ساتھ اپنے کارواں کو آگے بڑھاتے رہیں۔

آج تو ایسی ایسی خطرناک آوازیں اسلام مخالف سیکولر قوتوں کی جانب سے ملک میں آ رہی ہیں جن کی وجہ سے اعلیٰ کردار کے لوگوں کی بھی پگڑیاں محفوظ نہیں ہیں۔ان میں زیادہ تر لوگ وہ ہیں جن کے قبلہ و کعبہ یا تو انگریز ہیں یا ہندو اور سکھ ہیں۔ کوئی میرے کے قائد کے چاند سے چہرے پر سیکولرزم کی غلاظت ڈالنے کی کوششوں میں اپنے جھوٹے حوالوں سے مصروف ہے۔ تو کوئی شاعرِ مشرق کے خواب کو انگریز کا خواب بنانے پر تلا ہوا ہے۔ایک ایسا بھی دانشور دیکھا ہے جو شباب اور شراب میں نہانے اور غوطہ زن رہنے اور لاہور کی طوائفوں کے مجروں کو لاہور کا طرہ امتیاز بنا کر اپنے آپ کو رنجیت سنگھ کی اولاد کہلوانے میں بالکل اُسی طرح فخر محسوس کرتا ہے جیسے بعض نا عاقبت اندیش راجہ داہر کو جس نے اپنے حرم میں اپنی بہن کو رکھا ہوا تھا، کی اولاد اپنے آپ کو ظاہر کر کے فخر محسوس کرتے ہیں۔ جبکہ اسلامیان اور اسلام سے وہ برملا نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔انہیں میں سے کوئی اس ملک میں لوگوں کو ڈنڈے کی قوت سے ہراساں کر رہا ہے۔ تو کوئی اپنی چرب زبانی سے پرہیزگاروں پر پھبتیاں

کس کر اپنی لتھڑی ہوئی بدبو دار انگلیاں اٹھا اٹھا کر اُن پر شب و شتم کے پہاڑ گرا رہا ہے۔ پندرہویں صدی کے یہ سیاہ کارہی شاہد ہیں، جن کی وجہ اس صدی کو انتہائی فتنہ و فساد کی صدی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جنرل کریسی کا اس ملک میں کچھ اور ہی ڈھنگ ہے، ان میں کے چند گنے چنے افراد پورے ادارے کی بدنامی میں مصروف ہیں۔ ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ سیاست دان کوئی دودھ کے دھلے ہیں، یہ وہ سیاست دان ہی تو تھے جنہیں اقتدار ملنا تو مشکل ہمیشہ سے رہا ہے۔ مگر یہ طالع آزماؤں کی بیساکھی بن کر اس ملک کو ہمیشہ نقصانات کی طرف دھکیلتے رہے ہیں۔ جس کے نتیجے میں ان کو بھی جوتیوں میں دال ملتی رہی ہے۔ اور جو کہتے رہے تھے کہ ہم ہر بار اس آمر کا ساتھ دیتے رہیں گے جس نے جمہوریت کی کشتی کو ڈبویا ہوا ہے۔ ان بد طینت لوگوں نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کو امریکی جمبوریہ فتنستان بنایا ہوا ہے۔ جہاں ہر روز ایک نیا فتنہ پید کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ یہ ملک اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کا تصور ہی چھوڑ دے۔ جو اس ملک میں سب سے زیادہ لوٹ مار اور تباہی کے گڑھے کھودے گا وہ ہی آنے والے کل کا ہیرو بنا دیا جائے گا۔

آج امریکہ کی ایجنسیوں نے اپنی پالیساں تبدل کر لی ہیں اب وہ.برائے راست اٹیک کرنے کیبجائے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے زیادہ ترکام لے رہا ہے کیونکہ ماضی میں وہ اس حوالے سے بہت ذلیل ہو چکا ہے۔ سابق آمر پر امریکیوں نے اپنی

زبانیں تو بند کی ہوئی ہیں مگر ان کے وہ تنخواہ دار جو اپنی نوکریوں کے معاہدوں پر خفیہ طور پر دستخط کر کے آئے ہوئے ہیں وہ آپے سے باہر ہوئے جا رہے ہیں۔ جنہوں نے اپنے لئے قانون اور آئین کچھ اور بنایا ہوا ہے اور پاکستانی عوام کو کسی اور آئین کے تحت ڈیل کرتے ہیں۔ یہ لوگ آئینِ پاکستان کو تو ایک کاغذ کا ٹکڑا کہتے ہیں اور ان میں سے بعض تو وطن سے غداری مرتکب ہونے کے باوجود اپنے آپ کو پاکستان کا سب سے بڑا وفادار کہتے ہیں۔ جو اس ملکِ پاکستان سے گذشتہ 54 سالوں سے کھلواڑ کر رہے ہیں۔ آج ان کھلاڑیوں کی دولت کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے!!! ملک بچانے کے علاوہ ایسے لوگوں کے ہر قسم کے کاروبار چل رہے ہیں۔ کیا دنیا میں کہیں ایسا ہوتا ہے؟ یہاں تو مرا ہاتھی بھی سوا لاکھ کا ہے!!! اس مملکت کے ملازم ہونے کے باوجود یہ لوگ اس ملک کے آئین کو نہیں مانتے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ وطنِ عزیز کے ہر ہر حصے ہر ہر کونے کھدرے میں انتشار اور بدامنی کا لاوا اچھل پھول رہا ہے۔ پنجاب کے علاوہ پاکستان کے ہر صوبے میں کہیں کھلم کھلا اور کہیں درپردہ پاکستان کی تحریکوں کے مسلسل تانے بانے ہماری ڈنڈا بردار پالیسی کے نتیجے میں بنے جا رہے ہیں۔ یہ لوگ آج کھا تو پاکستان کا رہے ہیں مگر ان کی وفاداریاں کہیں اور سے جڑی ہیں۔ جو انتہائی قابلِ افسوس بات ہے۔

موجودہ فتنوں کو ختم کرنے اور ان سے نبرد آزما ہونے کی صلاحیت ہمارے سیاست

دانوں میں بھی مفقود ہی سی دکھائی دے رہی ہے۔اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ماضی کے طالع آزماؤں نے ان کی نرشمنٹ ہی نہیں ہونے دی ہے۔ کہ ملک میں بہانے بہانے سے ڈنڈاراج اپنی سازشوں کے ذریعے آدھمکتا رہا ہے۔طالبان سے مذاکرات پر،برہم لوگوں کو ہوش کے ناخن لیتے ہوے اپنی متعصابانہ حکمت عملی کو تبدیل کرکے ملک کے مفاد میں کام کرنا ہوگا۔ورنہ ساحل مراد پر ہی ہم اپنی کشتی کو ڈبودینے کے ذمہ دار ہونگے۔

صحافت کو بندوق کی نوک پر غلام نہیں بنایا جا سکتا ہے

پورے ملک میں اداروں کی تباہی کے ساتھ ساتھ عوام کی سوچ کو بھی منفی بنانے کے ایجنڈے پر کام شروع ہو چکا ہے این جی او کے کردار سے لیکر حکومتی فلاحی اداروں تک لوٹ مار کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور ہر فرد اس دوڑ میں آگے بڑھنے کی سر توڑ کوششوں میں مصروف ہے وزرا کی فرعونیت اس قدر بڑھ چکی ہے کہ وہ اپنی پارٹی کے چند خیر خواہوں کو نوازنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کر رہے اور انکے نیچے کام کرنے والے افسران کی رعونیت بھی کسی سے کم نہیں ہے اور تو اور ہمارے بعض افسران اپنے وزیر کو بھی کسی کھیت کی مولی نہیں سمجھتے آپ بہت دور نہ جائیں پنجاب کے محکمہ ایکسائز کو ہی دیکھ لیں جہاں نہ صرف وزیر اور انکے ڈی جی کی بول چال تک بند ہو چکی ہے بلکہ وہ ایک دوسرے کی شکل دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے اسی طرح پاکستان بھر میں متعدد محکموں کے افسران اپنے وزیروں کو گھاس تک نہیں ڈالتے جس طرح وزیر الیکشن جیتنے کے بعد اپنے حلقہ کے عوام کو بوجھ سمجھتے ہیں بلکل اسی طرح کا رویہ انکے ساتھ حکومت میں رکھا جا رہا ہے اور کوئی کھل کر ان کے خلاف نہیں بولتا بلکہ سب تماشہ دیکھنے میں مصروف ہیں ان حکومتی وزیروں اور اراکین اسمبلی نے عوام کا جو حشر کر رکھا ہے اس پر بھی سب خاموش ہیں مہنگائی نے غریب انسان کا

جینا مشکل کر دیا ہے جبکہ مرنا اس سے بھی مشکل ہو چکا ہے اور زندگی کی سانس کو بحال رکھنے کی اسی کش مکش میں ہر فرد کی توجہ لوٹ مار کی طرف ہو چکی ہے یہی وجہ ہے کہ ملاوٹ زدہ اشیاء کی تعداد میں اضافہ ہو چکا ہے کمیشن مافیا کا ہر طرف راج ہے اور تو اور ایک جائز کام کروانے کے لیے بھی سالوں انتظار کرنا پڑتا ہے اور آخر کار جائز کام اور اپنا حق مانگنے والے کو اپنا کام بھی ناجائز ہی محسوس ہونے لگتا ہے اور جب کبھی موقعہ ملنے پر وہ کسی ملزم کی طرح ڈرتا ہوا مذکورہ وزیر سے مل ہی لیتا ہے تو اس وقت اسے ایسا رویہ برداشت کرنا پڑتا ہے کہ یا تو وہ اپنا حق مانگنا ہی چھوڑ دیتا ہے یا پھر کسی اور راستے کا انتخاب کرلیتا ہے ہمارے اپوزیشن لیڈروں کو ان سب باتوں کا علم ہونے کے باوجود کچھ نہیں کرتے اور کان لپیٹ کر دوسری طرف نکل جاتے ہیں پاکستان میں اس وقت اگر کوئی شور مچا رہا ہے تو وہ شیخ رشید ہے جو ہر جگہ اور ہر وقت عوامی مسائل کی بات کرتا ہے ابھی کل ہی کی بات ہے کہ شیخ رشید کا کہنا تھا کہ اگر اپوزیشن متحد نہ ہوئی تو حکومت سب کو ''کھا'' جائے گی ، مجھے حکومت کے خلاف احتجاج کیلئے 4 کروڑ نمازی نہیں حکومت کا سیاسی جنازہ اٹھانے کیلئے 4 لوگ ہی چاہئیں ایم کیو ایم اور پیپلز پارٹی کے ساتھ اتحاد کر گئی تو پھر اللہ ہی حافظ ہوگا' اپریل سے دسمبر تک نواز شریف کے مستقبل کا فیصلہ ہونا ہے وہ یا تو رہ جائے گا یا گھر چلا جائے گا' میں اکیلا ہی ون مین آرمی ہوں اور سب کو ایل بی ڈبلیو کروں گا نواز شریف دور میں ہر پاکستانی 5550 کا مقروض

ہو گیا ۔

شیخ رشید نے اپنی سیاست کا آغاز جس غربت کی دلدل سے کیا تھا وہ چاہتے ہیں کہ اس دلدل سے عوام کو نکالیں اگر اسی طرح ہمارے باقی کے سیاستدان بھی بن جائیں تو ملک میں راتوں رات تبدیلی کا عمل شروع ہو جائیگا اور اس کے لیے ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کا بھی بہت.بڑا رول ہے کہ جس طرح کی سیاست کا آغاز انہوں نے کیا خود کوئی عہدہ لینے کی بجائے ورکروں کو نوازا اور پھر ان ورکروں سے عام ورکروں کے رابطے بحال ہوگئے اور ایم کیو ایم بھی مضبوط ہو گئی اگر الطاف حسین واپس پاکستان آتے ہیں تو حکومت میں شامل ہونے کی بجائے شیخ رشید اور فیصل رضاء عابدی کے ساتھ ملکر ملک کو اندھیروں سے نکالنے کی کوشش کریں کیونکہ یہ تینوں جب میدان میں نکلیں گے تو پھر باقی کے بھی جو عوامی خدمت کے دعویدار ہیں وہ خود بہ خود ان کے ساتھ کھڑے ہو جائیں گے اور پھر پاکستانی قوم پیچھے کیسے رہ سکتی ہے اور رہی ایک کروڑ نمازیوں کی تلاش وہ نہ جانے کب اکٹھے ہوں اور کب مولانا طاہر القادری صاحب ان کی امامت کروائیں کیا ہی بہتر ہو کہ مولانا طاہر القادری صاحب صرف چار لوگوں کی جماعت کا اعلان کرکے میدان میں اللہ اکبر کی صدا بلند کریں کیونکہ جنازہ اٹھانے کے لیے چار ہی افراد کی ضرورت پڑتی ہے باقی تو ثواب کی نیت سے ساتھ شامل ہوتے ہی رہتے ہیں ۔

قوم کو شکر ادا کرنا چاہیے کہ ابھی بھی چند انگلیوں پر گنے جانے والے لوگ انکے حقوق کی بات کرتے ہیں جب یہ بھی نہ رہیں گے تو پھر عوام کی کھال کے جوتے پہنے جائیں گے وہ بھی مردہ نہیں زندہ لوگوں کی کھینچ کر اس لیے جو عوام کی بات کرتے ہیں وہ عوام کی خاطر پہلے خود اکٹھے ہو جائیں اسکے بعد قوم ان کے پیچھے سیسہ پلائی دیوار بن جائیگی ورنہ قوم کی باتیں کرکے قوم کو بیوقوف بنانے والوں کی نہ پہلے کمی تھی نہ اب ہے کیونکہ امید وحسرت کی کرنیں جب ڈوبنے لگتی ہے اور مایوسیوں کا سمندر ٹھاٹیں مارنے لگتا ہے تو اس وقت اندھیرے کا وقت کاٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے مگر جب روشن صبح کا آغاز ہوتا ہے تو پھر اندھیرے کے زخم تکلیف تو بہت دیتے ہیں مگر بھول جاتے ہیں اس لیے کیا ہی بہتر ہو کہ ہمارے حقوق کی بات کرنے والے یہ چند سیاستدان ہمیں ہمیشہ یاد رہیں نہ کہ وہ بھی کسی اندھیری راہوں میں گم ہو جائیں۔

جو ادارے یا لوگ یہ خواب دیکھ رہے ہیں کہ صحافت کو بندوق کی نوک پر غلام بنایا جاسکتا ہے وہ آج تو کم از کم احمقوں کی جنت کے ہی متلاشی دکھائی دیتے ہیں۔ عجب دہشت گردی کا دور چلا ہے کہ یہاں تو کوئی جان محفوظ ہی نہیں ہے۔ کس کو محافظ جانیں اور کس کو منصف بنائیں؟ حامد میر سے میرا اچھے کالم نگار اور بہترین اینکر پرسن ہونے پر عقیدت کا رشتہ ہے۔ جبکہ نہ تو میری ان سے کوئی ملاقات ہے اور نہ وہ مجھے ذاتی طور پر جانتے ہیں.... عجب تماشہ ہے کہ

انتہائی محفوظ علاقہ جس پر سیکورٹی کے انتظامات بھی سابق آمر پرویز مشرف کی کراچی آمد کی وجہ سے انتہائی سخت ہونے کے باوجود اور اس سے بھی حیران کن بات یہ ہے کہ ہے کہ حامد میر کی کراچی آمد کا کسی کو علم نہ ہونے کہ باوجود ان پر ٹارگیڈ حملہ کرکے انہیں خون میں کیونکر نہلا دیا گیا؟ جس سے یہ بات یقینی لگتی ہے کہ اس حملہ میں ہائی فائی لوگوں کے ہاتھ کو فراموش نہیں کیا جا سکتا ہے!!! ان کی گاڑی کو پہلے ایک مسٹنڈے کلر نے برج کے نیچے نشانہ بنانے کی کوشش کی۔ گاڑی کی اسپیڈ بڑھنے پر دہشت گردوں نے ان کا پیچھا کیا اور تین جانب سے گاڑی کو حصار میں لیکر ان پر دابارا فائیر کھولا گیا۔ دونوں جانب دو موٹر سائکلیں اور ایک کالے رنگ کی کار اس حملے میں استعمال کی گئ تھی۔ ٹارگیٹرز کی کوشش تو شائد یہ تھی کہ حامد میر کا قصہ ہی تمام کر دیں مگر ایسا اس مقولے کے تحت ''جس کو اللہ رکھے اُسے کون چکھے'' نہ ہو سکا۔ پہلی گولی چلنے پر حامد میر کے ڈرائیور نے گاڑی کی اسپیڈ بڑھا دی مگر آگے شاہراہ فیصل پر گاڑی کی رفتار کم ہونے پر قاتل ان کے قریب پہنچ گئے اور انہوں نے ایک مرتبہ پھر فائرنگ شروع کری جس سے حامد میر کو مزید کئ گولیاں اور لگیں اور وہ لہو لہان ہو گئے۔ مگر قاتل و دہشت گرد اسکوڈ کے ارکان جس کے بھی پالتو تھے اپنے مقاصد کی تکمیل میں قدرت کے غیبی ہاتھوں کی وجہ سے ناکام رہے۔ پوری قوم کی دعاؤں کے نتیجے میں حامد میر ربِ کائنات کے حکم سے تین گھنٹے کے آپریشن کے بعد بڑی تیزی کے ساتھ روبہ صحت ہو رہے ہیں۔

حامد میر ایسے صحافی اس قحط الرجال کے دور میں بڑی مشکل سے پیدا ہوتے ہیں۔انہی کے لئے شائد یہ شعر سب سے زیادہ موزوں لگتا ہے کہ ''مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں تب خاک کے پردے سے انسان نکلتا ہے'' حامد میر جیسا جری صحافی موجودہ تاریخ میں بہت دیر سے پیدا ہوا گا۔امریکن پٹھو،طالبان مذاکراتی عمل کو ثبوتاژ کرنے کی غرض سے پہلی فرصت میں تحریک طالبان پر اس حملے کی ذمہ داریاں ڈالنے میں منہمک ہو چکے تھے کہ ایک خبر کے مطابق کالعدم تحریک طالبان پاکستان کے ترجمان شاہداللہ شاہد نے کہا ہے کہ حامد میر پر حملے سے واضح ہو گیا ہے کہ اصل حکمرانی کس کی ہے انہیں بلوچ عوام پر خفیہ ادارے کے مظالم عیاں کرنے کی پاداش میں نشانہ بنایا گیا ہے۔مگر اسی کے ساتھ ایک خبر یہ بھی سامنے لائی گئی ہے کہ تحریک طالبان پنجاب نے حامد میر پر حملے کی ذمہ داری قبول کر لی ہے۔اس کے برعکس تحریک طالبان مہمند ایجنسی کے امیر عمر خراسانی نے حملے میں ملوث ہونے کی شدت کے ساتھ تردید کر دی ہے۔

حامد میر ایسا فرد ہے جو طاقتوروں اور اپنے آپ کو قانون سے بالا سمجھنے والے سرکشوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مظلوموں اور کمزوروں کے بارے میں بلا خوف و خطر سوالات بلند کرتا رہا ہے۔جس کے نتائج بھی وہ کئی بار بھگت چکا ہے

اور اب بھی بھگت رہا ہے۔۔اس حملے سے پہلے کے دیئے گئے بیان میں حامد میر نے واضح کیا تھا کہ ''اگر مجھ پر حملہ کیا گیا تو آئی ایس آئی کے چیف، جنرل ظہیرالاسلام اور دیگر حکام ذمہ دار ہونگے''جس کی اطلاع حکومت ،فوج، گھر والوں اور چند دوستوں کو اور ان کے اپنے بھائی عامر میر نے جنگ گروپ کو بھی دے دی تھی۔حامد میر کے، بھائی عامر میر کے بقول ویڈیو پیغام ریکارڈ کرا کے سی پی جے کو بھجوا چکے ہیں۔اب دیکھنا یہ ہے کہ پاکستان کے اس اہم ادارے کے چند افراد پر لگنے ولے الزامات پر آرمی چیفجنرل راحیل شریف کا رد عمل کیا سامنے آتا ہے؟قوم یہ سمجھتی ہے کہ جنرل شریف، جنرل ظہیر الاسلام کو ایک طرف کرکے اس معاملے پر تحقیقات کرا کے قوم کو ضرور اعتماد میں لیں گے۔اگر ایسا نہ کیا گیا تو اس بات کا خوف ہے کہ لوگوں کے شکوک میں دن بدن اضافہ ہوتا جائے گا اور جس سے ہماری بہادر فوج کے امیج پر ہمارے دشمن انگلیاں اٹھائیں گے۔یہ بات ہر صاحب دانش جانتا ہے کہ اداروں میں لوگوں کی کوئی حیثیت نہیں ہوا کرتی ہے۔ بلکہ ادارے کی عزت اور اس کا وقار سب سے زیادا اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔

حامد میر کے درج بالا انکشاف کے بعد میجر جنرل عاثم سلیم باجوہ جو فوج کے تعلقاتِ عامہ کے سربرہ ہیں۔کی جانب سے ایک دھمکی آمیز بیان سامنے آیا ہے۔جس میں انہوں نے کہا ہے کہ ''پاک فوج'' اور آئی ایس آئی پر الزامات

قابلِ برداشت ہیں!!! یہاں ساول یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی نے فوج پر الزام تراشی کی ہے؟ ہم سمجھتے ہیں کہ فوج پر کوئی بھی محبِ وطن پاکستانی الزام لگانے سے پہلے ہزار بار سوچے گا ضرور۔ جنرل سلیم باجوہ کا یہ بھی کہنا تھا کہ سینئر صحافی حامد میر پر حملہ شرپسند عناصر نے کیا ہے۔آئی ایس آئی پر الزامات بے بنیاد اروافسوس ناک اور گمراہ کُن ہیں،ڈی جی آئی ایس آئی کی تصاویر چلانے اور الزامات لگانے پر آئین و قانون کے مطابق چارہ جوئی کریں گے....

اب عوامی مطالبہ یہ سامنے آرہا ہے کہ اگر اس قبیح فعل میں آئی ایس آئی ملوث نہیں ہے (اللہ کرے کہ نہ ہو) تو حامد میر پر حملہ کرنے والے ملزمان کو گرفتار کرکے قانون کے کٹھیرے میں لا کر کھڑا کرنا اس ادارے کے لئے کونسا ناممکن ہے۔ ’’ہاتھ کنگن کو آرسی کیا،،آئی ایس آئی کی انوالمنٹ کے حوالے سے سینئر صحافی انصار عباسی کا کہنا ہے کہ آئی ایس آئی کے کچھ عناصر مخصوص مفادات رکھتے ہیں! اب سوال یہ ہے کہ حامد میر نے فوج پر تو الزام کہیں بھی نہیں لگایا ہے۔بڑی عجیب بات ہے کہ جب کسی جنرل پر الزام آتا ہے تو اس جنرل کے حمائتی فوری طور پر اس میں فوج کے ادارے کو ملوث کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس عظیم ادارے کی آڑ میں اپنے کرتوتوں کی پردہ پوشی کرنے میں لگ جاتے ہیں۔ایک جانب یہ مطالبہ بھی سامنے آیا ہے کہ آئی ایس آئی کے تقدس کیلئے

جنرل ظہیرالاسلام استعفٰی دیدیں۔ ملک کے اعلیٰ ترین جاسوس ادارے پر یہ الزام اتنا سنگین ہے کہ اسے نظرانداز کرنا ممکن نہیں ہے.... اس الزام کو بہر کیف دھونا جنرل راحیل شریف کی ذمہ داری ہے۔

وزیر اعظم محمد نواز شریف نے سینئر صحافی اور جیو نیوز کے اینکر پرسن حامد میر پر قاتلانہ حملے کی انکوائری اور حملے کی عدالتی تحقیقات کرنے کیلئے کمیشن بنانے کا حکم دیدیا ہے۔ جس کے تحت تین رکنی کمیشن بنانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ کمیشن کے ارکان کا تقرر چیف جسٹس آف پاکستان نے کر دیا ہے۔ حکومت کی طرف سے حامد میر کے قاتلوں کی نشان دہی کرنے والوں کو ایک کروڑ روپے انعام بھی دینے کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ حکومت کی جانب سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ جن صحافیوں کو خطرات ہیں انہیں سکورٹی فراہم کی جائے ۔یہ تمام احکامات و ہدایت وزیرِ اعظم کیجانب سے دی گئی ہیں۔

حامد میر پر حملے کی تحقیقات تو پولس اور دیگر اداروں نے شروع کردی ہے ۔ عینی شاہدین کے ذریعے مجرموں کے خاکے بھی تیار کر لئے گئے ہیں۔ مگر تین دن گذر جانے کے باوجود اس حملے کی ایف آئی آر اب تک حکومت سندھ نے درج نہیں کی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ حامد میر کے قاتلوں تک پہنچنا حکومت یا پولس کے لئے قطعئی مشکل نہیں ہے ۔جیو فینسنگ کی تیکنک استعمال کرکے مجرموں تک پہنچا جا

سکتا ہے۔ جس کے ذریعے اُن لوگوں کو ان کے موبائل فون کے ذریعے تلاش کیا جاسکتا ہے۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ حامد میر کے کراچی ائیر پورٹ سے جیو دفتر کے راستے کے سی سی ٹی وی کیمرے پر اسرار طور پر خراب پائے گئے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پورے راستے کے کیمرے کن لوگوں نے خراب کئے ہیں؟ظاہر ہے چھوٹے لوگ یہ کام آسانی کے ساتھ کر ہی نہیں سکتے ہیں اس میں ضرور کوئی پر اسرار اور بڑی قوت شامل ہے۔ جو صحافت اور میڈیا کو بندوق کی نوک پر غلام بنائے رکھنا چاہتی۔ جو فی زمانہ تو نا ممکن ہے۔

زرد صحافت اور بد نماں چہرے

جہاں طاقت اور چڑھتے سورج کی پوجا ہوتی ہے اُس دیس میں ہم غلاموں کی سی زندگی گزارنے کے لئے زندہ ہیں۔آج پاکستان توڑنے والے پاکستان کے سب سے بڑے محافظ ہونے کے دعویدار ہیں۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔مشرقی پاکستان کی مثال موجود ہے۔تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے منہ میں خاک بلوچستان بھی ہمارے لئے سوالیہ نشان بنا دیا گیا ہے، جس کو ہمارے ہاتھوں سے نکالنے کے ان اسٹیک ہولڈرز نے پورے پورے انتظام کر چھوڑے ہیں۔جہاں سے بے گناہوں کو اغوا کر کر کے ان کی مسخ شدہ لاشیں نشانِ عبرت کے طور پر ان کے گھر والے کچرا کنڈیوں،ندی نالوں اور پہاڑوں میں پھینک کر ان کو دی جا رہی ہیں۔ جنہیں ہم ملک و قوم کا محافظ مانتے ہیں اور وہ ہیں بھی .... ان کے اندر گھسی چند کالی بھیڑیں ہمارا چہرہ مسخ کر رہی ہیں، یہ لوگ پاکستان کے محافظوں کو بھی اپنی کارستانیوں سے دنیا میں بد نام کرنے پر تلے ہوئے ہیں ۔آج یہ عالم ہے کہ یہاں پر کوئی سچ نہ بولے کہ اس کی زبان گدی سے کھینچ لی جائے گی۔ یہ لوگ وہ ہیں جنہیں اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ ہے جو پاکستانیوں کے ٹیکسوں کے پیسے پر پل بڑھ کر انہیں ہی نشانِ عبرت بنانے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ان کے لئے عدالتیں یا ان عدالتوں کے فیصلے کوئی معنی ہی نہیں رکھتے ہیں

اگر ان کا بس چلے تو یہ اللہ کے فیصلوں کو بھی نا مانیں !!! بلکہ آئے دن یہ لوگ عدالتی حکموں کی حکم عدولی کرتے رہتے ہیں۔ جرم کرتے ہیں اور آزاد پھرتے رہتے ہیں۔ یہ اور ان کے پالتو، لوگوں کو خاکی وردی کے نام سے ،دہشت زدہ کر رہے ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، کہ یہ بد طینت لوگ ہمارے معزز ادارے کی خاکی وردی کی کیوں اس قدر بے توقیری کر رہے ہیں؟ جو آواز ان کے کالے کرتوتوں کے خلاف اٹھے گی وہ ہمیشہ کیلئے خاموش کر دی جائے گی ''جاگنے والو جاگو مگر خاموش رہو'' ہم بولیں گے تو بولو گے بولتا ہے !اس لئے ہم کچھ نہیں بولیں گے۔ اور پھر طاقت کے ایونوں میں ہمارا کیا کام ہے۔ طاقت والے جانیں اُن کام جانے۔ مگر وطن کی مٹی کو اس طرح ذلیل نہیں ہونے دیں گے۔ یہ ہی ہمارا سب کچھ ہے۔

گزشتہ ہفتے سے حامد میر ہی ہر چینل کا موضوعِ بحث اور عنوان بنا رہا ہے۔ اکثر چینلز پر پروفیشنل جیلسی عود عود کر آ رہی تھی۔ کئی لوگ حامد میر سے ہمدردیان اس طرح کر رہے تھے کہ گویا زہریلے نشتر اتار رہے ہوں۔ جن اینکرز کے بارے میں میں نسبتاً بہتر رائے رکھتا تھا ان کے چہرے بھی میرے سامنے بے نقاب ہو گئے۔ ان میں سے اکثر حامد میر کو دعائے صحت کے انداز میں دل کی گہرائیوں سے منہ بصورِ بصور کر بد دعائیں دیتے دیکھے گئے۔ یہ شعر ان کے حال کے بموجب تھا ''کیا ذرا سی بات پہ برسوں کے یارانے گئے پر اتنا تو ہوا کچھ

لوگ پہچانے گئے'' جیو کے مخالف میڈیاز پر ایک طوفانِ بے اخلاقی برپا ہوا ہوا تھا۔ ٹیڑے ترچھے منہ بگڑ بگڑ کر گالیوں کی بوچھاڑ سمیت ہر قسم کی بد اخلاقی کر رہے تھے۔ کوئی نیلی ٹوپی پہنے کوئی خاکی ٹوپی پہنے اور کوئی لال ٹوپی پہنے میڈیا پر آ آ کر اول فول بکنے میں ایسے مصروف تھے کہ جیسے حامد میر نے بد معاشوں دہشت گردوں کی گولیاں کھا کر کوئی گناہِ عظیم کرنے کی ذاتی طور پر جسارت کر لی ہو!!! میرا یہ دعویٰ ہے کہ آج پاکستان میں حامد میر کے پائے کا ایک دو کے سوائے نہ تو کوئی اس عمر کے صحافیوں میں صحافی ہے اور نہ لکھاریوں میں کوا کا دُکا کے سوائے ہے کوئی اس جیسا لکھاری ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر جانب سے میر پروفیشنل جیلسی سر چڑھ کر بول رہی ہے۔ لوگ بظاہر حامد میر سے ہمدردی تو دکھا رہے تھے، مگر اُن کی آستینوں کے سانپ ابلا پڑ رہے تھے.. جب ہی تو لوگ کہتے ہیں محنت کر حسد نہ کر...وارث میر کے بیٹے نے پروفیسر وارث میر کی لاج رکھی ہوئی ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ آج صحافت آزاد ہے ؟ کسی خوف و لالچ کا شکار نہیں، سچ کہنے والے بہت ہیں ۔ ریاست کا چوتھا ستون میڈیا مضبوط ہے۔ نہیں نہیں ایسا ہر گز ہر گز نہیں ہے ۔ جس دیس میں پتھر بندھے ہوں اور کتے آزاد ہوں ....وہاں کس آزادی کی بات کرتے ہو؟ یہاں تو چرب زبانوں اور جھوٹوں کی کھیتیاں اگائی جا رہی ہیں۔ یہاں تو خوف سے کانپتے پیروں کے ساتھ، لرزتے ہاتھوں سے مال بٹوری چل

رہی ہے۔آدھا سچ تو کیا پونا سچ بولنے والا بھی کوئی مشکل ہی سے میسر ہوگا۔رہا میڈیا تو اکثر میڈیا مالکان نے کرائے کے ٹٹوؤں کا کاروبار شروع کیا ہوا ہے۔اس ملک کا بد معاش طبقہ ان کی بولی لگاتا ہے اور بولی سے زیادہ دے دے کر انہیں نہال کر دیتا ہے۔بعض زرد صحافت کے علمبردار میڈیا پر بٹھائے جانے والے بھاڑے کے ٹٹوؤں شکل بھی کالی دل بھی کالے منہ ٹیڑھے جہاں سے بات کرتے ہوئے جھاگ کی برسات ہو رہی ہوتی ہے اوران میں بعض کی چمڑی کے سوائے کچھ گورا ہے ہی نہیں!!! کیسے کیسے لوگ عظمتوں کی دھجیاں اڑانے کے لئے پال لئے گئے ہیں۔ایسا لگتا ہے کہ گویا زرد صحافت کا ایک نیا دور شروع ہو چکا ہے۔جس میں اپنے بھائی کے گوشت میں انہیں سب سے زیادہ لذت محسوس ہو رہی ہے۔

آج کا اینکر اپنے کردار سے برائیوں کا تمینکر کیوں بن رہا ہے؟کیا یہ بات تم میں سے کسی نے سوچی ہے۔اگر نہیں تو سوچئے۔ان میں سب تو نہیں مگر ایک بڑی تعداد ان لوگوں کی موجود ہے جو حق اور سچ کی آواز کو دبانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔اس طبقے کو حامد میر کو اس کے نڈر لہجے اور بے باکی سے شاید شکائت یہ رہی ہے کہ لوگ اس کو اس قدر پسند کیوں کرتے ہیں،اتنی پذیرائی کیوں دے رہے ہیں؟حامد میر کی ساری دنیا میں اس کی اسقدر شناخت کیو ہے؟کیا یہ کوئی انوکھا اینکر و صحافی ہے جو دنیا کے ہر حصے میں اپنی شناخت رکھتا

ہے؟؟؟ہم کہتے ہیں کہ تم بھی سچ کا ساتھ دو، حق پر سیسہ پلائی دیوار بن جاؤ،طاقت سے مت ڈرو! خود سچائی کی طاقت استعمال کرو، نعرے کی حد تک نہیں بلکے سچائی کے ساتھ مظلوموں کی آواز بن جاؤ تو پھر دیکھو قدرت تمہیں بھی کس طرح نوازتی ہے۔تم بھی حامد میر سے.بڑے صحافی اور اینکر پرسن بن سکتے ہو۔مگر شرط یہ ہی ہے ''محنت کر حسد نہ کر''کہ حاسد کبھی بھی

کامیاب نہیں ہوا کرتے ہیں۔ان کی قسمت میں حسد کے ساتھ ذلت بھی نصیب ہوتی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ صحافت تعلیم کا گیم ہے۔مگر آج ایسا لگتا ہے کہ نقلچیوں کو بھی اس میدان میں گھس بیٹھنے کے مواقع بعض مفاد پرستوں نے فراہم کر دیئے ہیں۔جس کی وجہ سے یہ مشروم تیزی سے جڑیں پکڑ رہا ہے۔یہی وجہ ہے کہ آج کا صحافی تو اپنے ہی طبقے کی زبان کاٹنے پر تلا ہوا ہے۔میرے سچ کے مخالف دوستو! صحافت کے راستے میں یہ رفٹ تم جان بوجھ کر نہیں ڈال رہے ہو.... بلکہ اپنی خود غرضیوں اور نادانیوں کے ذریعے ڈال رہے۔تمہارے دشمن تمہیں کبھی اکٹھا نہیں ہونے دیں گے ۔کیونکہ ان کو تمہاری یکجہتی کی طاقت کا اندازہ خوب خوب ہے۔ان کی بدافعالیوں کی بقا ہی تمہاری نااتفاقیوں میں ہی ہے۔اگر تم بٹے رہے تو تمہارا دشمن اپنا بے ایمانیوں اور بدمعاشیوں کا کھیل کھیلتا رہے گا۔اور تمہیں بھی کبھی سکون کی نیند سونے نہیں دے گا۔یاد رکھو اگر وقت

ہاتھ سے نکل گیا تو پھر وہ ہی لاٹھی گولی کی سرکار ہو گی جس کی تم میں سے اکثر آرزو کر رہے ہیں۔اُس وقت تم اور تمہارے گریبان ہونگے، اور کوڑے جمال شاہی ہوں گے!!!بڑے شرم کی بات تو یہ ہے کہ کووں میں اتحاد ہے کالے کوٹوں اور کالی وردی اور پیلی وردی میں اتحاد ہے کہ یہ اپنے مجرموں کو بھی پروٹکٹ کرتے ہیں۔ مگر زریداور ان کے حامی اس برادری میں کوئی اتحاد پیدا نہیں ہونے دیں گے!!!زرد صحافت کے یہ بد نماں چہرے سینکڑون صحافیوں کے قتل کے بھی ذمہ دار ہیں۔جو درپردہ ہمہ تن سازشوں میں مشغول رہتے ہیں۔

جمہوریت پر شب خون مارنے کے تانے بانے شائد کہیں اَن جانے ایوانوں میں بنے جا رہے ہیں۔سرکاری تنخواہوں پر پلنے کے باوجود لوگ قوم پر یہ احسان جتا رہے ہیں کہ ہم نے اپنی زندگی کا بہترین دور ملک کی خدمت کو دیا!!! توکیا میرے بھائی تو نے اس کا معاوضہ اپنی محنت سے کئی گناہ زیادہ وصول نہیں کیا؟اپنی محنت سے کئی گناہ زیادہ معاضے کے علاوہ کیا تونے اپنے قد سے بڑھ کر عزت حاصل نہیں کی توپھر احسان کس بات کا؟ ؟آج تم لوگوں نے عدلیہ، وزیر اعظم اور صدرِ مملکت اور ریاست کو اپنا زر خرید کیونکر سمجھا ہوا ہے۔پوری قوم کو شُطر بے مہاروں کو مہار توڈالنی ہی ہوگی.....

آج مملکت کے ملازم حکومتی رٹ کے درپے دکھائی دیتے ہیں۔جس کی وجہ سے جمہوری وزیر اعظم کو بھی پھونک پھونک کر قدم رکھنے پڑ رہے ہیں زر خرید میڈیا اس اُس کے زر خرید بھونپو چیخ چیخ کر

بوٹوں کو آواز دے رہے ہیں۔ سیانے کہہ رہے ہیں کہیں دور بوٹوں کے کاروبار میں
تیزی سے جاری ہے۔

اداروں کی جنگ لڑنے والے سیاست میں کامیاب نہیں ہوتے

آج کے ایک سیاسی رہنما بلی کے ہاتھوں چھینکا ٹوٹنے پر آپے سے باہر ہوئے جارہے ہے۔ کہ گویا پاکستان کا اقتدار ان کے ہاتھوں اب آیا کہ جب آیا!! ان کے ماضی کے سیاسی طرزِ عمل اور کردادار سے بھی ساری قوم واقف تھی مگر ان کے مصنوئی نعروں کی گونج میں قوم کے کئی طبقات نے ان کو سچا جان کر ان کے ہاتھون میں ہاتھ دیا۔ جس کے نتیجے میں نواز شریف کی مہربانیوں سے ان کے ہاتھوں خیبر پختونخواہ کا اقتدار لگ گیا۔ خیبر پختونخواہ کے اقتدار نے ہی ان کی سچائی کی قلعئی کھول کے رکھ دی۔ کئی لوگ جون ان پر جان نثار کرنے کو تیار تھے ان کی دھاندھلیوں کا پردہ چاک کرنے میں مصروف ہوگئے۔ جو مسلسل عمران خان پر عدم اعتماد کا بر ملا اظہار کرتے دیکھے گئے۔ خیبر پختونخواہ کے عوام ان کی اور جماعت اسلامی کی حکومت سے تھوڑے ہی دنوں میں نالاں دکھائی دیتے ہیں۔

عمران خان سیاست کے میدان میں مسلسل قلابازیوں کے عادی ہیں۔یہی وجہ تھی کہ انہوں نے پرویز مشرف کا ساتھ چھوڑنے کے بعد امریکہ کی مخالفت کرنا شروع کردی تھی اور قوم کو اعتماد میں لینے کی غرض سے نیٹو سپلائی کے خلاف ان کے ڈرامائی اقدمات ساری قوم نے دیکھے۔ آخر میں امریکی اسٹابلشمنٹ کے اشارے

ملتے ہی انہوں اسی میدان میں قوم کو نرغے میں لینے کی غرض نیٹو سپلائی کے راستے بھی روکے اور راستوں میں ڈیرے بھی ڈالے مگر آخرِ کار انہیں اپنے مصنوعی اقدامات سے پھر رجوع کرنا پڑا کیونکہ ان کا اور جنرل کریسی کا امریکی ایجنڈا ایک ہی ہے۔

الیکشن سے قبل ہم بھی ان کے ابتدائی سیاسی نعروں کے سحر میں آیا چاہتے تھے۔ مگر اُن کے بعد کے سخت ترین روئے اور لب و لہجہ نے ہمیں اپنی پچھلی سوچ سے رجوع کرنے کو کہا اور ہم سخت گیر اور اڑیل لیڈر شپ کے سحر سے بچ نکلنے میں کامیاب ہوگئے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اندر سے ایسا لگتا ہے کہ وہ پرویز مشرف کے مخالفین میں سے نہ تھے بلکہ جاننے والے تو یہاں تک کہتے ہیں کہ " وہ بھی پرویز مشرف کی باقیات میں سے ہی ہیں"عمران خان پرویز مشرف کے ساتھ اس کی آمریت کا حصہ 2002 سے 2007 تک رہے اور فوجی آمریت سے چمٹے رہے۔ جو جمہوریت کا قاتل تھا اور ہمیشہ سے جمہوری کلچر کا شدید مخالف تھا۔ وہ ایسا آمر تھا جو اپنے جیسے یا اپنے سے بڑے آمر کو برداشت ہی نہیں کر سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ مشرف دور میں وزارت عظمٰی کی ہُما ان کے کان پر پر مار کر یہ جا، وہ جا.... یہ عہدہ ان کے ہاتھوں میں دیئے جانے سے پہلے ہی اُن سے چھین لیا گیا۔ پرویز مشرف انہیں اٹھانا چاہتے تھے۔ کیونکہ ایک تو وہ ان کے مذہبی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے اور دوسرے یہ کہ اُس وقت تک وہ کوئی سیاسی فیگر نہ تھے ۔ اس

ماحول میں عمران خان اپنا کلیجہ مسوس کے رہ گئے تھے۔یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ بعد کے دنوں میں اُن کے بیانات کی وجہ سے اُن کی سونامی کا حصہ تو بنے مگر انہیں بھی اخروٹ لب و لہجہ اختیار کرنا پڑ گیا ہے یا جو نفاست پسند تھے وہ ان سے کنارا کشی اختیار کر گئے۔یہ بات ساری قوم جانتی ہے کہ یہ خود بھی سیاسی میدان میں بوٹوں کی پیداوار ہیں۔ بھاری بوٹ یہ بات سمجھ چکا تھا کہ (اُس دور میں) فی الوقت یہ کندھے وزارت عظمیٰ کا بوجھ سنبھالنے کے اہل ہی نہ تھے یہی وجہ تھی کہ اس نے اس کو اپنی کابینہ میں تو شامل رکھا مگر وزارت عظمیٰ ایک شخص کی جھولی میں ڈالنے کے imported ساتھ ہی جعلی ریفرنڈم میں دھاندھلی خان کی مکمل تائید و حمایت سے اپنا کام جاری رکھا۔ان کی سیاست کی ابتدا ہی آمریت تھی اور ان کی سیاست کی انتہا بھی محسوس ہوتا آمریت ہی ہوگی۔اقتدار کے ایوانوں سے جب انہیں اس بات کا احساس دلایا گیا کہ آپ ابھی مزید اپنی تربیت مکمل کرلیں تو پھر ہم سے رجوع کرنا۔اس کے بعد جو مارشل لاء کی برائیاں گنوئیں کہ لگتا تھا جمہوریت کا ان سے بڑا کوئی حامی ہے نہیں!!!آمریت کی یہ برائیاں انہیں اس سے پہلے کبھی نظر نہیں آئی تھیں ۔اب تو جمہوریت ہی کی خوبیاں تھیں اور آمریت کی تو جیسے موصوف نے کبھی حمایت ہی نہ کی تھی!مگر افسوس اس بات کا ہے کہ یہ گرم گرم کھانے کے عادی ہیں ۔جس سے ان کی ہر چیز جھلس جاتی ہے اور لب ولہجے میں کرختگی آجاتی ہے۔

اب تو طالبان ان کے ہیرو ٹھہرے اور امریکہ اور امریکی تنخواہ داروں کی تمام برائیاں ان پر جیسے آشکارا ہوچکی تھیں۔ کل سابقہ چیف جسٹس آف پاکستان افتخار محمد چوہدری ان کے ہیرو تھے وقت گذرنے کے ساتھ وہ ان کے مفادات کے قاتل بن گئے۔ کل تک ان کی تعریف و توصیف میں موصوف زمین آسمان کے کلابے ملاتے تھکتے نہیں تھے۔ آج ایک سال کے بعد انہیں احساس ہوگیا ہے کہ 2013 کے الیکشن میں انہیں افتخار چوہدری نے ہروایا تھا۔ یہ اتنے معصوم ہیں کہ انہیں یہ پتہ ہی نہیں ہے کہ الکشن کمیشن انتخابات کرانے کا ذمہ دار ہوتا ہے، عدلیہ اس کام کی ذمہ دار نہیں ہوتی ہے۔ جو ججز کو الیکشن کے انعقاد کے لئے عدلیہ سے مستعار لے کر اپنا کام ان کو ریٹرننگ افسران بنا کر کرواتا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح کے کالج و اسکول کے اساتذہ کو پرزائڈنگ آفیسر اور دیگر عہدے دے کر کام مکمل کیا جاتا ہے۔ 2012 میں اینٹی ڈرون پالیسی کا عمران خان نے اعلان تو کیا مگر کہیں بھی بھرپور کاروئی اس ضمن میں سوائے نعرے بازیوں کے دیکھنے میں نا آئی۔ کراچی میں بھی انہوں نے اس ضمن میں ایک ڈرامائی احتجاج شروع کیا تھا اور نیٹو سپلائی روکنے کا جھانسہ قوم کو دیا تھا۔ اُس سڑک پر ان کا جلسہ چل رہا تھا جہاں 11 گذرتی تھی یہ عوامی شاہرہ بلاک کرکے عوام کی روزی روٹی کے W سے عوام کو لیکر دروازے تو بند کئے گئے مگر برابر کی ہی کی سڑک سے دھڑلے کے ساتھ نیٹو سپلائی کے کارواں گذر رہے تھے انہیں روکنے کے جھانسے کے باوجود کہیں روکا نہیں گیا۔ گویا سیاست کے میدان میں وہ بھی کراچی کے عوام کو ، کھلی

آنکھوں دھوکہ دینے کی کوشش کی گئی۔ کراچی کے برگر گروپ نے جس کا وہ خود بھی حصہ ہیں انہیں نعروں کی زد میں آخر ایک سیٹ پر کامیابی عطا کر دی تھی۔ ہم آج یہ بات دعوے سے کہتے ہیں کہ آئندہ انتخابات میں وہ کراچی سے کوئی ایک بھی سیٹ جیتنے کے اہل نہ ہونگے۔ جس کی گواہی آنے والا وقت دے گا۔

شروع میں تو ہم سمجھتے تھے کہ عمران خان جنرل پرویز مشرف کے شدید مخالف ہیں اور وہ ملک میں کوئی واقعی انقلابی تبدیلی لانے کے خواہشمند ہیں ان کے لب و لہجہ سے بھی کچھ کچھ سچائی کا گمان ہوتا تھا۔ پھر قوم انہیں ایک دوسرے حوالے'' کرکٹ'' سے بھی اپنا ہیرو مانتی تھی گوکہ ان کی گالی گفتار اور لب و لہجے سے اُن کے خوشامدیوں کے علاوہ اُس وقت بھی سب ہی پریشان رہتے تھے۔ قوم سمجھتی تھی کہ ماضی کی غلطیوں کو بھول کر اب وہ ایک قومی رہنما کے طور پر نمودار ہو رہے ہیں اور ان کا ماضی کا سخت رویہء اور لب و لہجہ اب تبدیل ہو چکا ہوگا .... مگر جب اُن کے بیانات اور لب و لہجہ پر لوگوں نے غور کیا تو پتہ چلا کے سونامی کے زعوم میں اُن کا لب ولہجہ اور اور بھی شدت اختیار کر چکا ہے۔ درگذر اور ٹولرینس کا کہیں دور تک بھی شائبہ تک دکھائی نہیں دیتا ہے۔ در اصل یہ جمہوریت کو چلنے نہ دینے کے شائد راستے تلاش کر رہے ہیں۔ حالات و وقعات عمران خان کو لوگ قومی ہیرو کے بجائےجمہوریت کی رکاوٹ محسوس کرنے لگے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کے مفادات کے خلاف بات کرکے وہ کوئی بہت بڑی

خدمت انجام دے رہے ہیں تو یہ اُن کی بھول ہے۔اُن کا ایک انوکھا موقف قومی مفادات کے خلاف بھی قوم سن چکی ہے۔

جو کل تک طالبان سے مذاکرات کی بات کیا کرتا تھا آج طالبان کا دشمن نمبر ون بنا ہوا ہے۔وہ آج ان کے خاتمے کی باتیں کر رہا ہے۔جو امریکی جنگ سے باہر نکلنے کی باتیں کیا کرتا تھا آج امریکی حواریوں کی کاسہ لیسی میں منہمک ہے۔سیاست دان کو بوٹوں کی پالش سے گریز کرنا چاہئے مگر وہ سیاست دان جنہیں جمہوریت میں کوئی چارم نظر نہیں آتا ہے۔وہ بوٹ پالش کو ہی ترجیح دیتے ہیں.... جنرل شریف نے تو قانون اور آئین پر عمل داری کی بات کرکے پاکستانیوں کے دل جیت لئے ہیں۔مگر کیا کوئی اس بات کی وضاحت کرے گا کہ پرویز مشرف ایسے جمہوریت کے قاتل کی حفاظت بعض امریکی نواز کس آئین کے تحت کر رہے ہیں دراصل ایسے ہی لوگ اس ملک سے جمہوریت کی بساط لپیٹنے کے تانے بانے بنانے میں مصروف ہیں جنکا آلہ کار مسٹر دھاندلی بنے ہوے ہیں۔یہ جمہوریت جمہوریت کی گردان تو لگائے ہوے ہیں مگر درپردہ ان کی کوشش جمہوریت کو ڈی ریل کرنا ہے۔شائد وہ اس امید پر زندہ ہیں کہ جمہوریت کی بساط لپیٹے جانے پر شائد انہیں وزارت عظمٰی تھالی میں رکھ کر پیش کردی جائے گی۔

کل تک یہ میڈیا کی آزادی کا راگ الاپ رہے تھے اور جیو کی تعریفوں میں آگے

آگے ہوا کرتے تھے کبھی اس کے ساتھ رفاحی کاموں میں شریک ہوتے تو کبھی اس کے
وارے نیارے جاتے مگر آج ان کا ہدف یہ میڈیا شاید اس وجہ سے بن گیا ہے کہ انہیں
گمان پیدا ہوگیا ہے کہ میڈیا کو انڈر مائین کرنے کے بعد یہاں بوٹوں کی آواز کو دبانے
کی باتکوئی بھی نہیں کرے گا اور پھر ان کے وارے نیارے ہوجائیں گے۔

جس شخص کے قول و فعل میں اس قدر کھلا تضاد ہو وہ بوٹوں کے بل پر تو پاکستان کے
اقتدار پر قابض ہو سکتا ہے مگر عوام کے ووٹوں سے وہ کبھی بھی ایوان اقتدار کی
سیڑھیوں پر چڑھنے کی اہلیت نہیں رکھتا ہے۔ للذا ہمار کہنا ہے کہ ادروں کی جنگ لڑنے
والے سیاست میں کامیاب رنہیں ہوتے ہیں۔ 11 مئی کو مسٹر کینیڈا اور مسٹر دھاندھلی
اکٹھا ہو کر طالع آزماؤں کو دعوت دینے کا پروگرام لے کر آرہے ہیں اور اسلام آباد
میں دھرنا دھرنا کھیلیں گے۔

امریکہ کے پیٹ میں فاٹا اور بلوچستان کے مدارس کی پیڑ ہے

ہماری دوستی امریکہ کے ساتھ اُس محبوب کی سی ہے جو محبت تو کسی اور سے کرتا ہے اور دعویٰ ہم سے محبت کا کرتا ہے۔اس محبت کے دعوے میں سو سو چھل چھپے ہیں۔اس چھلبلے پن کو ہم نے اپنے مزاجی خدا کا تصور دے کرکے اپنے آپ کو گذشتہ 65 سالوں اپنی زندگی سمجھ لیا ہے۔ جبکہ ایسا ہے نہیں !امریکہ اپنے ایجنٹوں کے ذریعے ہماری دوستی اور خیر سگالی کا ہمیشہ سے مذاق اڑاتا رہا ہے۔ریمنڈ ڈیوس ایک ایسا کردار تھا جس نے تین پاکستانیوں کو قتل کیا اور صفائی ساتھ ہمارے اداروں نے اُس کے فرار کے راستے کھولدیئے ساری قوم جو اس قاتل مجرم کی سزا کی متمنی تھی مگر اس کے خفیہ معاہدۂ فرار پر منہ دیکھتی رہ گئی اور وہ پاکستان سے یہ جا،وہ جا!!امریکہ کے بدلتے چہرے ہم ہر اہم موڑ پر ملاحظہ تو کر لیتے ہیں مگر طاقتور لوگوں کی موجودگی میں حکومت پاکستان کو بھی بھیگی بلی کا کردار ادا کرنا پڑ جاتا ہے۔آج پھر ایک مرتبہ ریمنڈ ڈیوس کے کردار کی دوسری شبیہہ ہم نے دیکھ لی ہے ایک امریکی ایف بی آئی کا جاسوس جس کا نام جوئیل کاکس یوگینی بتایا گیا ہے، 5 مئی کو پاکستان میں ایک عام امریکی شہری کے روپ میں داخل ہوا کراچی ایئرپورٹ پر تلاشی کے دوران گرفتار کر لیا گیا ہے۔جو پی آئی اے کی فلائٹ سے اسلام آباد

جارہا تھا۔ جس کو اتفاق سے ریمنڈ ڈیوس کی طرح سفارتی استثٰنی بھی حاصل نہیں ہے۔اس کے پاس سے ایک لیپ ٹاپ موبائل فون کے علاوہ 9 MM15 پستول کی گولیاں بھی برآمد کی گئی ہیں عین ممکن ہے کہ اس پاس ،پسٹل بھی ہو جس کو مصلحتا دبا دیا گیا ہو، ملزم کے پاس سے ایک چاقو اور ایک آ ہنی مکا بھی ملا ہے ۔ امریکیوں کا کہنا ہے کہ جوئیل پاکستان کی پولس کو تربیت دینے کی غرض سے پاکستان بھیجا گیا ہے۔اس کے ایف بی آئی کا ایجنٹ ہونے کی خود امریکہ کی حکومت کی جانب سے بھی تصدیق ہو چکی ہے ۔کراچی میں گرفتار ایف بی آئی کے ایجنٹ سے ایف آئی اے کی تحقیقات میں لیپ ٹوپ سے اہم معلامات کے ملنے کا انکشاف کیا گیا ہے۔ایف آئی اے نے اس ایف بی آئی کے ایجنٹ کے اہم معلامات امریکہ بھیجنے کا بھی انکشاف کیا ہے۔ ملزم نے ان معلومات کو امریکہ بھیجنے کا خود بھی انکشاف کیا ہے تفتیشی حکام کا کہنا ہے کہ امریکی ایجنٹ سے ملنے والی معلومات اہم ہیں۔ ملزم کے پاس کچھ ایسے آلات بھی تھے جنہیں پاکستان میں ڈی کوڈ نہیں کیا سکتا ہے۔ ملزم کے حوالے سے ایک خبر یہ بھی سامنے آئی ہے کہ ملیر کی ایک عدالت نے ملز کو 10 ،لاکھ روپے کی ضمانت پر رہا بھی کر دیا ہے۔

امریکہ پاکستان کو پے در پے معاملات کرکے سوچنے سمجھنے کا کوئی موقعہ دینا ہی نہیں چاہتا ہے۔کیا کبھی کسی ملک نے عیسائیت کے پرچارک اسکولز (مدارس) کی

مذمت کی ہے ؟ (جہاں ہمارے ،ہمارے دین ہمارے پیغمبر ﷺ قرآن اور قرآنی حکم جہادکے بارے میں اور مسلمانوں کی تباہی کے بارے میں کیا کچھ منصوبہ سازی نہیں کی جاتی ہے؟) افسوس ناک امر یہ ہے کہ اگر کہیں سے یا کسی ملک سے حق بات پر بھی آواز بلند ہوتی ہے تو ہمارے نام نہاد دانشور یہ شور برپا کر دیتے ہیں کہ فلاں ملک نے ہماری صحافت پر ہونے والے ظلم کو فیور کرکے ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت کی ہے۔ اس میں وہ طبقہ کچھ زیادہ آگے بڑھ جاتا ہے جو اس ملک کی جڑیں گذشتہ ساٹھ برسوں سے کھوکھلی کرتا چلا آ رہا ہے۔ ساری دنیا اس بات سے واقف ہے کہ اس وقت امریکہ سب سے بڑا عالمی دہشت گرد ملک ہونے کے باوجود پرامن ممالک اور ان کے اداروں کو دہشت گرد قرار دینے میں ذرا بھی دیر نہیں لگاتا ہے۔

یکم مئی 2014 کو امریکی محکمہ دفاع کی جانب سے یہ شوشہ چھوڑا گیا ہے کہ پاکستان اُس کی غلامی میں دہشت گردی کے خلاف مناسب اقدامات نہیں کر رہا ہے (یہ لوگ تو وہ ہیں جو چڑیا جیسی نرم و نازک عافیہ صدیقی سے اپنے بزدل فوجیوں کی بندوقیں چھنوانے کا ڈھونگ رچا کر نازک سی خاتون کو دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد قرار دے کر اپنا سیاہ چہرہ ساری دنیا کے سامنے ڈھٹائی سے اجلا بتا رہے ہیں) اور اس کے پیٹ میں سب سے زیادہ درد ہندوستان جو اس کی منہ بولی ناجائز اولاد ہے کا ہے۔ ہم نے ساری عمر اس کی غلامی کی مگر اُس غلامی کا صلہ

ہمیں یہ، یہ دے رہا ہے کہ ہمارے دشمن کو مضبوط کرکے ہمیں اس کی غلامی کے لئے فروخت کر رہا ہے اور ہم سے کہہ رہا ہے خبردار جو تم اس کے منہ کو آئے۔ تم ہمارے زر خرید ہو تمہیں ناں کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دی جا سکتی ہے!!!

امریکی اس بات کے جھوٹے دعویدار ہیں کہ فاٹا اور بلوچستان کے مدارس افغانستان اور ہندوستان پر حملوں کا سبب ہیں؟؟؟ ایسی باتیں کرنے سے ان کا واضح مقصد یہ دکھائی دیتا ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کے تمام مدارس کو بند کرا دیں۔ اس سے یہ بات بھی امریکہ کی طرف سے سامنے آئی ہے کہ 2013 کے دورانیے میں کئی کالعدم تنظیموں کی جانب سے مسلسل دہشت گرد کاروائیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ لشکرِ طیبہ کے کی جانب سے پاکستان میں فنڈنگ کے باوجود کوئی کاروائی سامنے نہیں آئی!!! کیا امریکہ ہمیں کرائے کے فوجی سمجھتا ہے کہ کرایہ ادا کیا اور اس کے اہداف کو ہمارے عسکری ادارے نشانہ بنانا شروع کر دیں؟ کیا یہ بات غلط ہے کہ اس سے قبل امریکیوں نے اپنے مفادات کے لئے ہمارے عسکری اداروں کو جہادی پیدا کرنے پر لگایا؟ جب یہ پودا ان کے لئے کانٹے دار شاخیں نکال کر خود رو بن کر بڑھنا اور پھیلنا شروع ہوا تو ہر جانب تہلکہ سا مچ گیا!!! ہمارے اداروں میں اگر امریکہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کی ہمت ہے (جو حکمرانوں میں تو کبھی بھی نہیں ہوگی) تو اس کی بڑھتی ہوئی جارحیت کو

کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔ہمارے اداروں میں تیز تو بہت ہے مگران کو صلاح الدین ایوبی کی تلاش ہے....امریکیوں کا کہنا ہے کہ القاعدہ اور حقانی نیٹ ورک 2013 میں بھی امریکیوں کے لئے خطرہ بنی رہیں۔ان سے پوچھا جائے کہ کیا ہم نے انہیں تمہارے لئے خطرہ بنایا تھا؟تم نے خود انہیں پیدا کرکے اپنے لئے خطرہ بنالیا ہے۔کیا اس میں تمہارے کرتوت بھی شامل نہ تھے؟ہم پسماندہ اور غریب ملک تمہاری کاسہ لیسی کی وجہ سے پسماندہ بنے رہے ہیں.... اگر طاقت کے گھمنڈی ہماری خارجہ پالیسی کو آزاد خارجہ پالیسی رکھتے اور امریکی غلامی سے رجوع کر لیتے تو آج ہمارا اتنا برا حال ہر گز نہ ہوتا۔ہم بھی آزاد قوموں میں سے ایک زندہ اور آزاد قوم ہوتے۔مگر بد قسمتی سے ہمارے طاقت کے ایوانوں نے ایسا ہر گز نہ ہونے دیا اور آج بھی یہ مشق جاری ہے۔

ان کی اپنی رپورٹ کے مطابق ان کے اپنے شہری ان کے بنائے ہوئے حصار کو عبور کر کر کے مسلمان عسکری تنظیموں کا حصہ بن رہے ہیں۔2013 میں یورپی ملکوں سے (جنہیں مسلمان تنظیمیں مجاہدین کہتی ہیں) ڈنمارک سے 90 جنگجوؤں نے شام کا رخ اختیار کیا جبکہ اسی دوران فرانس سے 184، جرمنی سے 240،ناروے سے 40، بیلجیم سے سویڈن سے 75،برطانوی حکومت کے دعوے کے مطابق اس کے تقریبا400،200 جنگجو کسی نا کسی طریقے پر شامی خانہ جنگی کا حصہ بن چکے ہیں یہاں سوال یہ پیدا ہوتا، ہے کہ تمہارے ایمیگریشن کے لوگ جدید ساز و سامان کی موجودگی کے با

وجود انہیں اپنی معلومات کے باوجود کیسے اپنی سرحدوں سے باہر نکال دیتے ہیں؟۔امریکیوں کا بے یار ومددگار کشمیری مسلمان جو ہندو غاصبوں کے خلاف کشمیر کے محاذ پر سر پیکار ہیں اور جنگی اخلاقی معاونت ایک فلاحی تنظیم لشکرِ طیبہ کر رہی ہے اور جو ملک میں بھی فلاحی کاموں میں مصروف ہے۔اس کے بارے میں یہ کہنا ہے کہ لشکرِ طیبہ پاکستان میں تو پیسہ اکٹھا کر رہی ہے اس کے علاوہ خلیج، مشرقِ وسطی اور یورپ سے بھی اس کو مالی مدد مل رہی ہے۔

نہ تم اپنے لوگوں کو روک سکتے ہو اور نہ ہی وہاں کی فنڈنگ روک سکتے ہو تو ہم غربت کے مارے ملکوں کو کس بات کا لزام دیتے ہو؟ کبھی تم نے کھل کر مظلوم کشمیریوں کے حق کا دفاع کیا یا ان سے دلی ہمدردی کی؟تم تو ظالم ہو اور ظلم و بربریت کے ہی ساتھی ہو۔دکھانے کے لئے تو تم لبرل ہو مگر اس میں تمہارا مذہبی تعصب تمہیں اخلاقیات سے کہیں نیچے لے آیا ہے۔اے مغرب تیرے قول و فعل کے تضاد نے تجھے ساری دنیا میں ذلیل کیا ہوا ہے اس میں امریکہ تمہارا رہنما ہے۔ہم دیکھتے ہیں کہ ہر معاملے میں سب سے پہلے پیڑ امریکہ کے ہی پیٹ میں اٹھتی ہے۔تمہیں اپنے لوگوں پر تو کنٹرول ہے نہیں اور تم دوسرے ملکوں میں کے اندرونی امور میں ٹانگ اڑاتے رہتے ہو۔جس سے تمہارے خلاف ساری دنیا اور خاص طور پر اسلامی دنیا میں شدید نفرت پائی جاتی ہے۔اس نفرت میں ان ممالک کا قصور نہیں ہے قصور تمہاری پالیسیوں کا ہے۔

....سیاست اور میڈیا کے ناکام کھلاڑی اور جمہوریت

ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف نو ستاروں کا ظہور اور آئی جے آئی کی کہانیاں کچھ مختلف نہیں دکھائی دیتی ہیں۔ مگر ہر ایسی تحریک کے تانے بانے اگر تلاش کئے جائیں تو طاقت کے ایوانوں کا نام صبح صادق کی طرح عیاں دکھائی دیتاے ہیں۔ جن کا کام سرحدوں کی حفاظت کرنا ہے اُن میں سے بعض 1958 ء کے بعد سے اقتدار اور پاکستان کی سیاست کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہیں.... کیونکہ ایک مرتبہ اقتدار کا چسکا لگنے کے بعد یہ کافر منہ سے لگی ہے چھوٹتی نہیں ہے کے مصداق ملک کے سماج اور اس ملک کی سیاست اور اقتدار، ان کی من پسند غذا بن چکی ہے۔ جب یہ اقتدار میں نہیں ہوتے ہیں تو انہیں اقتدار کی ایک ہُوک اٹھتی رہتی ہے۔ اقتدار سے باہر رہ کر بھی ان میں سے بعض عدالتوں کو بھی گھر کی لونڈی سمجھ بیٹھے ہیں۔ جس کی وجہ سے سپرم کورٹ جانب سے کہنا پڑا ہے کہ مجسٹریٹ خود کو آرمی کمانڈینٹ آفیسر کے ماتحت نہ سمجھے۔ یہ ایک روش چلی آرہی ہے کہ اگر فوجی جرم کرے تو اس کا مقدمہ عام عدالتوں میں چلنے سے روکا جاتا ہے۔ جو آئین پاکستان کے ساتھ کھلا مذاق دکھائی دیتا ہے۔

اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ بعضنا نہاد سیاست دان اور وہ بھی سیاست کے میدان کے ناکام کھلاڑی اپنی ناکامیوں کا جنون جمہوریت پر ہی اتارنیکی کوششوں میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں۔خاص طور پر موجودہ دور میں زیادہ تر ٹانگہ پارٹیاں اور کچھ مضبوط سیاسی پریشر گروہ جن کا عمل تو بظاہر سیاسی نہیں ہے مگر وہ کہتے اپنے آپ کو سیاسی ہی ہیں یاپی ٹی آئی جیسی بر گرپارٹی یہ سب جمہوریت کے دعویدار تو اپنے آپ کو کہتے ہیں مگر ایسا ہے نہیں!!!اس قسم کی جماعتیں آج رہ رہ کر عوام اور وطن کے واسطے دے دے کر جمہوریت کو ڈی ریل کرنے کی جدوجہد میں اپنی پوری توانائیوں کے ساتھ مصروف ہیں اور اُس میڈیا یا گروپ کے پیچھے ہاتھ دھوکے پڑ گئے ہیں جو سچ کہنے میں کسی پوپ تلوار سے نہیں ڈرتا ہے تاکہ سچ کا گلا دباتے وقت کوئی ان کا کچا چٹھا کھولنے کی جراء ت نہ کرسکے۔کل تک یہ پارٹیاں اور ان کے لوگوں کی اکثریت یا تو غاصب کی گود میں بیٹھ کر آمریت کی لوریوں پر اونگھ رہی تھیں۔یا کبھی آنکھ کھل جاتی تو ہڑبڑا کر اٹھ کر عوام کو بیوقوف بنانے کی غرض سے جئے جمہوریت کا نعرہ لگا کر پھر لوریوں میں مدہوش ہوجاتے۔یہ اکثر ٹانگہ پارٹیاں ایسی ہیں جن کے نام تک سے عوام کی اکثریت نابلد ہے۔سیانے کہتے ہیں کہ ٹکہ بردار گروہ کے چند خود غرض اس وقت ان جمہوریت کے دشمنوں کی آبیاری کرنے میں مصروف دکھائی دیتے ہیں اور جب ضرورت پڑتی ہے ان کی ڈوریاں ہلادی جاتی ہیں۔یہی چھوٹا سا چند افراد پر مشتمل گروہ اپنے آپ کو پاکستان کا خالق و مالک سمجھتا ہے۔آج کی اسٹابلشمنٹ

اور سرکاری کھاتوں پر پلنے والے سرکاری ملازمین جو اس وطن کے قومی خزانے پر پل بڑھ رہے ہیں ۔انہیں یہ حق نہیں ہے کہ وہ الزامات کے ذریعے ملک میں تخریب کاری کے راستے کھولیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس ملک کی اتنے سال خدمت کی پہلے تو انہیں اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ خدمت کہتے کسے ہیں؟''خدمت وہ ہوتی جس میں نہ تو کوئی معاوضہ لیا جاتا ہے اور نہ ہی اس کے ذریعے شہرت و طاقت کی طلب ہوتی ہے''

اداروں اور اسٹابلشمنٹ کے لوگ خدمت نہیں نوکری کر رہے ہیں اور وہ پاکستان کے عوم کے سامنے جواب دہ ہیں۔اس نوکری کے بدلے وہ پورے سے زیادہ معاوضہ اور شہرت بھی لے رہے ہیں۔ قوم ان میں سے بعض لوگوں کو ان کی حیثیت سے زیادہ عزت سے بھی نوازتی ہے۔اس کے بعد انہیں یہ کہنے اور طعنہ دینے کا حق نہیں ہے کہ ہم نے اتنے سال قوم کی خدمت کی!!! جو خدمت تم نے کی اسکا معقول معاوضہ اور قد سے بڑھ کر شہرت بھی حاصل کی....اب کسی پر احسان جتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھ سمیت قومی خزانوں پر پلنے بڑھنے والوں نے سرکار کی ملازمت کرکے قوم پر کوئی احسان نہیں کیا ہے۔بلکہ اپنی اپنی محنت کا معقول معاوضہ بھی حاصل کر چکے ہیں،اور اس کا نفع پنشن کی شکل میں ہر ریٹائر سرکاری ملازم لے رہا ہے۔

خدا خدا کرکے میڈیا نے اپنا ایک مقام اس ملک میں جابر حکمران اور ایک ڈکٹیٹر کی موجودگی میں بنایا تھا۔جس کو چند حوس پرست و بھوکے ننگوں نے

اپنے اپنے ایمان کی قیمت پر چند ٹکوں کے عوض تباہ کرکے رکھ دیا ہے۔اپنے آقاؤں کے اشاروں پر تعصب کی ایسی فضاء قائم کر دی کہ لگتا ہے ہر شاخ پہ الو بیٹھا ہے....؟ یہ تمام کے تمام لوگ ایسے ہیں جن کے لئے امریکیوں نے ہی کہا تھا کہ پیسے کے لئے یہ اپنی ....کو بیچ دیں!!! یہ پورا ٹولہ مال برائے فروخت ہے، جو سچائی کی آواز کو دبانے پر تلا ہے۔یہ لوگ نہ تو آئین پاکستان کا احترام کرتے ہیں اور نا ہی اعلیٰ عدلیہ اور ان میں بیٹھے محترم منصفوں کا احترام کرتے ہیں۔یہ بے ادب بے نصیب لوگ وقتی فائدوں پر خوش ہیں اور جھنجھلاہٹ کا شکار ہیں۔شائد ان کے ذہنوں میں یہ بات بیچ نہیں رہی ہے کہ ''آج وہ کل ہماری باری ہے'' یہ بات ہر ذہن میں رہنی چاہئے کہ ''مالِ حرام بود جائے حرام بود''بقول نظیر اکبر آبادی کے ''سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارہ''تو پھر حرص وہوا کس بات کی؟؟؟دو بائی سات کے کمرے میں سب کو ہمیشہ کی استراحت اختیار کرنی ہی ہے۔جو کچھ سب مل کر سمیٹ رہے ہیں ان میں سےکسی کے ساتھ کچھ بھی نہ ہوگا!

بات خاصی آگے نکل گئی آج جتنی بھی نام نہاد مذہبی اور سیاسی ٹانگہ پارٹیاں ہیں ان کو اور ان کے کھلاڑیوں کو ملک میں جمہوریت راس نہیں آ رہی ہے اور ان کے ساتھ چند ایک بِکے ہوئے میڈیا گروپ اور ناکام بِکے ہوئے ہر جرم کے عادی کچھ جرنلسٹ اور اینکرز بھی شامل ہیں۔یہ تمام کے تمام لوگ بوٹ پالش میں دن رات

مصروف ہیں۔ یہ لوگ ڈنڈے کے سہارے ہمیشہ سے کھڑے رہنے کے عادی ہیں۔ انہیں جمہوریت تو راس آتی ہی نہیں ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ برے کو برامت کہو طوفان آجائے گا۔ انہیں شائد یہ مثال معلوم نہیں ہے کہ ایک مچھلی ہی سارے تالاب کو گندا کرنے کے لئے کافی ہوتی ہے۔

آثار کچھ یہ بتا رہے ہیں کہ ملک میں آئی جی آئی والا ڈرامہ دہرایا چاہتا ہے۔ پاکستان کا موجودہ منظر نامہ کچھ ایسے ہی اشارے کر رہا ہے۔ لوگ کہہ رہے ہیں کہ قوم کے حقیقی خادم اقتدار کے ایوانوں کی جانب حریص نظریں جما چکے ہیں۔ حکومت کی معمولی لغزش اسے اقتدار کے ایوانوں سے کال کوٹھڑیوں کے ویرانوں کی جانب خاموشی کے ساتھ لے جائے گی۔ لہٰذا وزیر اعظم صاحب ہوشیار باش کہ ہولے ہولے رکھنا قدم۔ آج کے ماحول میں بعض سیاسی لوگ معمہ ہیں سمجھنے کا نا سمجھانے کا۔ مگر اقتدار پر بیک ڈور سے آنے کیلئے یہ لوگ انتہائی بے چین دکھائی دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے لوگ جمہوریت میں unrest کی کیفیت میں ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے نعروں سے کوئی یہ نہیں سمجھ سکتا ہے کی وہ جمہوریت کے مخالف ہیں.... اگرچہ ان کی جانب سے اور بعض اوقات انجانے میں حقیقت آشکارا ہو ہی جاتی ہے اور پھر بار بار چیخوں کے ساتھ ان کی صدائیں آتی ہیں کہ ملک میں فوجی راج لایا جائے ہم ان کی ہر قسم کی غلامی کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کے کارندے میڈیا پر آآ کر مختلف حیلوں بہانوں سے

گالی گلوچ کرتے ہیں۔ ان کا وطیرہ یہ بن چکا ہے کہ بجائے عوامی مسائل پر بات کرنے کے معمولی معمولی معاملات کو اٹھا کر ان پر ایسی کج بحثی شروع کر دیتے ہیں کہ جس کا کوئی سر پیر بھی نظر نہیں آتا ہے۔ ناظرین و سامعین ان کی اس لایعنی گفتگو سے حیرانی اور پریشانی کے سوائے، کوئی نتائج اخذ کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ ملک اور اپنے حلقے کی خدمت کے یہ دعویدار سوائے اپنے ذاتی مفادات کے کوئی اور بات میڈیا پر کرتے ہی نہیں ہیں اور اور نہ ہی اسمبلی کے ایوان میں ان کے حلقوں میں پھنسی ہوئی زبانیں اپنا کرشمہ دکھاتی ہیں اور پھر بھی وہ قوم کے خادم و خیر خواہ ہیں۔ ہمارے ہاں سیاست مذہب اور سماج، ہر جگہ دہرا معیار نمایاں دیکھ جا سکتا ہے۔ اس دہرے معیار سے کوئی، نکلنا ہی نہیں چاہتا ہے کہ اسی میں ان سب کے مفادات پنہاں ہیں۔ آج سیاست اور میڈیا کے ناکام کھلاڑی، ملک سے جمہوریت کی بساط لپیٹ کر ایسا نظام لانے کے لئے کوشاں ہیں کہ جس میں انہیں اقتدار کی بھیک عوام سے نہ مانگنی پڑے۔ سب کچھ ان کھلاڑیوں کی ڈوریاں ہلانے والے ان کی جھولی میں ڈالدیں اور پھر یہ اپنے آقاؤں کے ایجنڈوں کو عملی شکل میں پورا کرکے دکھادیں۔

...... کیبل آپریٹر کی بد معاشی

کیبل آپریٹر جو بد معاشیاں کر رہے ہیں انہیں غیر جمہوری لوگوں کی جو جمہوریت کے نام نہاد کھلاڑیوں کا ایک ٹولہ ہے کی مکمل آشیر واد حاصل ہے۔ یہ وہ سیاسی کھلاڑی ہیں جنہیں جمہوریت راس نہیں آتی ہے۔ اس میں جمہوریت کے کھلاڑیوں کے علاوہ جمہوریت سے خائف عناصر کی بھی بھرپور حمایت حاصل ہے۔ یہ لوگ اس ملک میں ا قتدار پر شب خون مروانے کی تگ و دو میں لگے پڑے ہیں۔ جس میں ان کا سب سے بڑا نشانہ جمہوریت کے بے باکایزز اور چینلز ہیں۔ جن چینلز کے گلے میں ایک مخصوص پٹہ پڑا ہے۔ وہ بے باک لوگوں کو راستے سے ہٹانے اور اپنا جعلی سکہ جمانے کی دوڑ میں ایک دوسرے سے بازی لیجانے کی کوششوں میں سر گرداں ہیں۔ ان کا ساتھ دینے والوں میں وہ لوگ شامل ہیں جنہیں جمہوریت ہمیشہ ہی سے ایک آنکھ نہیں بھاتی ہے۔ بد قسمتی اس ملک کی یہ رہی ہے کہ اس ملک کو ہمیشہ جمہوریت کے نام پر بھی لوٹا گیا۔ مارشل لاز کا تو کہنا ہی کیا ہے کہ طاقت کے تمام سوتے انہی کی لونڈی باندی رہے ہیں۔ آج ہر سرکاری اور غیر سرکاری چھوٹا بڑا ادارا اس ملک میں ایک مافیہ کا کردار ادا کر رہا ہے۔ اور ان سب کے سوتے ایک ہی منبے سے خارج ہوتے ہیں۔ مذہب، سیاست، تجات، معیشت، صحافت، تعلیم غرض یہ کہ ہر شعبہ جہاں انہیں موقع ملتا ہے یہ اپنا ہاتھ دکھانے میں دیر نہیں کرتے ہیں۔

کیبل آپریٹرز کو حکومت اور میڈیا نے اس قدر سر چڑھا لیا ہے کہ یہ بد معاش عوام سے کیبل کی فیس وصول کر لینے کے باجود ان کے پسند دیدہ چینلز بند کر دیتے ہیں یا ایسے مقام پر لیجاتے ہیں جہاں سے ان کو عام ناظر کے لئے انتہائی مشکل امر ہے۔ کیا کوئی حکومت، کوئی عدالت ان کی من مانیوں کو روکنے کی جراء ت نہیں رکھتی ہے؟ کیا عوام اپنے گاڑھے خون پسینے کی کمائی سے پس انداز کرکے ان کی علاقوں کے لحاظ سے 350 سے 500 روپے ماہانہ فیس کی مد میں اس لئے ادا کرتے ہیں کہ یہ جب چاہیں کسی بھی معمولی معاملے کی آڑ لیکر ہمارے پسند دیدہ چینلز بند کر دیں؟؟؟ حکومت کو اس ضمن میں فوری طور پر کاروائی کرنی چاہئے۔ عوام کے گاڑھے پسینے پر پلنے والے یہ کیبل آپریٹر آج ملک میں مافیہ کا روپ دھار چکے ہیں۔ جنہیں کوئی لگام دینا شائد نہیں چاہتا ہے۔ حکومت کو قانوں سازی کے ذریعے کیبل آپریٹر مافیہ کو پابند کرنا چاہئے کہ جس نمبر پر جو چینل سیٹ کیا جائے وہ اُس کی ریٹنگ کے لحاظ سے سیٹ ہونا چاہئے۔ جب ایک مرتبہ کسی چینل کو کوئی نمبر منصفانہ طریقے پر دیدیا جائے تو بغیر حکومتی مرضی کے اور ناگذیر وجوہات کے اس کا فکس نمبر ہر گز تبدیل نہ کیا جائے۔ نمبروں کی فکسنگ بھی حکومتی ذمہ داری ہونی چاہئے جو بلا تعصب کے تمام چینلز کو ان کی ریٹنگ کے لحاظ سے الاٹ کئے جائیں اور پھر کسی کو انہیں چھیڑنے کی اجازت نہ دی جائے اور اگر کوئی کیبل آپریٹر اس میں من مانی کرتا

چاہیے تو اُس کا کیبل لائسنس منسوخ کر دیا جائے اور بھاری جرمانے لگائے جائیں۔ عوام کو اس مافیہ کے من مانے فیصلوں سے محفوظ رکھنا حکومت کا اولین فرض ہے۔اس فرض سے اغماض برتنا حکومت کی نااہلی میں شمار کیا جائے گا۔

حکومت کو ٹی وی پر چلنے والے پروگراموں کے لئے قانون کی شکل میں کوئی ضابطہ اخلاق مرتب کرنا ہوگا۔اس کیلئے کچھ پیرامیٹر بنانے ہونگے۔ قانون کی لگائی گئی لکیر کو پھلانگنے والوں پر بھی بھاری جرمانے رکھے جائیں اس سلسلے میں سختی کے ساتھ چیک اینڈ بیلنس کا نظام بھی مرتب کرنا ہوگا۔ ورنہ صحافت کے نام پر بعض بدقماش اینکرز جس کی چاہیں گے پگڑیاں اچھالتے رہیں گے۔حکومت کو چاہئے کہ تمام اداروں کو اس بات کا سختی سے پابند کرے کہ وہ اپنی کارکردگی کے بارے میں سخت بات سننے سے نہ گھبرائیں۔بلکہ اپنے خلاف لگائے جانیوالے الزامات کا جواب عوم کی عدالت میں میڈیا پر آ کر دیں۔ان سخت سوالات پر میڈیا چینلز کو ہدف نہ بنائیں۔

آج ہر شخص اپنے مخالفین پر ذاتی طور پر اسٹریٹ جسٹس اپنے معمولی سے گروپ کے ذریعے تھوپنا چاہتا ہے۔وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان نے اس معاملے میں بالکل صحیح کہا ہے کہ ملک میں اسٹریٹ جسٹس کا رواج نہیں ہو سکتا، کیبل آپریٹر کو کسی چینل کے بند کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے!!!انہوں نے جو رویہ

اپنا رکھا ہے وہ غلط ہے۔ وہ قانون کے مطابق کام کریں۔ کسی کو یہ اختیار نہیں کہ خود ہی وکیل بن جائے اور منصف کیبل آپریٹرز قانون ہاتھ میں لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کیبل آپریٹرز کو اپنا کام کرنا چاہئے اور دوسروں کو اُن کا کام کرنے دینا چاہئے.... ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ .وزیراعظم نے میڈیا کے معاملات کا جائزہ لینے اور نظام وضع کرنے کے لئے کمیٹی بنادی ہے۔ جو فعال طریقے سے پیمرا کے قوانین پر عمل کرائے گی۔ اور جو ادارہ پیمرا کے قوانین کی خلاف ورزی کرے گا اسکے خلاف سخت کاروائی عمل میں لائی جائے گی اور سب سے اہم بات یہ کہی کہ ''پیمرا کی جانب سے آزادیِ صحافت کو نقصان پہنچانے والا کوئی قدم نہیں اٹھایا جانا چاہئے''مزید یہ بھی کہا کہ کیونکہ اسے ایسا کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔ شخصیات کی اس مہم میں جارحانہ انداز میں شمولیت اور جیو کے ایسے پروگراموں پر اعتراضات جیسے کم وبیش تمام چینلز پر بھی دکھائے جاتے رہے ہیں۔ اس سے اس شبے کو تقویت ملتی ہے کہ یہ مہم سراسر بدنیتی پر مبنی ہے۔ سڑکوں پر میڈیا کا کھیل کسی ادارے کے مفاد میں نہیں۔ حومت کے واضح نقطہ نظر کے آجانے کے بعد بعض ایکٹرز نے مارشل لائی (جیو کی بندش کا) اعلان کرکے پورے پاکستان کو ورطہِ حیرت میں ڈالدیا ہے۔

ایکٹ ڈالرز کی پیداوار، سیاسی لیڈر کی جانب سے لگائے جانے والے الزامات پر جیو وجنگ کی انتظامیہ خود عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کرچکی ہے۔ اس کے بعد

سڑکوں پر ہنگامہ آرائی اور کیبل آپریٹرز کی جانب سے جیو کی بندش کا کوئی جواز نہیں۔اس مہم کو جاری رکھنے والے دراصل یہ ثابت کر رہے ہیں کہ وہ ان قوتوں کی آلہِ کار ہیں جو ملک میں آزادیِ صحافت اور آزادیِ اظہارِ رائے کو ختم کرنے کے خواہشمند ہیں۔انصار عباسی اس ضمن میں لکھتے ہیں کہ جیوٹی وی کے معاملے پر حکومت اور ملٹری اسٹابلشمنٹ منقسم ہیں حکومت یہ نہیں چاہتی ہے کہ جیو کی نشریات بند ہو جائیں جبکہ ملٹری اسٹابلشمنٹ چاہتی ہے کہ ہر حال میں جیوچینل بند ہو جائے (اور قوم نے طاقت کا مظاہرہ دیکھ بھی لیا ہے) ہم سمجھتے ہیں کہ یہ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ ملک کا اتنا بڑاادارہ ایک معمولی اسٹیک ہولڈر سے خوامخواہ کی ٹسل میں اپنا وقار داؤپر لگا رہا ہے ۔اس کے پاس اور بھی جائز راستے ہیں کسی معاملے کو سلجھانے کے !تاہم افسوس ناک امر یہ ہے کہ پاکستان کے عوام کاایک نہایت ہی پسند دیدہ میڈیپر قدغن لگا کر بند کرا دیا گیا ہے۔اس فعلِ قبیح میں وہ تمام چھوٹے چھوٹے گروپ بھی شامل ہیں جن کی اس معاشرے میں کوئی بڑی آواز نہیں ہیں اور نہ ہی کوئی سیاسی یا سماجی حیثیت ہے!!! کیا عوام کا پیسہ حرام کا ہے کہ کیبل کی فیس ادا کرنے کے باوجود بھی وہ اپنے پسند دیدہ چینل دیکھنے سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔ہاتھی اور بکرے کی لڑائی میں عوام کو ایندھن بنا کر استعمال کرنے کی کوششیں کی جا رہی

ہیں۔حکومت آئی ایس آئی اور جیو کے درمیان مسئلہ حل کرانا چاہتی ہے جس میں پاک فوج اور آئی ایس آئی کا وقار بھی بھی بحال رہے اور چینل بھی بند نہ ہو۔تاہم ذرائع کا کہنا ہے کہ آئی ایس آئی چاہتی ہے کہ اگر چینل بند نہیں ہوتا تو کم از کم اس کی نشریات ہی معطل کردی جائیں۔در حقیقت حکومت اس لئے چینل کی بندش نہیں چاہتی ہے کیونکہ آنیوالی حکومتوں کے لئے یہ بات ایک مثال بن جائے گی کہ وہ کسی بھی شکایت پر کوئی بھی چینل بند کردے۔جیو کی بندش کے بعد کے حالات سے سب واقف ہونے کے باوجود اپنے اپنے ایجنڈے کے تحت اپنی اپنی ضدوں پر اڑے ہوئے ہیں جو ملک میں جمہوریت کے راستے کی رکاوٹوں کا سبب بنادیا چاہتی ہیں۔

پیمرا کے چند ناعاقبت اندیش لوگوں کے اس کھیل کا بڑا کردار بنے ہوئے ہیں یہ بھی سب کے علم میں ہے کہ ان سب اور ان جیسے دیگر افراد کی ڈوریاں کہاں سے جنبش پذیر ہیں ؟پیمرا کے تین نا قابت اندیشوں نے زمینی خدائی حکم جاری کرتے ہوئے جیو کی بندش اور اس کے دفاتر پر غیر قانونی طور پر تالے ڈالنے کا حکم شاہی جاری کرتے ہوئے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ ان سے زیادہ طاقتور اس ملک میں اس وقت کوئی نہیں ہے۔کیونکہ انہیں طاقتور لوگوں کی حمایت حاصل ہے۔جبکہ پیمرا نے ان تین ارکان کے فیصلے کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ پیمرا کا اجلاس صرف چیئر مین یا پیمرا کے نصف ارکان طلب کر سکتے ہیں۔5

پرائیویٹ ممبرز کے اجلاس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے۔اس معاملے میں وزارت قانون کی رائے کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔یہ فیصلہ 9 مئی کے پیمرا اتھارٹی کے فیصلے کی خلاف ورزی ہے۔جس میں جیو کے خلاف درخواست کو وزارت قانون کو بھجوادیا گیا تھا اور وزارت قانون کے فیصلے کی آمد سے قبل اس فیصلے کی کوئی اہمیت نہیں ہے.....

بھان متی کا کنبہ اکٹھا ہوا چاہتا ہے

ہم تو بچپن سے یہ مثال سنتے چلے آ رہے ہیں "کہاں کی اینٹ کہاں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا" نواز شریف حکومت میں بظاہر تو کوئی ایسی .برائی ہے نہیں جس پر بھان متی بھرپور تلملاہٹ کا شکار ہو۔ مگر پھر بھی بھان متی پریشانی کا شکار تو ضرور ہے۔ کیونکہ اس کے اصل کبنے کا چوہدری ذرا مشکلات کا شکار ہے۔اُس کو بچانا اس لئے ضروری ہے کہ اُسی نے تو انہیں اتنا منہ زور بنایا ہے، کہ جس تھالی یں کھاؤ اُس میں سراخ ضرور کرکے واپس آؤ کہ تمہارے سوائے کوئی اور کھا ہی نہ سکے۔ یہ ملک جن لوگوں کے آبا واجداد نے اپنا سب کچھ تج کے قربانیاں دے کر بنایا انہیں کبھی پنپنے نہ دو اُن سے سب سے پہلے تعلیم چھینو اور اُن کے ہاتھوں میں ہتھیار تھما دو۔ہاں ان میں ایسے غلام پیدا کرادو جو تمہاری ماریں کھاکے بھی تمہاری ہی صدائیں بلند کرتے رہیں، انہیں نعروں کی حد تک اپنوں کی فکر ہو، ہوسکے تو ان کے تن پر سے کپڑے بھی چھین کر بھان متی کی خدمت گذاری میں لگے رہیں تو تم اقتدار پر بھی ہمیشہ قابض رہوگے۔گذشتہ تین عشروں سے زیادہ وقت گزر چکا ہے یہ کھیل دن رات کھیلا جا رہا ہے۔ اور بھان متی اس سے مکمل انجوئے کر رہی ہے۔ بھان متی کے آقاؤں نے اس کو ایک یہ کام بھی سونپ دیا ہے کہ اس ملک کو ترقی کی ٹریک پر کبھی نہ چڑھنے دینا ورنہ تمہارا ناں نفقہ ہر

دو جانب سے بند کر دیا جائے گا اور تمہارا کچا چٹھا سب کے سامنے لانے میں ہمیں کوئی دیر نہیں لگتی ہے۔

بھان متی اب آہستہ آہستہ نئے گیم کے مہرے اکٹھا کرنے میں دن رات مصروف ہے۔اس کے پیٹینٹ مہروں کے علاوہ بھی بساط بچھانے اور اس پر شہسواری کے لئے پیادوں کے ساتھ بادشاہ اور وزیروں کو بھی واکٹھا تو کرنا ہے نا!!! اس مقصد کے حصول کے لئے سب سے پہلے راستے کی رکاوٹوں کو ہٹانا بھی توبڑی ذمہ داری ہے،اور پھر اس ملک کا منہ زور میڈیا تو ہر بات کی پول کھولنے پر آمادہ رہتا ہے۔اس لئے سب سے پہلے ایسے منہ زور پر ہاتھ ڈالا جائے جس کے متعلق لوگوں کا گمان ہے کہ اس کو قابو کرنا نہایت مشکل ہے۔اگر اس کو قابو کر لیا گیا تو باقی مفادات پرست میڈیا،اور کے کرتا دھرتا منہ زور سے خائف ،بزدل تو خود بخود ہماری ہاں میں ہاں ملاتے رہیں گے۔یہی ہوا کہ جن لوگوں کو جیو کی کھری کھری باتیں تکلیف میں مبتلا رکھتی تھیں انہوں نے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے غدارِ وطن اور مذہب کو آڑ بنا کرایک منہ زور لشکر جس کو آئین شکن مشرف بھی اپنے دور اقتدار میں تڑیاں لگوچکا تھا اور کئی اور بھی طاقت کے نشے میں یہ سب کچھ کر چکے ہیں،کو بھرپور ڈوز دینے کے لئے اور اس کو اپنے راستے کا پتھر سمجھنے والو نے اس کے قتل کا منصوبہ تو بنایا مگر ان سب سے بڑی قوت نے ان کے اس ڈرٹی گیم کو ناکام بنا کر بتا دیا کہ مارنے والے

سے بچانے والے کی طاقت لازوال ہے۔ جس کے لئے اقبال نے کہا تھا کہ
کافر ہے تو تلوار پہ کرتا ہے بھروسہ مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی" بے تیغ"
سپاہی کو مارنے والے ایمان کی قوت سے معمور نہیں دکھائی دیتے ہیں۔اس ملک کو
پاکستان اور پاکستانیوں کے ایسے ہی نوکروں نے باپ کی جاگیر سمجھ کر کھلونا بنایا ہوا
ہے۔یہ لوگ ہر جمہوری حکومت کے در پہ آزار رہتے ہیں۔

یہ ملک قادیانیوں اور ان کے ہمنواؤں کے لئے نہیں بنایا گیا تھا جنھوں نے قیام پاکستان
کے وقت لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو تحریری طور پر لکھ کر دیا تھا کہ پنجاب کے وہ مسلم اکثریتی
علاقے (جہاں قادیانی بستے ہیں، یہ ابھی یہ غیر مسلم ڈیکلیئر نہیں کئے گئے تھے) ان علاقوں
میں بسنے والے لوگ پاکستان کے بجائے ہندوستان کی میں شامل رہنا چاہتے ہیں۔اس
الحاق پر قائدِ اعظم نے بھی تاسف کا اظہار کیا تھا اور سر سرائیل ریڈ کلف کے فیصلے پر تنقید
بھی کی تھی۔لگتا یہ ہے کہ ہمارے تمام اداروں میں یہ لوگ مسلمانوں کا لبادہ اوڑھے
سرائت کئے ہوے ہیں جو اقلیت کی شکل میں سامنے آنے سے کتراتے ہیں ان کا کھیل
پاکستان کے خلاف 1947 سے اب تک مسلسل جاری ہے۔پرویز مشرف بھی اسی قبیلے
سے تعلق رکھتا تھا۔جو اسرائیل کا زبردست حامی تھا اور اس جیسے کئی مصنوئی چہروں کی
شناخت رکھنے کے باوجود، ان یہود و نصارا کے ایجنٹوں پر کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا

ہے۔ کیونکہ طاقت کے ایوانوں میں ان کی لابیاں سب سے زیادہ مضبوط ہیں اور یہ ہی لابیاں کبھی مرد مومن کی شکل میں کبھی مشرف اور کبھی کی شکل میں اس ملک کے جمہوری دور کو پنپنے نہیں دیتی رہی ہیں۔ آج بھی جمہوریت کو سب سے زیادہ انہی سے خطرہ لاحق ہے۔ ان کے ہمنوا وزیر اعظم کو اپنا زر خرید سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وزیر اعظم کے احکامات تو کیا یہ لوگ عدالتوں فیصلوں کے آگے دیوار بنے ہوے ہیں۔

بھان متی کا ایک شہسوار جو باشاہ بننے کے خوابوں میں گذشتہ دو عشروں سے غلطان ہے۔ جو برطانیہ کے ایک یہودی کھرب پتی کا داماد ہے اور اس کے سرمائے سے نا صرف پاکستان میں نام نہاد فلاحی کام کئے جا رہے ہیں بلکہ تعلیمی ادارے بھی بنائے جا رہے ہیں۔ ان کے ذریعے یہودیت کا ایک خاص ایجنڈا پاکستان پر تھوپنے کے انتظامات مکمل کر لئے گئے ہیں۔ ایک چھوتا سا واقعہ شوکت خانم کی خدمت گذاری کا بتاتا چلوں میری ایک رشتہ دار جس کو کینسر تھا کراچی میں انکی شوکت خانم لیب میں کینسر کے ٹیسٹ کے سلسلے میں گئی (یہ کہتے ہیں کہ ہم انسانی خدمت کیلئے کام کر رہے ہیں) خیال یہ تھا کہ آغا خان لیب کے مقابلے میں یہ کم پیسوں میں ٹیسٹ کر دیں گے ،جب لیب والوں نے کینسر کے ٹیسٹ کی بھاری فیس مانگی تو اتفاق سے ان کے پاس ٹیسٹ کی بھاری فیس کی ڈیمانڈ کے مطابق دو ہزار روپے کم تھے ،انہوں نے لیب والوں کی منتیں کیں کہ وہ جو پیسے

کم ہیں گھر سے لا کر بعد میں ادا کر دیں گے۔ کیونکہ ٹیسٹ کی رپورٹ تو کئی دنوں کے بعد دی جاتی ہے۔اگر تمھیں پیسے نہ دیئے جائیں تو رپورٹ روک لو۔ مگر اس ظالمان خان کے کارندوں نے اُس لبِ مرگ مریض کا ٹیسٹ کرکے نہیں دیا۔یہ ہے ظالمان خان کا اصل چہرہ جس کیلیئے یہ ہماری زکواتوں پر نظر رکھتا ہے۔اور پھر اپنے آپ کو اس ملک کی راج گدی کا حقدار بھی اپنے آپ کو قادیانیوں اور یہودیوں کے سہارے سمجھتا ہے۔یہ اپنے آپ کو برطانیہ و امریکہ کا مخالف ظاہر کرکے ہمارے جذبات سے کھیل رہے ہیں۔یہ بات بھی ہر ذی شعور جانتا ہے کہ اس ۶ جنٹی میں کون کتنا آگے ہے۔ موصوف جنرل مشرف کے ہر غیر قانونی حربے میں یہ اس کا دست بازو تھے۔جب وزارتِ عظمی سے دھتکارے گئے تو چہرے کا نقاب بدل کر اسلامی قوتوں کے حامی بن گئے ۔نیٹو سپلائی کے خلاف پہلے خوب شور مچایا ورآج نیٹو سپلائی ان کے اقتدار کے ایوانوں سے پشاور شہر سے ہو کر گذر رہی ہے۔ان کی بیک چینل ڈپلومیسی کچھ اور ہے اور عوام کے سامنے ان کے چہرے کا ماسک کچھ اور ہوتا ہے۔پھر جب یہ نقاب بھی میلا ہوگیا تو نکلے تھے حکومت کے خلاف ایجی ٹیشن کرنے اور جیو موصوف کی زد میں آگیا۔حکومت کو بھول کر جیو پر الزام تراشیاں شروع کر دی گئیں،اور یہ الزام دھر دیا کہ اس نے انہیں طالبان خان بنا کر پیش کیا تھا۔آپ اپنی لایعنی حرکتوں کی وجہ سے طالباں خان بنے ۔آج اس بات سے انکاری ہیں کیوں ؟؟؟

بھان متی کے کنبے کی طرف سے خود ساختہ طالباں خان کو یہ یقینا دہانی کرا دی گئی ہے کہ نواز شریف کو بہت جلد رخصتی کی صورت میں نا صرف جلد دوبارہ انتخابات کرائے جائیں گے بلکہ مسندِ وزارتِ عظمیٰ کی ان کی دیرینہ خوہش بھی پوری کر دی جائے گی کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک) یہی وجہ ہے کہ آج ایک نیا اتحاد بھان) متی بنوانے میں مصروف ہے جس میں ایسی مذہبی اور سیاسی جماعتیں بھی شامل ہیں جو مسلسل دور یتیمی سے گذرتی رہی ہیں۔ جن کو جمہوری عوام کبھی بھی لفٹ نہیں کراتے ہیں۔ان کے علاوہ اس اتحاد کا حصہ ایک بڑا بھونپو جو سیاسی یتیمی میں بھی مثالی ہے چوہدری برادرانمارشل لاء کی گود میں بیٹھنے والے جن کا کردار پوری قوم پر واضح ہو چکا ہے، کینیڈا کے شیخ اسلام اور مسٹر عمران خان بننے جا رہے ہیں۔ان سب کے پیٹ میں موجودہ جمہوری حکومت کا درد ہے۔یہ تمام گروہ کبھی ریلیاں نکال رہے ہیں تو کبھی دھرنے دے رہے ہیں ۔ مقصد ان کا ملک میں انتشار پیدا کرکے ٹرپل اے کو متحرک کر کے ملک میں مارشل لاء لگوانا ہے۔کینیڈا کے شیخ الاسلام بھی پاکستان میں بقول ان کے نواز شریف کی غیر جمہوری اور غیر آئینی حکومت کے خاتمے کیلئے دن رات بے چینی میں گذار رہے ہیں۔ وہ جولائی کی بجائے اب جون ہیں ہی پاکستان میں دھما چوکڑی ڈالنے کے لئے آیا چاہتے ہیں۔ یہ پورا بھان متی کا کنبہ ملک کو بدامنی اور انتشار میں مبتلا کر کے یہاں بینڈ باجوں کی آوازین سنوانے کا متمنی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ بینڈ باجوں کی آوازیں سن سن کر اس قوم کے کان پک

چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب کسی بینڈ والے کو یہ قوم آسانی سے شب خون نہیں
مارنے دے گی۔

ذاتی لڑائیاں اور کراچی ایئر پورٹ حملہ

یہ بڑی بد قسمتی کی بات ہے کہ ذاتی لڑائیاں لڑنے والوں اور ان کے حمائتیوں کو وطنِ عزیز کی کوئی فکر ہی نہیں ہے۔ یہاں تو عجب تماشہ یہ ہے کہ قوم کے خادم قوم کو شائد اپنا ذاتی غلام سمجھنے لگے ہیں۔ کسی فردِ واحد کی لڑائی کو ادارے کی لڑائی بنا کونسا ایجنڈا تکمیل کو پہنچایا جارہاہے یہ بات فہم سے باہر ہے؟ فی الوقت ملک کے نظام کے ساتھ لوگ کھلواڑ کر رہے ہیں۔ لوگ دفاعِ وطن کی بجائے شخصی وفاداریاں نبھانے میں شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار بننے کی کوششوں میں لگے ہوے ہیں۔ زمینی خداؤں کو کل کائنات کے مالک کی پکڑ کی کوئی پرواہ ہے نہیں۔ جس کی وجہ سے ان کی ذہنی کیفیت کچھ بہتر سُجھائی نہیں دے رہی ہے۔ آج ہمارے بعض اداروں کی کارکردگی زیرو دکھائی دیتی ہے،اس کیفیت کے بے شمار ثبوت سامنے لائے جا سکتے ہیں۔ مگر کسی پر بھی اُنگلی اٹھانے کی جراء ت ہم میں مفقود کر دی گئی ہے۔ جو لوگ دشمن سے مقابلے کے لئے سینہ سپر ہیں انہیں قوم عزت سے نوازتی ہے۔ ہندوستان سے ہماری ہمیشہ سے ہر میدان میں پنجہ آزمائی چلی آرہی ہے۔ وہ ہمیں کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دے گا۔ مزا تو تب ہے جب ہمارے ادارے اپنے دشمن کے خلاف اپنا ہنر ثابت کر دکھائیں، گھر کے معصوموں پر دست درازی کے بجائے دشمن پر کاری ضرب لگائیں۔ قوم اور جمہوری حکومتوں کو گذشتہ چھ سات

سالوں سے جن عذابوں میں مبتلا کیا ہوا ہے، ان پر بند باندھنے کی کوئی سبیل نہیں کی جا رہی ہے۔ ہمارا سارا زور شخصی اور ذاتی لڑائیوں پر لگا ہوا ہے۔ جن پر ملک و قوم کا اربوں روپیہ پانی کی طرح بہہ رہا ہے وہ نتائج کی فیصد میں خاصے پیچھے دکھائی دیتے ہیں۔ دشمن خود تو نہیں مگر ہمارے بگڑے ہوئے لوگوں کے ذریعے ہم پر کاری ضربیں لگا رہا ہے۔ اور ہمارے ادارے جیسے ٹرنکولائزر کا زیادہ استعمال کر بیٹھے ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ قومی اثاثوں پر ہونے والے تمام حملوں کی خبر گیری ہمارے دفاعی اداروں کی ذمہ داریاں بنتی ہیں۔ مگر بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ چاہے شارع فیصل کی مہران ایئر بیس پر چار حملہ آوروں کا 22 مئی 2011 کا حملہ ہو جس میں ہمارے قیمتی ترین اربوں ڈالر کے، اورین طیاروں کو چشم زدن میں تباہ کرنے کا معاملہ ہو، جس میں ہمارے 12 سو اہلکاروں نے حصہ تو لیا مگر اُن چار دہشت گردوں میں سے جنھوں نے ہمارے قیمتی ترین طیارے تباہ کیئے ایک کو بھی زندہ نہ پکڑ سکے۔ یہ ہی کچھ پیشاور کے باچا خان ایئرپورٹ پر 15 دسمبر 2012 کو ہوا اور اتوار 8 جون 2014 کا کراچی کا حال تو پوچھیئے ہی نہیں ان تمام کاروائیوں میں روسی اور ہندوستانی اسلحہ و گولہ بارود کا استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ یہ اسلحہ کی سپلائی ان دہشت گردوں کو افغانستان کی سر زمین پر سے کی جا رہی ہے۔ جہاں ہندوستانی ایجنسیوں کا گمبھیر اثر و رسوخ

دیکھا جا سکتا ہے۔ ہندوستان کے 24 سفارتی مراکز اسی کام کے لئے تو بنائے گئے ہیں۔
ہم سمجھتے ہیں کہ ایئر پورٹ کی سیکورٹی اے ایس ایف کے پاس ہونے کے باوجود ہمارے دفاعی اداروں کا بھی اس پر کچھ نہ کچھ تو کنٹرول ضرور ہوگا.... گذشتہ واقعات کو دیکھتے ہوے کہا جا سکتا ہے کہ ہمارے فوجی اور سول ایئر پورٹس ہمارے دشمنوں کے لئے سب سے آسان اہداف ہیں۔ جن پر حملے روکنا ہمارے اداروں کے بس میں ہیں ہی نہیں۔اس کی صاف وجہ یہ ہے کہ ہمارے اداروں کے بعض سربراہاں اپنی ذاتی لڑائیوں میں مصروف ہیں۔وہ ملک اور قوم کے لئے وہ ذمہ داریاں ادا نہیں کر رہے ہیں جن کے لئے قوم نے انہیں اس قدر عزت دی ہے۔ہمیں یہ سمجھ نہیں آرہا ہے کہ ان کے پاس پاکستان کے ایجنڈے کے علاوہ بھی کیا کوئی اور ایجنڈا ہے؟؟؟ پاکستان کے معمولی معمولی اسٹیک ہولڈرز سے ان کی اٹکٹ لڑائیاں جاری ہیں۔ان کو سمجھانے اور روکنے والے بھی شائد انہیں نظر انداز کر رہے ہیں۔
یہ بات کھل کر سامنے آئی ہے کہ کراچی ایئر پورٹ پر حملہ مہران بیس اور باچاخان ایئر پورٹ پر حملوں سے صد فی صد مماثل ہے۔ یہ بات بھی سامنے آرہی ہے کہ کراچی ایئر پورٹ پر دہشت گرد حملہ باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت کیا

گیا ہے۔یہ حملہ تین جانب سے کیا گیا تھا۔دہشت گردوں نے حملے کے لئے جو وقت مقرر کیا گیا، اس وقت اے ایس ایف اہلکاروں کی ڈیوٹی تبدیل کی جاتی ہے۔جس کی وجہ سے اہلکار ذہنی طور پر گھر جانے کی تیاریوں میں ہوتے ہیں۔دہشت گردوں نے ایئر پورٹ میں داخلے کا آسان راستہ تلاش کیا اور معمولی مزاحمت کے بعد وہ انجنئرنگ گیٹ نمبر 4 سے ایئر پورٹ کے اندر 11 بجکر 15 منٹ پر داخل ہونے میں کامیاب ہوگئے۔یہ تمام دہشت گرد کہا جاتا ہے کہ اے ایس ایف کی وردیوں میں ملبوس تھے۔ایئر پورٹ سکورٹی فورس نے دہشت گردوں پر قابو پانے کے لئے فوج اور رینجرز کمانڈوز دستوں کو بھی طلب کر لیا تھا سیکورٹی فورسز نے ایئر پورٹ کو گھیرے میں لیکر داخلی و خارجی راستوں کو سیل کر دیا تھااور پارکنگ ایریا سے تمام گاڑیوں کو باہر کر دیا گیا تھا۔جب ایئر پورٹ کے اندر سیکورٹی اداروں سے ان کی مڈ بھیڑ ہوئی تو یہ لوگ تمام فورسز سے سات گھنٹوں تک مقابلہ کرتے رہے۔جس کے نتیجے میں اے ایس ایف سول ایوی ایشن اور پی آئی اے کے کئی اہلکار شہید کر دیئے گئے۔مگر خوش قسمتی سے سات گھنٹوں کی کاروائی میں دس کے دس حملہ آور دہشت گرد بھی ہلاک کر دیئے گئے۔ان کے علاوہ 27 سے زیادہ بے گناہ افراد کی ہلاکتوں کی اطلاع ہے۔جن میں سے 8 بے گناہ افراد ہمارے اداروں کی غفلت و لاپرواہی کے نتیجے میں کولڈ اسٹوریج میں پھنس کر ہلاک ہوے جن کو بچایا جاسکتا تھا۔مگر خوف کے مارے اداروں نے ان کو بھی بچانے کی جان بوجھ کر کوشش نہیں کی اوردم گھٹنے سے ان کی ہلاکتیں ہوئیں ۔جن کو دوسرے دن نکالا

گیا۔ یہ ہے ہمارے اداروں کی افسوس ناک بے حسی کی کاروائیاں ہیں "کن ہاتھوں پر ان کا لہو تلاش کریں؟؟؟" اس دوران فوجی بکتر بند گاڑیوں نے ایئر پورٹ کا محاصرہ کر لیا تھا تاکہ دہشت گرد فرار نہ ہو سکیں۔ کراچی ایئر پورٹ پر دہشت گرد حملے کے بعد فوجی دستوں، اے ایس ایف، رینجرز اور پولس کے دستوں نے دہشت گردوں کے خلاف کاروائیاں شروع کیں۔ وزیر داخلہ کا اس ضمن میں کہنا ہے کہ اس کاروائی میں دو سے تین طیاروں کو نقصان پہنچاہے۔اور ایک کار گو کنٹینر جل گیا ہے۔ حکومت نے ایئر پورٹ واقعے کی تحقیقات کا حکم دیدیا ہے۔

یہ اطلاعات ہیں کہ دہشت گرد اپنے ساتھ خون بند کرنے ولے انجیکشن بھی لائے تھے جو انڈین برانڈ ہندوستانی ساختہ تھے اور ان کے پاس تمام کا تمام اسلحہ بھی ہندوستانی ساختہ تھا۔ ہندوستان جی بھر کر ہمارے ملک میں کاروائیاں کر رہا ہے مگر سمجھ نہیں آتا کہ کونسے لوگ ہیں جو ہمارے اداروں کے گریبان پر بلا جھجک ہاتھ ڈال رہے ہیں۔ انٹیلی جینس ایجنسیوں کو اپنے بنیادی کام پر توجہ مرکوز رکھنا ہوگی۔ انصار عباسی بھی لکھتے ہیں کہ ایجنسیوں سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ مہربانی فرما کر پاکستان کی خاطر اپنے امور پر توجہ دیں.... ہم کتنی بار ناکامیوں، کوتاہیوں اور مجرمانہ غفلت کی باتیں کریں گے؟کب تک ہم اپنے فوجیوں ، پولس اہلکاروں رینجرز عہدیداروں یا دیگر قانون نافذ کرنے ولی ایجنسیوں اور عام شہریوں کا نقصان کرتے ہوئے دہشت گردی کا

مقابلہ کریں گے؟دہشت گرد جہاں مرضی چاہے آکے حملہ کر جائیں، ان مسلسل حملوں کے باوجود ہم نے کوئی سبق نہیں سیکھا!!! دہشت گردی کا یہ کھیل وطنِ عزیز میں بلا روک ٹوک کے جاری ہے۔ ہمارے اداروں کی کارکردگی صفر دکھائی دیتی ہے۔ کراچی ایئرپورٹ پر حالیہ حملوں نے انٹیلی جینس ایجنسیوں کے کردار اور صلاحیتوں پر نہایت سنجیدہ سوالات پیدا کر دیئے ہیں۔حالیہ برسوں میں جنگجوؤں نے حساس دفاعی تنصیبات پر سفاکانہ حملے کئے اور بعض شخصیات تک کو ہلاک کر دیا مگر اس کے باوجود اب تک قومی سلامتی کا کوئی منصوبہ سامنے نہیں آیا ہے۔ دفاعِ وطن کا تقاضہ ہے کہ ہم ذاتی لڑائیوں سے نکل کر ملک اور قوم کی لڑائی میں یک جان ہو کر اپنے ازلی دشمنوں کا مقابلہ کریں۔اس ملک کو ایسا حصار فراہم کریں کہ ہمارے ازلی دشمن ماضی کی طرح ہمارے اداروں سے خائف رہنے لگیں۔

کیا مسلم لیگ ن کی حکومت کے خلاف گھیرا تنگ کیا جارہا ہے؟

مبصرین کا کہنا ہے کہ مسلم لیگ ن کے خلاف اُلٹی گنتی شروع کرا دی گئی ہے۔اس سلسلے کے تمام کرداروں کو بہت پہلے متحرک کر دیا گیا ہے۔اس کھیل کے چار مین ایکٹروں کے علاوہ اور بہت سے کردار اپنا اپنا حصہ ڈال رہے ہیں ۔ان کرداروں میں اہم اور بڑا کردار عمران خان ہیں دوسرے نمبر کا کردار شیخ الکینیڈا طاہر القادری ہیں تیسرا کردار پٹی ہوئی ق لیگ کے دو بھائی ہیں اور چوتھا کردار ایک سیاسی یتیم لال حویلی کے واحد کفیل شیخ رشید ہیں ۔اس کا پانچواں کردار بھی ہے۔ وہ خود مسلم لیگ کے بعض نا عاقبت اندیش وزراء ہیں، جن کی نااہلیت سے اسے اور بھی کئی نئے نقصانات.برداشت کرنا ہوں گے۔ہم یہ پیشنگوئی کرتے ہیں کہ محترم نواز شریف کو سکون کے ساتھ پاکستان میں حکومت نہیں کرنے دی جائے گی۔ وجہ وہ ہی لوگ ہیں جو انہیں ڈکٹیشن پر چلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔.بڑی عجیب بات یہ ہے کہ مسٹر عمران خان کو ایک سال بعد اچانک کیسے دھاندھلی کے قصے تڑپانے لگ گئے ہیں؟ جب کہ ان کا کہنا تو یہ تھا کہ 2013 کے الیکشن میں دھاندھلی تو ہوئی ہے مگر ہم سوائے چار حلقوں کے انتخابی نتائج کو قبول کرتے ہیں....شائد ان کو ایک سال بعد اس بات کا یقین دلا دیا گیا ہے کہ اگر یہ لوگ اپنی سازشوں سے نواز شریف کی ن لیگ کی حکومت کو کمزور کرنے میں کامیاب ہو گئے تو اگلا وزیر اعظم

مسٹر عمران خان ہوں گے۔ دوسری جانب طاہر القادری کو بھی یہ ہی راگ دیا گیا ہے کہ اگر ان کی تحریک زیادہ کامیابی دکھاتی ہے تو ان کا دیرینہ دشمن نواز شریف قتدار سے ہٹا دیا جائے گا اور ان کا راج گدی پر بیٹھنے کا خواب وہ پورا کر کے انہیں امیر المومنین کا تاج پہنا دیں گے اور چوہدریوں کو بھی یہ ہی بتا دیا گیا ہے کہ ان کے دیرینہ سیاسی دشمن نواز شریف اور ن لیگ جن کو وہ میدانِ سیاست میں تو پچھاڑنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں مگر ان کی سازشوں کے تانے بانوں کے ذریعے یہ کام بہت آسان بنایا جا سکتا ہے۔ تاکہ ان کو اور شیخ رشید بھی تسلی مل سکے۔

عمران خان سے کوئی اگر یہ پوچھ بیٹھے کہ کل تک امریکی ڈرون حملوں کا مخالف عمران خان آج امریکی ڈرون حملے پر کیوں خاموش ہے تو ان کے پاس اس سوال کا جوب دینے کی سکت نہیں ہے۔ نیٹو سپلائی کو روکنے کے بہانے انہوں نے پورا پاکستان سر پر اٹھایا ہو تھا۔ مگر آج ان کے دار لحکومت پشاور سے روزانہ درجنوں نیٹو کنٹینرز گذر رہے ہیں مجال ہے کوئی ان کا حواری یا یہ خود اس سپلائی کی رکاوٹ کی بات کر جائیں۔ یہ امریکہ مخالفت کے بڑے چیمپیئن تھے۔ مگر آج نکل گئی سب ہیکڑی؟؟؟ اور اب وہ مشترکہ اشاروں پر کام پر لگ چکے ہیں۔

مغرب کا ایجنڈا لیکر اور بوٹ پالش کے ذریعے قادری اور آپ مسٹر عمران اس ملک

میں کیا کھیل کھیلنا چاہتے ہیں؟ یہ تو ساری قوم جانتی ہے کہ آپ چاروں کا درد تو مشترک ہے۔ وہ ہے نواز شریف اور ان کی جماعت ن لیگ!!!بڑی عجیب بات یہ ہے کہ کینیڈا کے شیخ اور اور عمران خان دونوں ہی اپنے اپنے مفادات کے دنوں میں نواز شریف کو اپنا محسن مانتے اور کہتے تھے۔ عمران خان تو دھاندھلیوں کی وجہ سے اسمبلیوں سے استعفیٰ دینا چاہتے تھے مگر ایسا کرنے کے لئے بڑے دل گردے کی ضرورت ہے اور شاہد ابھی دھیرج رکھنے کو ان سے کہا گیا ہے۔ مگر شطرنج کے کھلاڑیوں نے انہیں ایسا کرنے سے فی الحال روک دیا ہے۔ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ انہیں خود ساختہ 35 نشتروں کا بھی رنج جینے نہیں دیتا ہے۔ان چاروں کی لڑائی بھی تو چو مکھی ہے۔ کبھی سابقہ چیف جسٹس انصاف کی فراہمی کی وجہ سے ان لوگوں کو کانٹے کے طرح کھٹک رہے ہوتے ہیں شیخ الکینیڈا تو کبھی فوج کی دہائی دیتے ہیں تو کبھی اس سے بھی ٹکرانے کی بات کرتے ہیں۔ مگر نظریں ان کی بھی اسی جانب جمی ہوئی ہیں۔

ہمارے سیاسی بازیگر اس ملک میں سیاسی عدم استحکام لانے کے لئے بے قرار دکھائی دیتے ہیں۔ ان کا اور ان کے پُشت ناہوں کا بس نہیں چل رہا ہے ورنہ اس ملک میں کب کا ڈنڈا راج نافذ کر دیا جاتا۔ عام طور پر مبصرین کا خیال ہے کہ اقتدار کی ہوس میں یہ چار کا ٹولہ اس قدر بے چین ہے کہ بس نہیں چلتا کہ نواز شرف کو اقتدار سے اپنے پشت بانوں کے ذریعے ابھی دھکیل کر اس پر قابض

ہو جائیں۔ان کے صبر کا پیانہ لبریز ہو چکا ہے۔انہیں 2018 تک کا انتظار گوارا نہیں ہے۔عمران خان اس بات پر بھی معترض ہیں کہ 2013 کے انتخابات کی رات ساڑھے گیارہ بجے میڈیا کے تبصروں پر اپنی جیت کا اعلان کیوں کیا ؟ن لیگ کی یہ بھی تو ایک بڑی دھاندھلی ہے!!! حالانکہ سارا میڈیا اپنے تبصروں میں ن لیگ کی جیت کا برملا اظہار کر رہا تھا۔عمران خان کے اٹھائے گئے تمام سوالوں کے جوابات ن لیگ کے ایک وزیر نے واضح طور دیدیئے ہیں ۔مگر ان کی تشفی تو ان کی ڈوریاں ہلانے والے بھی شائد نہ کر پائیں۔کیونکہ چاروں کردار سڑکوں پر احتجاج کے ذریعے حکومت گرانے پر مصر ہیں۔یہ تمام لوگ انتشار اور عدم استحکام کی سیاست کر رہے ہیں ،تاکہ جمہوریت کی کشتی ڈولے اور یہ اس پر سوار کرا دیئے جائیں۔ان کا یہ تصور بھی بڑے واضح طور پر سامنے آچکا ہے کہ ''نہ تو کھیلیں گے اور نہ کھیلنے دیں گے''

مبصرین کہتے ہیں کہ الٹی گنتی نواز حکومت کے خلاف اس دن سے شروع ہو چکی ہے جب حکومت نے 14جون کو پرویز مشرف کا نام ای سی ایل سے نکالنے سے کے سندھ ہائی کورٹ کے فیصلے کو چیلنج کیا تھا۔اس شو ڈاؤن میں قریباً ڈیڑھ ماہ لگے گا۔اس کے بعد سے ن لیگ کے ستارے گردش میں نظر آنے لگے ہیں۔15جون کو آئی ایس پی آر نے جمہوری سربراہ سے پہلے ہی طالبان کے خلاف ضربِ عضب کا اعلان کرکے یہ بات واضح کردی کہ پاکستان میں جمہوریت سے بڑی بھی کوئی قوت موجود

ہے۔ جسکا اعلان بعد میں بحالتِ مجبوری وزیر اعظم نے اسمبلی کے فلور پر کیا۔ 17 جون کا واقعہ بھی ن لیگ کی الٹی گنتی کا ایک باب ہی سمجھا جانا چاہیۓ۔اور چند دنوں کے بعد طاہر القاری کا غیر ملکی طیارہ کئی گھنٹوں قبضہ میں رکھنے کا وقعہ رونما ہوا۔اس کے بعد 27 جون کو عمران خان نے الٹی میٹم دیدیا کہ وہ بہت جلد نواز لیگ کی حکومت گرنے کی مہم کا آغاز میلین مارچ کی صورت میں کیا چاہتے ہیں۔ مبصرین یہ بھی کہتے ہیں کہ ن لیگ کے لئے بہت سارے چلنجیز ہیں ۔ جن کو ہم ذیل میں ہیں دیکھنے کی کوشش کریں گے۔

چیلنج نمبر (1) سول وملٹری تعلقات کے گرد گھومتا ہے۔ جس میں مشرف کا معاملہ پاک و ہند تعلقات اور طالبان کے خلاف آپریشن شامل ہیں (2) اسی طرح میڈیا کے معاملے میں بھی جی ایچ کیو اور ن لیگ سرد جنگ کی حالت میں ہیں۔ جس کی حقیقت یہ ہے کہ جی ایچ کیو میڈیا اور سیاست دانوں دونوں سے قومی منظر نامہ اپنے ہاتھوں میں لے لیا ہے۔ (3) جی ایچ کیو پہلے ہی ریاست کے خدو خال کی از سر نو تشکیل کی عملداری نئی حد بندیوں میں مشغول ہے ،اور میڈیا اور سیاست دانوں پر سرخ لکیر کھینچ رہا ہے۔ (4) سیول ملٹری امور کو جی ایچ کیو کے حق میں کرنے کے لئے ان کے پاس کئی اور طریقے کار موجود ہیں۔ تما حالات اس بات کی غمازی کر رہے ہیں کہ مسلم لیگ کی حکومت کے خلاف گھیرا تیزی سے تنگ کیا جارہا ہے۔

اگلا چیلنج نواز شریف حکومت کے لئے وہ سیاسی ایکٹرز ہیں جن کا ہم گذشتہ سطور میں بھی ذکر کر چکے ہیں۔ان ایکٹروں کی جانب سے ممکنہ سیول نافرمانی کی تحریک چلواکر ملک میں دنگا فساد کا بازار گرم کرکے حکومت کو گھر بھیجنے کا باقاعدہ جواز تیار کرایا جائے گا۔اس ضمن میں عمران خان سیول نافرمانی کے روح رواں ہونگے اس کے لئے وہ پہلا کام اسلام آباد کی جانب میلین مارچ کی شکل میں شروع کرنے کا عزم وہ پہلے اپنی تقریروں میں ظاہر کر چکے ہیں۔ مبصرین کے خیال میں ان کا اگلا ہدف اسمبلیوں سے استعفے دینے کا ہوگا اور بعد میں خیبر پختون خواہ کی حکومت توڑنے کا عمل کیا جائے گا ۔جس سے وہ ملک میں سیاسی بدامنی کو لانا چاہیں گے ۔ اگلا مرحلہ طاہرالقادری کی لاشوں پر سیاست چمکانے کا ہوگا۔ مبصرین کہتے ہیں کہ جی ایچ کیو اگست تک دو چیزیں کرے گا فوجی افسروں کی قیادت میں شہری علاقوں میں جوئنٹ آپریشن سینٹرز قائم کرے گا اور ریلوے اسٹیشنوں اور سرکاری عمارتوں ااور دیگر حساس تنصیبات اور اداروں کی حفاظت کے نام پر فوج کے کنٹرول میں دیدیا جائے گا۔ایسی کیفیت میں ن لیگ کے پاس حکمرانی کا جواز خود بخود ختم ہو جائے گا اور پھر نئے انتخابات کا غلغلہ اٹھے گا اور نئے اسٹیک ہولڈرز کو کام کا موقعہ دینے کا کھیل چلے گا۔اس وقت ن لیگ کو جن چیلنجوں کا سامنا ہے ان سے نکلنے کے لئے بڑے تدبر اور حوصلے سے کام لنا ہوگا ورنہ یہ سیاسی کھلاڑی سب کچھ تلپٹ کر

کے ماضی کی تنخواہوں پر ہی کام کرنے لگ جائیں گے اور سیاسی بساط کو پلٹ کر ایک نیا سیاسی کلچر پروان چڑھایا جائے گا۔

ن لیگ کو اپنا دورانیہ مکمل کرنا ہے تو مشرف کو چھوڑنا ہوگا

پیپلز پارٹی کے شریک چیئر مین اور سابق صدر آصف زرداری اور ان کے سابق وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی بھی ایسا لگتا ہے ان ہی قوتوں کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں جو اس ملک میں ڈنڈے کے نظام کو لانے کی جدوجہد میں ایڑی چوٹی کا زور لگائے ہوے ہیں۔زرداری کا یہ حیران کن بیان سن کر ہر جمہوریت پسند کو حیرت تو ضرور ہوئی ہوگی۔کہ ''عوام نے نواز شریف کو وزیر اعظم منتخب کیا ہے وہ شہنشاہ نہ بنیں ۔نواز شریف چار حلقوں میں دوبارہ گنتی سے خوفزدہ کیوں ہیں؟ہم نے صرف جمہوریت کی بقا کے لئے انتخابی نتائج کو تسلیم کیا تھا'' زرداری کے اس بیان سے عمران خان تو پھولے نہیں سما رہے ہیں۔جس کی وجہ سے عمران خان مزید پھیل رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ چار حلقوں کا کھیل ختم اب پورے الیکشن کا آڈٹ کرایا جائے گا؟؟؟ گویا حکومت جائے اور ان کے اور ان کے حمائتیوں کے لئے راستے چھوڑے دوسری جانب پیپلز پارٹی کے سابق وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کہتے ہیں پرویز مشرف کو ایک معاہدے کے تحت اقتدار سے ہٹایا گیا تھاہمارا پرویز مشرف سے یہ معاہدہ ہوا تھا کہ اگر انہیں سیف پیسج دیدیا گیا تو وہ اقتدار سے استعفےٰ دیدیں گے اور یہ سب کچھ اسٹابلشمنٹ کی مرضی اور مشورے سے ہوا۔جس میں ن لیگ کی آشیر واد بھی انہیں حاصل تھی؟؟؟جس کی وجہ سے مشرف کو باہر جانے دیا گیا تھا۔مزید خبر یہ ہے کہ

پرویز مشرف کو 2008 میں معافی اور محفوظ راستہ دینے کے معاہدے میں امریکہ اور جنرل پرویز کیانی نے اہم کردار ادا کیا تھا۔ جس کے مطابق صدر آصف علی زرداری نے پرویز مشرف کو معافی دینے کا ٹھوس وعدہ کیا تھا جس کا انکشاف امریکہ کو بھیجے گئے دو مراسلوں کے 7 دسمبر 2010 کو افشا ہونے سے ہوا تھا۔

یہ مشرف کے حامی جنرلوں کا خوف نہیں ہے تو اور کیا ہے کہ وفاقی وزیر ریلوے خواجہ سعد رفیق نے عندیہ دیا ہے کہ وہ آرٹیکل 6 کے تحت مشرف کو لمبی سزا دلوانے کے حق میں نہیں ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ مشرف پر اگر آرٹیکل چھ کا اطلاق ہو بھی گیا تو فیصلہ پھر پارلیمنٹ میں جائے گا۔ہم پرویز مشرف کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتے۔ہم نہیں چاہتے ہیں کہ پرویز مشرف پاکستان میں لمبی قید کاٹیں!!!انھوں نے مزید کہا کہ ہم نے پرویز مشرف سے انتقام لینا ہوتا تو 12 اکتوبر 1999 اور کارگل کے مقدمے بناتے اور اپنا انتقام لے لیتے۔دوسری جانب وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ محفوظ راستہ دینے کیلئے ہونے والی ڈیل سے ن لیگ کا کوئی تعلق نہیں۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ حکومت اُس وقت تک دھرنوں جلسوں جلوسوں سے نہیں جاتی ہے جبتک کہ ان کے پیچھے کوئی بہت بڑی سازش نہ ہو۔ سعد رفیق کا یہ بھی کہنا تھا کہ عمران خان کی یہ عادت ہے کہ وہ وقت کے ساتھ ساتھ اپنے موقف اور اہداف بھی بدلتے رہتے ہیں کبھی ان کا حدف الطاف حسین تھے پھر چوہدری برادران اور اس کے بعد ان کے آج کے بغل بچہ شیخ رشید ہوا کرتے تھے۔اس کے کچھ عرصہ بعد سابق چیف جسٹس اور الیکشن کمیشن ان

کے فائر کی رینج میں آ گئے اور اب ن لیگ کی حکومت پر ان کی توپوں کا رخ کئی ماہ سے ہے۔ عدلیہ اور الیکشن کمیشن کے علاوہ باقی لوگ آج ان کے سب سے بڑے حمائتی ہیں۔ عمران خان کے بارے میں جمعت علماءِ اسلام کے کے سربراہ اور حکومتی حلیف مولانا فضل الرحمٰن کا کہنا ہے کہ عمران خان یہودیوں کے ایجنٹ ہیں اور میں مسلمانوں کا نمائندہ ہوں۔انقلاب اور تبدیلی لانے والوں کی سیاست مسخرہ پن ہے۔انہوں نے حکومت کو حوصلہ دلاتے ہوے کہا کہ حکومت لانگ مارچ سے کیوں گھبرا رہی ہے۔ کوئی آسمان نہیں ٹوٹ پڑے گا۔ مگر ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت چاہتی ہے کہ عمران خان لانگ مارچ 14 اگست کو نہ کریں۔ کسی اور تاریخ کو کرلیں کیونکہ 14 اگست قومی یکجہتی کا دن ہے اور اسے کسی ہنگامے کی نظر نہ کیا جائے۔یہ بھی حقیقت ہے کہ اس وقت حکومت عمران خان سے خائف تو نہیں ہے مگر ان کو جھوٹی شہرت حاصل کرنے میں بھی تو انہیں خجالت اٹھونے کی خواہش مند تو ضروری ہے۔حکومت کا یہ بھی عزم ہے کہ اس احتجاج کے دوران کسی قسم کا خون خرابہ نہیں ہونا چاہیے ہے ورنہ عمران خان مظلومیت کا ڈھنڈھورا پیٹتے رہیں گے اور حکومت مسائل در مسائل کا شکار ہوتی چلی جائے گی اور پھر بھاری بوٹوں کو دھمکنے کا موقعہ آسانی سے ہاتھ آجائے گا۔شائد لانگ مارچ سے پہلے حکومت عمران خان کو سمجھانے کی کوشش تو ضرور کرے گی مگر خان کا دماغ ہے مانا مانا نہ

مانا!!!۔

اس گمبھیر صورتِ حال میں سابق صدر آصف زرداری کی دھمکی نواز حکومت کو یہ پیغام تو ضرور دے رہی ہے کہ ہم ہر موقعے پر حکومت کا ساتھ نہیں دے سکتے ہیں۔ حکومت اپنی کارکردگی سے بھاری بوٹوں کے راستے پر خود بند باندھے ۔ورنہ ہم بھی دوسری صف کی جانب دیکھنے پر مجبور ہوں گے۔شائد پیپلز پارٹی بھی یہ تو نہیں چاہتی ہے کہ ان دھرنوں اور تشدد کے ذریعے ملک میں ملٹری راج قائم ہو۔کیونکہ ملک اس وقت معاشی طور پر کسی بھی تبدیلی کو برداشت کرنے کا متحمل نہیں ہو سکتا ہے۔

آج حکومتی وزراء کے بیانات یہ بات واضح کر رہے ہیں کہ اگر نواز شریف اپنی حکومت کی خیریت چاہتے ہیں اور اپنے پانچ سال مکمل کرنے کے خواہشمند ہیں تو انہیں مشرف کو سیف پیسج دینا ہوگا! ورنہ ان کے خلاف گیم کا آغاز کرنے میں مشرف کے حواریوں کو کوئی دیر نہیں لگے گی۔جس کے لئے چار کا ٹولہ کافی عرصہ سے بے چین بھی دکھائی دے رہاہے۔ق لیگ، عمران خان، کینیڈا کے شیخ اور پنڈی کا شیخ رشید اپنی ٹانگہ پارٹی کے ساتھ بالکل تیار کھڑے ہیں۔اگر ان کی اگست میں تحریک شروع کرا دی گئی تو موجودہ جمہوری حکومت اور جمہوریت کے لئے خطرے کے الارم تو بجنا شروع ہو جائیں گے اور پھر ملک کی کشتی ان کے اشاروں

پر شائد ڈولنے بھی لگے گی۔جس کا بہانہ ٹرپل اے.بریگیڈ کو بہر حال چاہئے ہے۔

ہمارا خیال ہے کہ درج بالا تمام لوگ تبدیلی کی تو بات کر رہے ہیں مگر تبدیل لانے کا کوئی فارمولہ ان لوگوں کے ذہنوں میں ہے اور نہ انہوں نے ابتک پیش کیا ہے۔وہ صرف یہ بتا دیں کہ روزگار کی دگر گوں حالت کو کس طرح تبدیل کریں گے؟مہنگائی کس طرح ختم کریں گے؟ معیشت کو کس طرح بحال کریں گے؟ فوری طور پر عوام کو بجلی کونسے راستوں سے فراہم کریں گے وغیرہ وغیرہ؟اگر جعلی انقلاب لانے کی کوشش کی گئی تو ایسی صورتِ حال میں نا صرف ڈالر کی قیمت بڑھے گی بلکہ اشیاء خورد و نوش کی قیمتیں بھی آسمان کو چھونے لگیں گی۔کہ یہ عالم آج بھی موجود ہے مگر ان کی غیر قانونی تبدیلی سے کیا ہم مزید غیر مستحکم نہ ہوں گے؟ غیر آئینی تبدیلی ہمیشہ ملک کی معیشت کے لئے نقصانات کا باعث بنتی ہے۔

دوسری جانب احسن اقبال ن لیگ کے رہنما یہ بات کہہ چکے ہیں کہ موجودہ حکومت مسائل کا شکار پرویز مشرف کے مسئلے کی وجہ سے ہے۔اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں ہے کہ یوصف رضا گیلانی کا موقف بھی فوجی قیادے کے اشاروں پر ہی سامنے آیا ہے کیونکہ وہ اس وقت خاصی مشکلات کا شکار ہیں۔ موجودہ حکومتی قیادت کو یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ طاقت کے سر چشمے آج بھی اقتدار کو گھور

رہے ہیں۔ذرا سی غلطی مسلم لیگ ن کے گلے کا پھندا بن سکتی ہے۔ماضی میں تو ان کے بچ نکلنے کے امکانات قدرت نے پیدا کر دیئے تھے مگر اب یہ عمل ان کے لئے پیچیدہ رہے گا۔کیونکہ انہوں نے ڈنڈا بر داروں کے سردار سے ٹکر لی ہوئی ہے۔لہٰذا اب بچ نکلنے کے چانسسز بہت معدوم ہیں۔نواز حکومت کو اس وقت بہت سنبھل سنبھل کر چلنے کی ضرورت ہے۔اس وقت لیڈو کی بساط پر سانپ کا منہ ان کے بالکل قریب دکھائی دے رہا ہے۔جس کا مطلب یہ ہے کہ یا تو اپنی چال چھوڑو یا پھر سانپ کے ذریعے ڈسے جاؤ....

اسرائیل کا ناسُور فلسطین میں پھیلانیوالی قوتیں اور مسلمان

عجب ظرفہ تماشہ ہے کہ نصرانیت ازل سے ہی یہودیت کی دشمن رہی ہے۔یہ ازلی دشمن کیونکر ایک دوسرے کے جگری دوست بن گئے ہیں اور مسلمان جن سے ان کی کبھی کوئی بڑی دشمنی نہیں رہی وہ ان کے اول درجے کے دشمن بن چکے ہیں کیا انہیں گذشتہ صدی کا عیسائیوں کی جانب سے کیا جانے والا ہٹلر کا یہودیت کے خلاف سفاکانہ ہولوکاسٹ بھی فراموش ہوگیا ہے؟جو آج یہ مسلمان بچوں جوانوں اور خواتین کے خون کے پیاسے بن چکے ہیں۔وجہ ساری دنیا جانتی ہے کہ اُن عیسائیوں نے ہی ان یہودیوں کو مسلمانون کے خون کا پیاسہ اپنی ہوس ملک گیری کے ذریعے بنا کر چالاکی سے اپنی جان چھڑا کر ان کے مال و متاع سے اپنی اپنی معیشتوں کی آبیاری کرنا شروع کر دی ہے۔فلسطین جہاں مسلمانوں کا قبلہ اول ہے سے انہیں مسلمانوں نے بے دخل نہیں کیا تھا۔بلکہ یہ دوہزار سال سے بھی پہلے اس سرزمین سے نکال دیئے گئے تھے اور دربدر دنیا کے مختلف ممالک میں مارے مارے پھرتے رہے تھے۔عیسائیت کو نا صرف مسلمانوں سے بلکہ یہودیوں سے بھی ہمیشہ سے خدا واسطے کا بیر رہا ہے۔یہ خود تو انتہائی بزدل ہیں۔جو مسلمانوں کے جذبہ جہاد سے ہمیشہ سے خائف چلے آتے ہیں۔انہوں نے کبھی بھی مسلمانوں کا سامنے آکر مقابلہ نہیں کیا بلکہ ساری عیسائت کو ہمیشہ اکٹھا کر

کے بزدلانہ لڑائیاں لڑی ہیں یا پھر ہمیشہ سازشوں کے ذریعے انہوں نے مسلمانوں کو نیچا دکھانے کی کوشش کی ہے۔ ان کی بہادری تو آج کے وار ان ٹیرر میں بھی دیکھی جا سکتی ہے کہ القائدہ کی چھوٹی سی قوت سے جنگ کرنے کے لئے پوری عیسایت جدید ترین ہتھیاروں اور کیل کانٹے سے لیس ہو 42 ملکون نے مل کر حملہ کیا مگر اوسامہ بن لادن کو نہ پکڑ سکے اور نہ ہی ان نہتے مجاہدین کو شکست دے سکے۔ اب اسرائیل کی تاریخ کی طرف آتے ہیں۔

قبلِ مسیح میں یہودیوں کی ریاست پر بابلیوں نے قبضہ کرکے ان کے ابتدائی معبد 586 ہیکلِ سلیمانی کو تباہ کر دیا تھا اور یہودیوں کو ارضِ مقدس بے خانما کر دیا تھا۔ جس کے بعد یہ ڈھائی ہزار سال تک ساری دنیا میں بغیر مادرِ وطن کے یہودی مارے مارے پھرتے رہے۔ جو یہودی (جودہ) فلسطین کی سرزمین پر بچ رہے تھے انہیں یہاں پر پہلی صدی عیسوی میں بڑے انقلاب کا سامنا کرنا پڑا جب دوسری صدی میں بار کو کحبہ کا انقلاب عظیم رونما ہوا تو رومیوں نے یہودیوں کو یہودیہ (فلسطین کے اسرائیلی خطے سے) ہمیشہ کیلئے نکال باہر کیا۔ اس علاقے کو بعد کے ادوار میں شام فلسطین کے نام سے پکارا جانے لگا جہاں سے یہودی جلا وطنی میں چلے گئے تھے۔ دو ہزار سال سے زیادہ عرصہ تک یہودیوں کا کوئی اپنا مادرِ وطن نہ تھا۔

صہیوں یروشلم میں واقع ایک پہاڑ کا نام ہے یہی خطہ یہودیوں کا سرائیل (جودہ) تھا۔اسی حوالے سے یہودیوں کو صہیونی بھی کہا جاتا ہے۔اُنیسویں صدی کے آغاز میں صہیونی تحریک کا آغاز ہوا۔اس تحریک کے بانی سیکولر یہودی تھے۔جس کا مقصد یہودیوں کے لئے ایک مادرِ وطن کا حصول تھا۔اس دور میں مادرِ وطن یا ارضِ مقدس عقیدہ با قاعدہ یہودیوں میں پیدا کیا گیا اور کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو ارضِ مقدس دینے کا وعدہ یہودی اور یونانی بائبل میں بھی کیا یا ہے۔یہ اس کے لئے قرآن کو بھی حوالے کے طور پر کوٹ کرنے سے گریز نہیں کرتے ہیں....1897 میں صہیونیت کی پہلی کانفرنس سوئٹزر لینڈ کے شہر بیسل میں منعقد کی گئی۔جہاں خدا کی وعید اسرائیل کے قیام پر غور و خوض کیا گیا۔1917 میں عالمی سہیونی ایسوسی ایشن نے یہ طریقہ کار اپنایا کہ یہودیوں کے لئے ایک ملک کا قیام نہایت ضروری ہے۔اس تحریک کے بعد بہت ہی معمولی پیمانے پر آہستہ آہستہ یہودیوں نے ساری دنیا سے فلسطین میں ہجرت کرنا شروع کردی۔اس سے قبل 1901 میں اسرائیل کے قیام کے سلسلے میں ایک یہودی قومی فنڈ کا قیام بھی عمل میں لایا گیا تھا۔اس کے بعد انہوں نے 1903 میں اینگلو فلسطین بینک قائم کیا جو یہودیوں کی معیشت کو مضبوط کرنے کی ایک اہم کوشش تھی۔یہ بینک یہودیوں کو کاشتکاری اور کاروبار کے لئے آسان شرائط پر قرضے فراہم کرتا تھا۔اس کے بعد روسی یہودیوں نے اسرائیل کے قیام کے لئے لابنگ شروع کردی۔ 1903 میں برطانیہ نے یوگانڈا میں اسرائیلیوں کے وطن کے قیام کا.

عندیہ دیا جس کو یہودی کانگرس نے مسترد کر دیا۔
میں جنگ عظیم اول کے دوران ہٹلر نے یہودیوں کی نسل کشی کی تو امریکی اور 1914
برطانوی یہودیوں نے اسکے خلاف زبردست پروپیگنڈا مہم کا آغاز کر دیا تھا جس کے نتیجے
میں برطانوی وزیرِ خارجہ بیلفور نے 1917 میں ایک خط کے ذریعے یہودیوں سے وعدہ
کیا کہ انہیں فلسطین میں یہودیوں کا وطن دیدیا جائے گا۔ اس اعلان کے کروانے میں
وزمین نے اہم کردار ادا کیا تھا (یہی وجہ تھی کہ 1948 میں اسرائیل کے قیام پر پر
وِزمین کو اسرائیل کا پہلا صدر بنایا دیا گیا تھا) اس کے بعد 1922 میں لیگ آف نیشن
نے ایک اعلامیہ جاری کیا اور برطانیہ کو فلسطین میں یہودی ریاست کے قیام کا اختیار
دیدیا۔ جو فلسطینی عربوں کے سینے میں میخ گاڑنے کی تیاری تھی۔ اس وقت فلسطین میں
یہودیوں کی کل تعداد 6 لاکھ 49 ہزار 48 تھی جو 1946 میں بڑھ کر 18 لاکھ 45
ہزار 559 ہو گئی۔ ان یہودیوں کی اکثریت غیر اسرائیلی تھی۔ اب ساری دنیا سے
یہودی تیزی کے ساتھ فلسطین میں آنا شروع ہو گئے تھے۔ 29 نومبر 1947 میں اقوام
متحدہ کی سلامتی کونسل نے فلسطین کے ناجائز بٹوارے کے لئے ایک خصوصی کمیٹی قائم کر
کے ہدایت جاری کی کہ مغربی فلسطین کو تقسیم کرکے یہودی اور عرب ریاستیں قائم کر
دی جائیں۔ جبکہ یروشلم اور اس کے ارد گرد و نواح کے علاقے اقوام متحدہ کے کنٹرول
میں رہیں گے۔ سامرجی کوششوں سے 14 مئی 1948 کو اسرائیل کا قیام عمل

میں لایا گیا۔ فلسطینی عربوں نے اقوام متحدہ کے اس منصوبے کو مسترد کردیا جس کے نتیجے میں فلسطین کے عربوں کو اسرائیل کے خلاف ہتھیار اُٹھانا پڑ گئے۔ اور 8 لاکھ فلسطینیوں کو مغرب کے طاقت کے بل بوتے پر جلا وطن کر دیا گیا۔اُس وقت سے آج تک اسرائیل مسلسل فلسطینیوں کی نسل کشی میں مصروف ہے اور عالمی سامراجی قوتیں اس کی پشتیبان ہیں ۔ یہ جب چاہتا ہے اپنے آقاؤں کی شہ اور مرضی سے فلسطین کے لوگوں کا قتلِ عام شروع کر دیتا ہے۔اس کی جارحیت کو کوئی نہیں روکتا ہے ۔

مسلم دنیا کے بھی بعض افراد اسرائیل کی حمایت میں کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ 1873 میں ایران کے بادشاہ نصیر الدین کجر نے یہودی رہنما سر موسس مونٹی فلور سے اپنے یورپ کے دورے کے دوران برطانیہ میں ملاقات کی، ایران کے بادشاہ نے اس وقت یہ تجویز پیش کی کہ یہودیوں کو (فلسطین میں) زمینیں خرید کر یہودی عوام کے لئے ایک ریاست قائم کرنے کا حق حاصل ہے....ڈاکٹر توفیق حمید ایک ایسا مسلمان تھا جس نے صہیونیت کی کھل کر تائید کی تھی یہ ایک سابقہ جنگجو تنظیم کا رکن تھا جو بعد میں اسلامی مفکر اور حالیہ رفارمر تھا۔اٹلی کے اسلامی تہذیب و سماج کے انسٹیٹوٹ کا سربراہ پروفیسر شیخ عبدالحادی پلازی اور ایک پاکستان نزاد امریکی صحافی ، محقق و مصنف تابش سید، ان تمام لوگوں نے صہیونیت کی کھل کر حمایت کی ہے۔دوسری جانب بعض غیر عرب مسلمان جن میں

کرُد اور بار بر شامل ہیں نے بھی صہیونیت کی حمایت میں اپنی آوازیں بلند کی ہیں۔اسد شکیری ایک مسلمان عالم جن کا تعلق عکرہ کے علاقے سے ہے۔اور جو پی ایل او کے بانی رہنما احمد شکیری کے والد نے عرب فلسطینیوں کی قومی اقدار کی تحریک کو مسترد کرتے ہوے صہیونی تحریک کی مخالفت کو مسترد کر دیا تھا۔برطانوی حکمرانی کے ابتدائی دور میں وہ صہیونی افسران سے مسلسل ملاقاتیں کرتے رہے اور ہر صہیونیت کی عرب تنظیم میں شامل رہے۔اور انہوں نے مفتیِ اعظم فلسطین محمد امین الحسینی کے یہودیوں پر حملے کے لئے اسلام کے استعمال کی کھلے عام مخالفت کی۔

بعض ہندوستانی مسلمانوں نے بھی یہودیوں کے خلاف اسلام کے نام کو استعمال کرنے کی مخالفت جاری رکھی ۔اگست 1907 میں کل ہند مساجد اور ان کے اماموں کی تنظیم نے جن کی قیادت مولانا جمیل الیاس کر رہے تھے نے ایک وفد کے شکل میں (فلسطین) کا دورہ کیا جہاں یہودیوں سے ملاقاتیں کرنے کے بعد ایک مشترکہ اعلامیہ جاری کیا جس میں کہا گیا تھا کہ " ہندوستان کے مسلمان (یہودیوں) کے لئے امن وآشتی کا پیغام لائے ہیں" ہم یہودیوں اور ہندوستانی مسلمانوں کے درمیں ان گفت وشنید کا آغاز کر رہے ہیں اور اس تصور کو مسترد کرتے ہیں کہ یہودیوں اور فلسطینیوں کے درمیان کوئی مذہبی تنازعہ ہے۔اس دورے کا انتظام امریکی یہودی کمیٹی نے کیا تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ ایک پر معنی بحث کا

آغاز اسرائیل کی صورتِ حال کے ضمن مسلمان دنیا میں کیا جائے۔اور ہندوستان اور اسرائیل کے مابین مضبوط تعلقات کی شروعات کی جائے۔

دوسری جانب اسرائیل کی مخالفت میں کیتھولک چرچ نے 1897 میں بیسل کانفرنس کے موقعے پر اسرائیل کے قیام کی شدید مخالفت کی تھی۔یہاں پر بائبل کے حولے سے فیصلہ دیا گیا تھا کہ ''یروشلم میں یہودی ریاست کی تباہی کے بعد تمام یہودیوں کو غلام سمجھا جائے گااور وہ دربدر رہیں گے، حتیٰ دنیا کا خاتمہ ہو جائے'' ''گذشتہ 1827 سال پہلے یہ پیشنگوئی نزارتھ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کی تھی جو پوری ہوئی''ماضی کے عیسائی عقیدے کے مطابق مقدس کلمات کے مطابق اقتدار اعلیٰ کے ساتھ یہودیوں کو لکھتا ہے کہ ''یہودیوں Regina sharf فلسطین میں داخلے کی ہر گز اجازت نہیں ہے۔ کو دربدر دیگر اقوام کے ساتھ رہنا ہوگا تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شہادت پوری ہو۔رومن کیتھولک کے نزدیک یہودیوں کے لئے یہ گنجائش امکان کی حد تک بھی نہیں کہ وہ واپس فلسطین میں داخل ہوں اور نہ ہی کوئی ایسا تصور ہے کہ یہودی قوم کا احیاء ہو''ورلڈ کونسل آف چرچز کے ارکان جن میں اسرائیل کے سابق جسٹس ایمینان روبنسٹین بھی شامل ہیں،نے واضح کیا ہے کہ ''وہ اسرائیل سے نفرت کرتے ہیں'' ۔ اس کی بڑی وجہ شائد اسرائیلیوں کی سفاکی ہے

آج کی مسلم دنیا کے 56 ممالک کی بزدلی اسرائیلی جارحیت کے ضمن میں دیدنی ہے۔اس نے چند دنوں میں ہی دوہزار فلسطینیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔اس جارحیت کے پیچھے پوری یورپی برادری کھڑی ہے اور مسلمان ممالک اور ان کے حکمران بزدلی کی اتھا گہرائیوں میں ڈوبے ہوے ہیں۔کہیں سے بھی کوئی مضبوط وطاقتور آواز اٹھائی نہیں جارہی ہے۔ان میں سے اکثر کو اپنی غاصب حکومتیں گرائے جانے کا خوف کھائے جارہا ہے۔

طاہر القادری اور سیاسی یتیموں کا ایجنڈا ایک ہے

طاہر القادری اپنے مغربی آقاؤں اور مقامی سرپرستوں کی آشیر وادلے کر نئے سرے سے پاکستان کو ترقی کے راستے سے ہٹا کر تباہی کے گڑھے میں جھونکنے کی اس سے پہلے بھی ناکام کوشش کر چکے ہیں اور ایک مرتبہ پھر اسی کوشش میں مصروف ہیں۔ مگر پاکستان کے غیور عوام انشاءاللہ، انشاءاللہ ثمہ انشاءاللہ ان کے مذموم مقاصد کی راہ میں مضبوط دیوار بن جائیں گے۔ ان کے انقلابی مارچ کی حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام لوگ پاکستان کی ایٹمی قوت اپنے آقاؤں کے سُپرد کرنے اور اس ملک کے امن واماں کو لیبیا، مصر، عراق اور شام کی طرح تہہ و بالا کرنے کا ایجنڈا رکھتے ہیں اس ڈرٹی گیم میں مغرب کے وفادار اور مسلمانوں کے دشمن قادیانی ٹولے کے سردار پرویز مشرف کو بچانے کا کھیل بھی شامل ہے۔ قادری ایسا شخص ہے جو لوگوں کو قتل کرواتا ہے اور مظلوم بن کر آہ وبکا میں لگ جاتا ہے۔

پاکستان کے 90 فی صد لوگوں کی رائے ہے کہ طاہر القادری نمک حرام ہیں، کہ جس خاندان نے ان کو موذن سے عالم کے روپ میں پیش کیا یہ اسی خاندان کی نمک حرامی میں سب سے آگے آ چکے ہیں۔ یہ کذاب کبھی حسینؓ کا روپ دھارتا ہے اور پاکستانی فورسز کو یزیدی لشکر کہتا ہے۔ تو کبھی نعوذ باللہ پیغمبرانہ اسٹائل

اپناتا ہے یہ ہی غلام احمد کذاب کے بعد اُس سے بڑے کذاب ہیں۔یہ ڈرامہ باز اس قوم کو اپنے لپٹے ہوئے خداؤں کی پوجا کا ایک ڈھونگ اس ملک میں رچانا چاہتا ہے۔یہاں سے ربِ کائنات کی ربوبیت کا خاتمہ چاہتا ہے اور یہودیت اور نصرانیت کا یہاں پر اپنے آقاؤں کے ننگ دھڑنگ نظام نافذ کرنیا چاہتے ہیں۔ایک سونامی زدہ نام نہاد سیاسی بازیگر جو اندرونِ خانہ مارشل کے لئے سرگرداں ہیں،کے ساتھ مل کر اس ملک میں اسلام کے علاوہ ہر سسٹم کو لانے کی کوشش کریں گے اور اس قوم کو بھیڑ بکریوں کی طرح قادیانی ٹولہ ھانکا ان ہی جعلی لوگوں کی قوت پر لگائے گا۔کیونکہ یہ ہی ان کے آقاؤں کا اصل ایجنڈا ہے۔یہودیت نصرانیت اور قادیانیت کے ان علمبرداروں سے ہر راسخ العقیدہ مسلمان ہوشیار ہوجائے کہ یہ اس ملک کی تخریب میں اپنے تمام حماتیوں کے ساتھ پوری قوت سے حملہ آور ہوا چاہتے ہیں۔یہ لوگ اس ملک کو کبھی بھی اسٹیبل نہیں ہونے دیں گے۔

طاہرالقادری جیسا شخص پاکستان کی حکومت کو نہیں مانتا ہے پارلیمنٹ کو نہیں مانتا ہے پاکستان کے آئین کا منحرف ہے۔اور غیر قانونی ہتھکنڈوں سے اقتدار پر قبضے کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا ہے۔ان کے وہ مغربی آقا ان کے کندھے تھپتھپا رہے ہیں جو اسلام کے نام سے ہمیشہ ہی خائف رہے ہیں۔عوام کی رائے ہے کہ یہ عیار شخص پاکستان اور اس کے عوام اور اس کے نظام کا دشمن

ہے۔یہ لبیا اور مصر، عراق وشام کی طرح یہاں پر انارکی پیدا کرکے اپنے اندرونی اور بیرونی آقاؤں کے ذریعے پاکستان کی منتخب حکومت کو استعفے دینے پر مجبور کرائے گا۔اس کے بعد اس ملک میں تخریبی کھیل جس کا وہ ایجنڈا جو ان کے حولے کیا گیا ہے اس کو نافذ اکرنے کی کوشش کریں گے۔یہی وجہ ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے پاکستان میں داخل ہوتے ہی ایک بیرونی جہاز کو یرغمال بنا کر ساری دنیا کو یہ ڈرامہ دکھا دیا اور بتا دیا کہ ہوشیار میں اپنا فرض جو آپ لوگوں نے مجھ پر عائد ہے کو پورا کرنے جا رہا ہوں۔

اگست 2014 تک وہ تمام اسٹیک ہولڈر جو ملک میں تخریبات کے بعد مارشل لاء 14 لگوانا چاہتے ایک ہی صف میں دیکھے جا سکیں گے۔کیونکہ ان سب کا مشترکہ ایجنڈا پاکستان کو ترقی سے روکنا اور اس ملک کو انتشار میں مبتلا رکھنا ہے اس ملک کی ایٹمی قوت کا خاتمہ ہے۔یہ لوگ ویسے تو جمہوریت، جمہوریت کے کیت گا رہے ہونگے مگر مقصد سب کا ایک ہوگا اور وہ ہے پاکستان میں انتشار کو برقرار رکھنا اور اس اس کی منتخب حکومت کو ہٹانا۔تاکہ پاکستان اپنے ترقیاتی اہداف حاصل نہ کرسکے۔اس کام کے لئے وہ تمام نام نہاد سیاسی گروہ اپنے اپنے حلقوں میں اس وقت سر جوڑے بیٹھے ہیں۔جس کے نتائج ساری قوم یوم آزادی پر دیکھ لے گی۔

اس سازش پر سابق ڈائریکٹر جنرل آئی ایس آئی لیفٹننٹ جنرل حمید گل کا کہنا ہے کہ دشمن ممالک اپنے ایجنٹوں کے ذریعے پاکستان کو جوہری اثاثاجات سے محروم کرنا" چاہتے ہیں جو ہندوستانی وزیر اعظم نریندر مودی، اسرائیلی وزیر اعظم اور ایک سُپر طاقت کو کھٹک رہے ہیں۔ پاکستان آرمی کی جوہری صلاحیت برقرار رکھنے میں . کور انٹریسٹ ہے۔ وہ اس پر کمپرومائز نہیں کرے گی۔ امریکہ 31 دسمبر 2014 تک افغانستان، سے جارہا ہے۔ وہ برداشت نہیں کر رہا کہ چین پاکستان کی معاشی ترقی میں کلیدی کردار ادا کرے..... امریکہ کو روس نے نکیل ڈال رکھی ہے۔ ان حالات میں امریکہ پاکستان کو De Neuclearize کرنے کے درپے ہے۔ آرمی ایسا ہرگز ہونے نہیں دے گی۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ اگر امریکہ پاکستان میں خانہ جنگی کرانے میں کامیاب ہوگیا تو وہ پاکستان کے معاملے کو اقوام متحدہ میں اٹھائے گا کہ پاکستان نہ تو اپنا داخلی انتشار کنٹرول کر سکتا ہے اس کیفیت میں حکومت پاکستان نیوکلئیر ہتھیار دہشت گردوں کے ہاتھ میں جانے سے کیسے روک سکتی ہے۔ للہذا پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں کو اقوام متحدہ کے کنٹرول میں لے لیا جائے جس کا کرتا دھرتا خود امریکہ ہے۔

طاہر القادری اپنے ایجنڈے کے تحت لوگوں کو سیاسی بغاوت پر قسمیں دے دے کر اکسا کر آمادہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے یومِ شہداء کے نام پر جو دوکان سجائی ہے اس میں امن وآشتی کے علاوہ ہر قسم کی اشیاء کا لٹ بازر لگا دیا گیا ہے۔ وہ

مذہبی ٹولے جو مذہبی تعصب کی وجہ سے اس ملک دشمن کی پیٹھ تھپک رہے ہیں اُنہیں چاہئے کہ اس تخریب وطن و تخریب قوم کے علمبردار کو سمجھائیں کہ اگر مستحکم پاکستان ہے تو تم سب کی دوکانیں چلتی رہیں گی اور تخریب زدہ پاکستان ہوگا تو ان مولویوں کی پگڑیاں بھی سنبھالے نہیں سنبھل پائیں گی جو اس کے حمائتی بن رہے ہیں یا بننے کے درپے ہیں۔ یہ یاد رکھیں کہ یہ تو اپنے اصل وطن چلا جائے گا۔ مگر پاکستانیوں کو خواریوں کا تحفہ دے جائے گا۔

شہباز شریف کے اس بیان نے ہمیں چونکا دیا ہے "کہ فوجی مہم جوئی ہوگی اور نہ نظام پٹڑی سے اترے گا" ؟؟؟ دوسر جانب ملک کے بادشاہ بننے کا خواب دیکھنے والے عمران خان نے تمام سیاسی بات چیت کے دروازے بند کرکے واضح کر دیا ہے کہ موہ جمہوریت کو نہیں چلنے دیں گے۔ کینیڈا کے قائد انقلاب نے لندن معاہدے کی بلی تھیلے سے نکال کر مارشل کے علمبردار چوہدریوں کی باچھیں یہ اعلان کرکے کھلا دیں کہ 14 اگست کو آزادی مارچ اور انقلاب مارچ ساتھ چلیں گے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی انقلاب لائے بغیر واپس جائے گا اس کو قتل (شہید) کر دیا جائے گا۔ کینیڈا کے شیخ الاسلام نے نہ جانے یہ کس حوالے سے کہہ دیا کہ " ن لیگ افوج پاکستان اور جمہوریت کے خلاف سازش کر رہی ہے ؟؟؟" کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں شیخ جی افوج پاکستان اور جمہوریت کے خلاف ماشل لاء کے حواریوں کے ساتھ مل کر سازشیں تو آپ مغرب کے یوروکے بل بوتے پر کر رہے ہیں

اس میں آپ کا آپ اور آپکا بھٹکایا ہوا ٹولہ جو آپ کے یوم شہداء پر بھنگڑے ڈال رہا تھا کر رہا ہے۔ شیخ جی آپ کا نام جھوٹوں کی فہرست میں گنی بُک آف ورلڈ ریکارڈ کے لئے ہم پیش کرتے ہیں۔ آپ سے بڑا جھوٹا کوئی ہے، تو قوم کے سامنے پیش کریں۔ کہ آپنے جب پہلا الیکشن لڑا تھا تو کہا تھا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی پیشنگوئی ہوئی ہے (اس کے علاوہ ساڑھے تین سو پیشنگوئیاں الگ ہیں) کہ ہم الیکشن سوئپ کریں گے مگر اُس الیکشن میں جو حشر آپ کے کا ہوا وہ ساری دنیا نے دیکھا ہم مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ رسوؐل اکرم ﷺ کی خوب میں دی گئی بشارت کبھی جھوٹ نہیں ہو سکتی ہے،اور آپ کا ایک ااور جھوٹ جو آپ نے اسی الیکشن کے دوران بولا تھا کہ " اگر ہم یہ انتخابات ہار گئے تو پھر کبھی انتخابات میں حصہ نہیں لیں گے "مگر اس کے باوجود آپ الیکشن کے میدان میں ڈھٹائی کے ساتھ اترتے رہے اور منہ کی کھاتے رہے۔ للہذا اب تو آپ کا نام جھوٹوں کی فہرست میں اول نمبر پر ڈالنے سے رکنے کی تو گنجائش ہے نہیں ہاں ایک بات آپ کے حق میں جاتی ہے کہ اس کے کرتا دھرتا تو آپ کے آقاؤں کے لوگ ہی ہیں۔ اب یہ بات ساری قوم پر آشکارا ہو چکی ہے کہ سونامی اور بد نامی اس ملک کو ڈی اسٹیبلائز کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگائے ہوے ہیں۔

دھرنوں کا راز، بلی خود تھیلے سے کود پڑی ہے

ایک مذہبی پنڈت اور کرکٹ (جھینگر) کا کھلاڑی جس کو میں تو نام نہاد سیاست دان ہی کہوں گا جو مارشل لاء کی پیداوار ہے اور سیاست کے ابجد سے بھی واقف نہیں ہے۔ اس شخص کی گفتگو سنو تو لگتا ہے کہ کسی دیہات کا اُجڈ بول رہا ہے اور جی بھر کر لوگوں کو گالیاں دے رہا ہے۔ جس کے پاس اخلاق ہے نہ کردار، کردار کا لفظ میں نے اس لئے استعمال کیا کہ موصوف کے کردار کے حوالے سے ارسلان چوہدری نے ساری قوم کو بتا دیا ہے اسے قبل ایم کیو ایم بھی اس پر موصوف سے وضاحت مانگ چکی ہے، کہ ویسٹ میں موصوف کیا کھیل کھیلتے رہے ہیں اگر یہ بات حقیقت ہے، جس کی موصوف نے تردید بھی نہیں کی ہے تو ایسا سیاہ چہرے والا ایسے ہی لوگوں کا تو رہنما بن سکتا ہے ۔مگر پاکستانی قوم ایسے لوگوں کو رہنما تو کیا کوئی گھٹیا سے گھٹیا مقام دینے کی بھی روادار نہ ہوگی۔ یہ بات ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں کہ اس شخص کا ایجنڈا پاکستان کو تباہ کرنا ہے اور اس کی ڈوریاں کہیں اور سے ہلائی جا رہی ہیں، جو نہ تو کسی سینئر سیاست دان کی بات سننے کو تیار ہے نہ حکومت کی رٹ اس کے آگے کوئی اہمیت رکھتی ہے۔ سیاست کے اس سیاہ دھبے کو پاکستان کے سیاست دانوں اور عوام نے کھرچ کر اس کے آقاؤں کے قدموں میں پھینکنا ہوگا۔ ورنہ یہ تعفن پھیلتا ہی جائے گا۔

عمران خان کے حمائتیوں میں چند مسخ شدہ چہرے مارشل لاء کے اور پرویز مشرف کے حواری ہیں جو سیاسی طور پر یتیمی کی زندگی سے اکتانے کے بعد اپنے پروموٹرز کی آشیر واد سے ایک مرتبہ پھر متحرک ہو گئے ہیں۔اس تحریک نے ہی ان دونوں جمہوریت کے دشمنوں کو اپنے آقاؤں کی سرزین پر اکٹھا کیا تھا۔یہ ان کے مغربی آقا اس بات کی گارنٹی دے چکے ہیں کہ اگر تم نے پاکستان میں جا کر ہمارے ایجنڈے کے مطابق کار کردگی دکھائی تو تم دونوں کو امیرالمومنین اور پاکستان کا وزیر اعظم بنوا دیا جائے گا کیوں کہ ہمارے اسٹیک ہولڈرز آج بھی پاکستان میں بڑی تعداد میں موجود ہیں ان میں سے بعض پاکستان کی مختلف بیوروکریسی کے کھلاڑیوں میں بھی شامل ہیں۔

پاکستان کی منتخب اسمبلی کے تمام ارکان سوائے پی ٹی آئی کے دس پندرہ ارکان اور سیاسی یتیموں کے، پاکستان کے تمام عوم سوئے چند ہزار آسیب زدہ لوگوں کے اور تمام ہی چھوٹی بڑی سیاسی جماعتیں ان دونوں مغرب کے ایجنٹوں سے مسلسل ڈرخواستیں کر رہی ہیں کہ جمہوریت کے ساتھ کھلواڑ کا یہ ڈرامہ بند کریں۔کیونکہ ملک کی معشیت ان دونوں کی ان حرکتوں کی وجہ ان ایک ہفتے میں اربوں ڈالر کا نقصان اٹھا چکی ہے۔ڈالر جو بڑی سے گر رہا تھا۔اس ایک ہفتے کے اندر تیزی کے ساتھ اوپر آ چکا ہے اور پاکستان اس کی وجہ مزید لاکھوں ڈلر

کے خسارے میں آ چکا ہے۔

اس نا معقول گفتار کے غازی کا تکبر دیدنی ہے۔اس نے پاکستان میں طالع آزمائی کا کھیل پھر سے شروع کروانے کی قسم اٹھائی ہوئی۔جس کے ساتھ سیاسی یتیم چوہدری ٹولے کے علاوہ اس کے ساتھ نام نہاد مذہب کا ایک ٹھکیدار بھی شامل ہے یہ اسلام کا نام لے کر لوگوں کو اسلامی ریاست کی تباہی کے لئے دھوکے دے رہا ہے۔یہ خود ہی فتوے دیتا رہا ہے کہ اسلامی ملک اور حکومت کے خلاف کام کرنا کفر ہے اور آج یہ خود اپنے فتوے کے مطابق اُسی منزل پر فائز ہو رہا ہے۔یہ دونوں حکومتی نرمی کو کوئی اور رنگ دے رہے ہیں ۔ان کا مقصد لاشوں کی سیاست کرنا تھا مگر یہاں پر ابھی تک تو لاشیں انہیں میسر آئی ہی نہیں ہیں۔عین ممکن ہے کہ ان کے اپنے شرپسند جو لاٹھیوں ڈنڈوں کے علاوہ اپنے ساتھ ہتھیار بھی چھپائے ہوئے لگتے ہیں۔کوئی شرارت کرکے حکومت کے خلاف بلیم گیم شروع کردیں۔شیخ الکینیڈا تو تصور میں اپنے آپ کو امیر المومنین بنا دیکھ رہے ہیں یہی وجہ ہے وہ اپنی سپاہ کو حکم دیتے دیکھے گئے کہ پارلیمنٹ کو گھیر لو نواز شریف اور دیگر لوگ اسمبلی سے نکلنے نہ پائیں، اور ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ جس طرح ماضی میں دو صدیوں قبل لوگ چند افراد کے ساتھ مل کر دارالحکومت پر جب قبضہ کر لیتے تھے تو وہ ملک ان کے لئے مفتوحہ بن چکا ہوتا تھا۔یہ ہی سوچ لے کر ان عقل کے اندھوں نے دارالحکومت پر قبضہ کرکے شاہی فرمان جاری کرنا

شروع کر دیئے...انہیں بتادو کہ آج شہنشاہیت کا دور ختم ہو چکا ہے جمہوریت میں امپورٹیڈ بادشاہوں کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔اور کرکٹ تو ویسے بھی گاندھی کا پیروکار ہے مگر اسےپاکستان یا اس کے نظام سے کیا لینا دینا؟ موصوف کو یہ بھی پتا نہیں کہ وہ بھی جمہوریت کے لئے ہی لڑتا ہوا مرا تھا۔اُس نے جمہوریت کو ڈی ریل نہیں کیا تھا۔

یہ پرسیپشن عام تھا کہ شائد ان دھرنے والوں کو بعض فوجیوں کی حمایت حاصل ہے۔مگر چوہدری نثار نے یقین دہانی کراتے ہوئے کہا کہ ''پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ دھرنے والوں کے ساتھ فوج شریک نہیں ہے''اور انہوں گذشتہ سیکڑوں مرتبہ کی طرح ایک مرتبہ پھر کہا ہے کہ عمران اور قادری کو مذاکرات کی دعوت دیتا ہوں۔انہوں نے یہ بھی کہا کہ سیاست دانوں سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ اسلام آباد کی آگ کو ٹھنڈا کریں اور عمران خود بھی نوجوانوں کو تشدد پر نہ اکسائیں۔طاہرالقادری اگر مبلغ ہیں تو وہ عورتوں اور بچوں کو شیلڈ نہ بنائیں۔بلکہ ان کے محافظ بنیں۔ دوسری جانب نواز لیگ کے مشاورتی اجلاس میں یہ طے کیا گیا ہے کہ پی ٹی آئی اور عوامی تحریک سے مذاکرات اگر ہوتے ہیں تو استعفے پر کوئی بات نہیں ہوگی دیگر امور پر مذاکرات کئے جائیں گے۔

بلی تھیلے سے اُس وقت کود کر بھاگی جب جمہوریت دشمن سابقہ جنرلز کی تنظیم

کی جانب سے یہ غیر آئینی بات سامنے آئی کہ ''حکومت اور پارلیمنٹ ناکام ہو چکی ہیں
۔اور اسمبلیاں تحلیل کرکے نئے انتخابات کرائے جائیں''آپ ہوتے کون ہیں ضمہوری
حکومت کو ڈکٹیشن دینے ولے؟وہ زمانے لد گئے جب حکمران تم جیسے لوگوں کے رعب
میں ہوا کرتے تھے۔اگلی ہی سانس میں وہ جمہوریت پسندی کا راگ بھی الاپتے دکھائی
دیئے۔اور کہنے لگے کہ ''آئین و قانون کی بالادستی کے لئے تعاون کیا جائے گا؟؟؟در
اصل چوہدریوں کو ان ہی لوگوں نے دلاسے دے دے کر ان آئین اور جمہوریت کے
دشمنوں کو اکسانے پر مجبور کیا ہوگا کیونکہ ان لوگوں کو جمہویت ہضم نہیں ہو رہی ہے۔
پاکستان کا نمک کھانے والو پاکستان اور اس کے آئین کے وفادرار رہو۔یہ ملک بڑی
محنتوں سے جمہوری عمل کے ذریعے بنا ہے۔اس پر شب خون مارنے کی کوششیں بند
کرو!!!اس کے مظلوم عوام کے دن بدلنے دو بہت ہوا گیا،اب مزید اسے کھلونا مت بناؤ

ہونے والے سرکاری یتیموں کی جنگ ابھی ختم نہیں ہوئی ہے

عمران خان اور طاہر القادری کو جب چیف آف آرمی اسٹاف نے اپنے دفتر میں بات چیت کے لئے بلایا تو ساری دنیا اور سارے پاکستان نے عمران خان کی باڈی لیگویج ملاحظہ کی ان کے چہرے کی خوشی کے عالم میں Blshness دیدنی تھی ۔جس سے ایسا لگ رہا تھا کہ دنیا کی سب سے بڑی نعمت اور خوشی انہیں مل گئی ہے۔ جس کی انہیں شدت سے خواہش تھی ۔ محترم بزرگ سیاست دان جاوید ہاشمی نے جو عمران خان کی پی ٹی آئی کے منتخب صدر ہیں نے اس سازش کی پاکستان کے عوام کے سامنے میڈیا پر آ کر بڑے واضح الفاظ میں قلعئی بھی کھول دی ہے۔ان کی سچائی اور جمہوریت پر کمٹمنٹ کے تمام پیسیاسی اور سماجی حلقے اور ان کے دوست و دشمن معترف ہیں ۔حیرت انگیز بات یہ ہے کہ وہ لوگ جو پاکستان کی عصمت کے ترانے پڑھتے نہیں تھکتے اُن ہی میں کے بعض لوگ اس کی عصمت کو تار تار کرنے پر اپنے مذموم مقاصد کے ساتھ تیار ہیں۔ 30،اگست 2014 کا وہ منظر بھی ساری دنیا اور پاکستان کے 20، کروڑ عوام نے دیکھا اور سنا کہ حکومت اور پی ٹی آئی کے مذاکرات کامیاب ہو گئے ہیں اور اگلے دن مزید لائحہِ عمل اختیار کیا جائے گا۔ساری قوم اس پیش رفت پر خوش

تھی چلئے پاکستان کی سیاست میں پیدا کیا گیا مصنوعی بحران ختم ہونے کی 99 فیصد سے زیادہ امیدیں پیدا ہو گئی ہیں۔ دونوں جانب کے مثبت بیانات کے ختم ہوتے ہی چند ہی منٹوں میں قوم کی امیدیں مایوسی میں اُس وقت بدل دی گئیں جب طاہر القادری کی جانب سے پارلیمنٹ ہاؤس کی جانب دہشت گردوں کو چلنے کے لئے کہا گیا تو عمران خان نے بھی وہ ہی اسٹریٹیجی اپنائی جو طاہر القادری کی تھی۔ باغی نے اس کو روکنے کی بھر پور کوشش کی جو ناکام ہوئی۔ دراصل اس کھیل کے تانے بانے 2013ء کے انتخابات سے بھی بہت پہلے بن لئے گئے تھے۔ جب طاہر القادری نے پی پی کے خلاف پارلیمنٹ ہاؤس کے نزدیک اسلام آباد میں دھرنا دیا تھا۔

خبروں کے مطابق سابق ڈی جی آئی ایس آئی لیفٹننٹ جنرل شجاع پاشا اس سارے کھیل کے مین کہانی نویس بتائے جاتے ہیں۔ خبروں کے مطابق سابق جاسوسِ اعظم کی عمران خان سے ملاقاتوں کا ذکر تو مسلسل میڈیا پر کیا جاتا رہا ہے۔ جس میں سے ایک ملاقت جو شفقت محمود کے گھر پر ہوئی تھی اس کا حوالہ تو موجودہ حکومت کے فاقی وزیر پرویز رشید نے بھی دیا تھا۔ انہوں نے میڈیا کو بتایا کہ سابق جنرل ماضی کی پی ٹی آئی کو پروان چڑھانے میں ملوث رہے ہیں۔ انہوں نے ہی عمران خان کو ایڈاوائس دی تھی کہ نواز شریف حکومت کے خاتمے کے لئے لانگ مارچ کریں۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ یہ بات یقینی ہے کہ وہ عمران خان کی

مدد و حمایت 2011، سے کر رہے ہیں ۔اس ضمن میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ نومبر 2019، میں اُس وقت کے وزیر داخلہ نے امریکی سفیر این پیٹرسن سے یہ شکایت بھی کی تھی کہ شجاع پاشا صدرِ مملکت آصف علی زرداری کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں۔21 نومبر 2011 ، کوایک بڑے برطانوی اخبار سنڈے ٹائمز نے یہ رپورٹ بھی لگائی ہے کہ عمران خان کو حال ہی میں امریکی سفیر کیمرون منٹر سے آئی ایس آئی کے چیف جنرل سجاع پاشا کی موجودگی میں متعارف کرایا گیاجس سے عمران خان کو تمام طاقتور اسٹابلشمنٹ کی پشت پناہی حاصل ہو گئی ہے مارچ 2012 اپنی ریٹائرمنٹ تک ناصرف پی پی بلکہ ن لیگ کے خلاف بھی سازشوں کا اہم کردار رہے ہیں۔ان خبروں سے بھی جاوید ہاشمی کی جانب سے لگائے گئے الزامات کی تصدیق ہوتی ہے۔ ہم بھی یہ بات ایک مدت سے اپنے کاموں میں طریقے طریقے سے دہراتے رہے ہیں۔

موجودہ سیاسی بحران میں وہ تمام ملکی اور بین الاقوامی خفیہ قوتیں ملوث ہیں جو اس ملک میں جمہوریت کو چلتا نہیں دیکھنا چاہتی ہیں۔اس کو ایٹمی اثاچوں سے محروم کر دینا چاہتی ہیں۔جو اس ایٹمی طاقت کو لبیا مصر اور عراق کے روپ میں دیکھنا چاہتی ہیں۔ان کے ایجنٹ اس کام میں پیش پیش ہیں۔ مطابق

موجودہ سیاسی صورتِ حال سے فوج کا کوئی تعلق نہیں

فوج کی جانب سے واضح پیغام آجانے کے بعد کسی کو اس بات کا شبہ نہیں رہ جانا چاہئے کہ موجودہ صورت حال کی ذمہ دار فوج ہے۔ہاں یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ چند بد طینت لوگ فوج کے اندر رہ کر اس کو بد نام کرنے کا باعث شائد بن رہے ہوں ۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا کہنا تھا کہ بعض لوگ اپنی مصروفیات کو بر قرار رکھنے کی خاطر اپنی ریٹائر منٹ سے پہلے اپنے لئے پارٹ ٹائم یا فلٹائم جاب کے متلاشی ضرور ہوں گے ۔ جو اس اہم ادارے کی بد نامی میں اپنے مذموم مقاصد کے تحت اپنا حصہ ڈال رہے ہوں گے۔عمران خان اور طاہر القادری بھی واضح اور اشاروں کنایوں میں بھی مسلسل پاک فوج کی سیاست میں مداخلت کے اشارے دیتے چلے آ ئے ہیں۔عمران خان جو دعوائ کرتے ہیں کہ ان کی کسی فوجی نے تربیت نہیں کی تو وہ اس موقعہ پر جھوٹ سے کام لے رہے ہیں۔ ان کی تربیت تو سابق ڈکٹیٹر اور آئین شکن کے دربار میں جنرل پرویز مشرف کی نرسری میں کی گئی تھی۔کیا یہ اس بات سے انکار کر سکتے ہیں کہ پرویز مشرف کے ریفرنڈم میں انھوں نے دل و جان سے حصہ نہیں لیا؟؟؟کیا ان کی خوہش یہ نہیں تھی کہ پرویز مشرف انہیں وزیر اعظم پاکستان کا پورٹ فولیو دیدیں؟مگر ان کی بد نصیبی یہ ٹھہری کہ مشرف کے چوہدریوں نے ان سے غداری کی اور وزیر اعظم کا پورٹ فولیو کوئی اور لے اڑا!!! بعض سرکاری

تیموں نے بعض سیاسی تیموں کے ساتھ مل کر انہیں اور ان کی پی ٹی آئی کو 2013ء کے انتخابات میں بہت پروجیکشن دینے کی کوشش کی تھی جس کے واضح اشارے آج بھی مل رہے ہیں۔

مگر بدقسمتی سے انہیں پورے پاکستان سے کنڈیڈیٹ ہی میسر نہ ہوے اور تھک ہار کر انہوں نے غالباً 72، افراد کو الیکشن کے میدان میں اتارا جو بعض ایجنسیز کے افراد کے مبینہ تعاون کے باوجود انہیں بھرپور کامیابی نہ دلا سکیں اور عمران خان بیچارا، 34 سے زیادہ نشستوں پر قابض ہو ہی نہ سکا۔اب ان خفیہ حماتیوں نے ان کے کان بھرنا شروع کر دیئے کہ ہم نے تو تمہیں تمہاری 95، فیصد سیٹوں پر کامیابیوں کے تمام انتظامات مکمل کر کے دیئے تھے تو پھر یہ کیا ہوا کہ ہماری ساری محنت کس ن اکارت کی؟اسی بات کا جواب مانگنے کیلئے ان لوگوں نے ایک مرتبہ پھر عمران خان کی گرومنگ شروع کردی دوسری جانب تھکے ماندے عمران خان سے کہا گیا کہ یہ کہنا شروع کردو کہ ہمارے منڈیٹ کو چرا لیا گیا ہے۔جس کے نتیجے میں عمران خان نے ہز ماسٹرز ودئمس کو دہرانا شروع تو کیا، مگر ان کی ٹون جاندار نہ تھی جس کی وجہ سے انہیں یہ کہنا پڑ گیا کہ ہم 2013 کے انتخابی نتائج کو تسلیم کرتے ہیں اور اسمبلیوں کے حلف اٹھا کر سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا۔مگر ہز ماسٹرز کی تو خواہش یہ تھی کہ ن لیگ کا اقتدار ایک سال سے آگے نہیں جانا چاہیے۔جس کے لئے ان کے منصوبہ ساز

اندرون ملک اور بیرونِ پاکستان سازشوں کے تانے بانے بُنتے رہے۔

اب ان کے اسٹیک ہولڈررز نے ن لیگ حکومت کے خلاف بین الاقوامی طور پر سازشوں کے تانے بانے بننے میں تیزی شروع کردی۔ان اسٹیک ہولڈرز نے اپنے مذموم مقصد کے لئے ایک ایسے پٹے ہوے مہرے کو اس کام میں استعمال کرنے کا پروگام مرتب کیا جو پہلے ہی نواز شریف کے خاندان سے مخاصمت اس وجہ سے رکھتا تھا کہ اُس کی، شاطریت کے نتیجے میں پہلے انہوں نے اَن جانے میں اس کے مذہبی اسکالرنہ ہونے باوجود اُس وکیل کی جعلی مذہبی دوکان لگوائی اور اُس پر پالش بھی کی۔جب اس مذہبی جعلی شخصیت کا کھوٹ ان پر واضح ہوا تو، انہوں نے اس کی دوکان کی پروجیکشن روک دی۔ پھر کیا تھا اس جھوٹے شخص نے اس ملک میں بہت سے ڈرامے اسٹیج کیئے تاکہ اس کی ساکھ بنی رہے۔ جس کے بعد وہ اس خاندان کا سب سے بڑا دشمن بن کر سامنے آیا۔ اسی ڈرامے کا حصہ وہ جھوٹا قاتلانہ حملہ بھی تھا جس میں موصوف نے اپنے کپڑوں پر بکرے کا خون لگا کر اپنے اوپر قاتلانہ حملے کا ڈرامہ رچا کر عدالت کو اپنے حق میں کرنے کی کوشش کی۔ مگر جھوٹ اُس وقت پکڑا گیا جب عدالت میں خون کے تجزیئے کی رپورٹ آئی جس سے پتہ چلا کہ موصوف نے اپنے مخالفین کو پھنسانے کیلیئے اپنے کپڑوں پر بکرے کا خون لگا کر یہ ڈرامہ رچایا تھا۔ اس فریب کاری کی وجہ سے ہی عدالت نے طاہر القادری کو جھوٹا ڈکلیئر کردیا تھا۔

لہٰذا ان اسٹیک ہولڈرز نے چوہدریوں کو جو اُن کے من موہن ہیں درمیان میں رکھ کر ان دونوں افراد عمران خان اور طاہر القادری کی لندن میں کئی ملاقاتیں کروائیں ۔لندن پلان میں یہ طے کر لیا گیا تھا کہ کچھ ریٹائرڈ فوجی اور بعض عنقریب ریٹائر ہونے والے لوگوں کو اعتماد میں لے کر نواز شریف کے اقتدار کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا جائے۔ تمام نہیں چند باوردی اور بے وردی لوگوں کو لندن پلان سے آؤٹ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ان لوگوں کے متعلق شاہ محمود کے حوالے سے شاہ محمود قریشی کے بھائی مرید قریشی نے بھی جنرل کریسی کی دوبئی ملاقاتوں کا بھانڈا پھوڑ کر اس بات کی تصدیق کی تھی۔ جس کی کئی بار جاوید ہاشمی بھی عمران خان کے حوالے سے تصدیق کر چکے ہیں۔اس مرتبہ کی تصدیق میں تو سابق سربراہ آئی ایس آئی جنرل حمید گل کے حوالے سے سامنے آئی ہے ۔جس میں ان جنرل نے جاوید ہاشمی سے کہا تھا کہ آج کی رات آخری ہے گویا کل نواز شریف کی حکومت نہیں رہے گی۔نواز شریف کو ماہ ستمبر 2014 میں طاقت کے ایونوں کے ذریعے راستے سے ہٹا کر یہاں پر تین ماہ کیلئے ججز کے ذریعے ٹیکنو کریٹ کی حکومت بٹھا دی جائے گی،اور پھر جادو کا ڈنڈا چلے گا اور عمران خان کو ملک کا وزیر اعظم بنا دیا جائے گا۔اس بات کی تصدیق تو خود عمران خان کے اپنے کئی بیانوں سے بھی ہوتی ہے جن انہوں نے بڑے وثوق سے کہا تھا اور کئی بار کہا تھا کہ ستمبر میں نواز شریف کی حکومت نہیں رہے گی۔

اب جبکہ یہ دونوں اپنے اپنے مذموم مقاصد میں ناکام بنا دیئے گئے تو طاہر القادری اور عمران خان کھل کر فوجی اقتدار کے قصیدے پڑھ رہے ہیں۔ عمران خان تو یہ تک کہتے ہوئے بھی سنے گئے کہ موجودہ جمہوریت سے ان کے محسنِ اعظم سابق ڈکٹیٹر جنرل پرویز مشرف کی فوجی حکومت بہتر تھی !!! ہم نے تو اپنے بزرگوں سے یہ سُنا ہے کہ بہترین ڈکٹیٹر شپ سے بری سے بری جمہوریت بھی بہتر ہے۔بڑے افسوس کا مقام ہے کہ ان کی جمہوریت کے خلاف سالوں کی محنت ناکام و نا مراد ہوچکی ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ان کی کہیں بھی ابھی تک تو شنوائی ہوئی نہیں ہے مستقبل کا اللہ کو پتہ ہے۔ ہاں اتنا ضرور ہوا کہ آئی ایس پی آر کے 12، ستمبر 2014 کے بیان نے ان کے تکبر کے غبارے سے ساری ہوا نکال کر رکھدی ہے۔ اب دونوں کی کیفیت یہ ہے کہ کھسیانی بلی کھمبہ نوچے----

ہندوستانی جارحیت آج بھی کشمیر میں جاری ہے

پاکستان کو آزادی حاصل کئے 68 سالوں کا عرسہ گذر چکا ہے۔ مگر ہندو ذہنیت نے پاکستان کی آزادی کو اُس طرح تسلیم نہیں کیا جس طرح کسی آزاد ملک کی آزادی کو تسلیم کرنے کا اسکو حق حاصل ہے۔ ہندو ذہنیت یہ تھی کہ ہندوستا ناقابلِ تقسیم تھا جس کو یہ بھارت ماتا کا نام دیتے ہیں۔ وجہ اس کی ان لوگوں کی ہندوستان کی تاریخ سے ناواقفیت ہے۔ اس کی مثال کے لئے ہم ہندوستان میں ہونے والے دو واقعات کا ذکر کرتے ہیں، جس سے ایک اور متحدہ ہندوستان کا جھوٹا تصور واضح ہو جائے گا۔ گیارہویں صدی کے پہلے سال محمود غزنوی نے جب ہندوستان میں ان کے مشہور معبد سومنات پر حملہ کیا تو انگریز دور کے ہندوستان کی طرح یہ ایک ملک نہیں تھا بلکہ بیسیوں ریاستوں اور رجواڑوں پر مشتمل علاقہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ہندو دھرم کی رکھشا کے نام پر تمام راجے مہاراجے محمود غزنوی کے سامنے تین لاکھ سے زیادہ کا مشترکہ فوجی لشکر لے کر آئے تھے اور شکست سے ہمکنار ہوئے تھے۔ گیارہویں صدی کے آٹھویں عشرے میں جب شہاب الدین محمد غوری سے پرتھوی راج کا مقابلہ ہوا تو اُس نے بھی ہندو دھرم کی رکھشا کے نام پر تمام ہندو راجوں مہاراجوں سے درخوست کی کہ ہند مذہب کی حفاظت کے لئے وہ اپنی فوجیں پانی پت کے میدان میں اُس کی فوجوں کے ساتھ اتاریں تاکہ تمام رجواڑوں کے

ہندو مذہب کو محفوظ رکھا جاسکے۔اس جنگ میں بھی ہندوؤں کی تین لاکھ سے زیادہ فوجوں کو عبرت نال شکست کا سامنا کرنا پڑا۔حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کو متحدہ ہندوستا مسلمان حکمرانوں نے بنایا تھا جس پر انگریز نے غاصبانہ قبضہ کر لیا تھا۔مگر تحریک پاکستان کے دوران ہندوؤں نے اکھنڈ بھارت کے نعرے کو مذہبی نعرے کے طور پر بھارت ماتا کا نام دیدیا تھا جس کی کبھی بھی کوئی حیثیت تھی ہی نہیں۔

جیسا کہ ساری دنیا کو علم ہے ہندوستان سیکولرزم کا دعویٰ تو کرتا ہے مگر حقیقت میں یہ ایک متعصب ہندو ریاست ہے جہاں ہندووء ں کے مذہب کے علاوہ کسی اور مذہب کی گنجائش ہے ہی نہیں۔ہندوستان اپنے تعصب کی وجہ سے قیام پاکستان سے لے کر آج تک پاکستان کے خلاف جارحیت کا کوئی موقع گنوانے کے لئے تیار نہیں ہے۔آبادی کے لحاظ سے بڑا ملک ہونے پر اسے ہمیشہ یہ تکبر رہا ہے کہ وہ پاکستان کو جب چاہے چیونٹی کی طرح مسل کر برباد کر سکتا ہے۔یہ عیسائت کا مسلمانوں سے خوف ہی تو تھا جس کے زیر اثر برطانوی سامراج ہندوستان سے جاتے ہوئے کشمیر جیسے مسائل پیدا کرکے یہاں سے نکلا۔چاہے وہ آبادی کی اکثریت ہو، جغرافیائی محلِ وقوع ہو یا راہداری کا معاملہ ہو کشمیر ہر لحاظ سے پاکستان کا حصہ ہے....مگر ہندوستان نے ہمیشہ سے اس پر للچائی ہوئی نظریں رکھی ہوئی ہیں۔آزادی کے فوراً بعد ہندوستان سے کشمیر میں داخلے کا کوئی راستہ نہ

ہونے کے باوجود اپنی ہندوستان نے اپنی فوجیں سرینگر کے ہوائی اڈے پر اتار کر کشمیر پر غاصبانہ قبضے کی کوششوں کی شروعات کردی تھیں۔جب ہندوستانی سات لاکھ فوج کو یہاں پر ہزیمت کا سامنا ہوا تو پنڈت نہرو بھاگے ہوئے اقوام متحدہ میں اس مسئلے کو لے گئے۔ جہاں انہوں نے ساری دنیا سے وعدہ کیا تھا وہ اقوام متحدہ کی قرار دادوں کے تحت کشمیر کے مسئلے کو حل کریں گے اور کشمیریوں کو اُن کا حقِ خود ارادیت دیدیں گے مگر 67 سالوں کے گذر جانے کے باوجود وہ کشمیریوں کو ہندوستان ان کا حق خود ارادیت دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔

ہندوستان کی ڈھٹائی کا یہ عالم ہے کشمیر کے مسئلے پر وہ ہم سے چار مرتبہ جنگیں کرکے پنجہ آزمائی کرچکا ہے۔اور راکے ذریعے پاکستان میں مسلسل تخریب کاریاں کراتا رہا ہے۔مگر ہر محاذ پر ہم نے ہندوستانیوں کو منہ کی کھانے پر مجبور کیا۔آج بھی ہندوستان نے نہتے کشمیریوں کو دبانے کیلئے اس وادی میں سات لاکھ سے زیادہ فوجوں کا جمِ غفیر اکٹھا کیا ہوا ہے۔مگر کشمیریوں کی آزادی کی آواز کو دبا نہیں سکا ہے۔بد قسمتی سے ہمارے ہاں ایک ایسا کمانڈو بھی پیدا ہوا جس نے کشمیر کے کاز کو جی بھر کے نقصان پہنچایا جمو وکشمیر کے مقبوضہ علاقے کو ہمیشہ کیلئے ہندوستان کے حوالے کرنے کی غرض سے لائن آف کنٹرول پر اُس نے ہندوتان کو باڑ لگانے کی اجازت دے کر

کشمیریوں کی پیٹھ میں خنجر اتار دیا۔ایسے ہی لوگوں کے کرتوتوں سے ہندوستان کشمیریوں کو جب چاہتا ہے جی بھر کر نقصانات پہنچا دیتا ہے۔

موجودہ حکومت نے ہندوستان سے بہتر تعلقات کی غرض سے دوستی کا ہاتھ بڑھایا، حد تو یہ ہے کہ وہ نریندر مودی جو انتہائی متعصب ہندو ہے اور جس کی جماعت (بی جے پی) بھارتیہ جنتا پارٹی مسلمانوں کے خون کی پیاسی، جو ہندو مسلم فسادات کے دوران ہزاروں ہندوستانی مسلمانوں کی قاتل اور ہمیشہ پاکستان کے خلاف زہر اُگلتی رہی تھی۔کی حلف برداری کی تقریب میں خیر سگالی کے جذبے کے تحت وزیر اعظم پاکستان خود ذاتی طور پر ہندوستان تشریف لے گئے تاکہ دونوں ممالک کے مابین دوستی کے رشتوں کی ابتدا کر کے اپنے تمام مسائل کو گفت و شنید کے ذریعے حل کرنے کی راہ نکالیں۔دونوں ممالک کے عوم خوش تھے کہ اب ہماری دشمنیاں دوستی میں بدلنے کو ہیں۔سیکریٹری خارجہ لیول پر بات چیت کا آغاز کیا جانا تھا جس کی تاریخ بھی طے ہو چکی تھی۔کہ اسی دوران پاکستانی سفیر سے مقبوضہ کشمیر کے لوگوں کا ایک وفد ملا جو روٹین کا معاملہ تھا، جس کو بہانہ بنا کر ہندوستان نے پاکستان سے بات چیت کے دروازے بند کر دیئے گویا بی جے پی حکومت نے اپنی متعصبانہ پالیسی کا آغاز پاکستان سے دوستی کے دروازے بند کرکے کر دیا

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہندوستان کی نرندر مودی سرکار سرحدی خلاف ورزیوں سمیت پاکستان پر دباؤ ڈالنے کے پرانے طور طریقوں میں مزید شدت لانے کی

پالیسی اختیار کر لی ہے۔جس کے تحت کشمیر کی لائن آف کنٹرول اور سیالکوٹ کی ورکنگ باؤنڈری پر ہندوستان نے بلا اشتعال فائرنگ کرکے مسائل پیدا کرنے شروع جر دیئے ہیں۔ جون جولائی اور اگست کے دوران ہندوستان کی طرف سے کئی بار جارحیت کا ارتکاب ہوااور کنٹرول لائن پر گولہ باری کی جاتی رہی ،ان جارحانہ معاملات کی وجہ سے پانچ قیمتی جانوں کا بھی اتلاف ہوااس کے باجود پاکستان کی جانب سے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا جاتا رہا۔6 ،اکتوبر عیدالاضحیٰ کے دن ہندوستانی فوجیوں نے پھرایک مرتبہ بلا اشتعال فائرنگ کا سلسلہ شروع کرکے کئی قیمت جانوں کو اپنی جارحانہ گول باری اور مسلسل فائرنگ سے شہید کر دیا۔حالات و واقعات بتاتے ہیں کہ یہ کھیل ہندوستانی ہر عید پر دہراتے رہتے ہیں۔ عید کے تینوں دنوں کنٹرول لائن اور ورکنگ باؤنڈری پر ہندوستان کی جارحیت جاری رہی ۔جس پر ہندوستانی ہائی کمشنر کو دفترِ خارجہ طلب کر کے اشتعال انگیزی اور سیز فائر لائن کی خلاف ورزی پر باضابطہ احتجاج کیا گیا۔ہندوستان کی جارحیت کے نتیجہ میں 13 ،پاکستانی جام شہات نوش کر چکے ہیں۔ہندوستان کے وزیر اعظم نریندر مودی کی امریکہ کے صدر سے دو ملاقاتوں میں امریکی آشیرواد ملنے کے بعد ہندوستان پاکستان پر جارحیت کا مرتکب ہو رہا ہے۔ہندوستانی فوج کی جانب سے آزاد کشمیر ،سیالکوٹ ،نارووال میں کنٹرول لائن اور ورکنگ باؤنڈری پر بلا اشتعال مسلسل فائرنگ اور گولہ باری کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔جس میں شہری آبادی کو بھی نشانہ بنایا جا رہا ہے۔اس جارحیت

کے نتیجے میں درجنوں افراد زخمی ہوئے، اور بے شمار مال مویشیوں کا نقصان ہوااور سینکڑوں مکانات مٹی کا ڈھیر بن چکے ہیں۔ کشمیریوں کا قصور یہ ہے کہ وہ ہندوستان سے آزادی مانگتے ہیں اور پاکستان کا حصہ بننے کے خواہش مند ہیں۔ جس کے لئے لاکھوں کشمیری اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرتے رہے ہیں۔ مگر اُن کے پائیہ استقلال میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اب جبکہ ہندوستان اب تک 30 ، ہزار گولے فائر کر چکا ہے اور لاکھوں گولیاں کشمیریوں پر چلا چکا ہے۔ مگر وہ ان کشمیریوں کے عزم کو متزلزل نہیں کر سکا ہے۔ ہندوستان کی اس جارحیت کی وجہ سے 75 ، ہزار کے قریب لوگ متاثر ہوئے ہیں۔ جن میں سے لگ بھگ 21 ، ہزار لوگ نقل مکانی پر مجبور کر دیئے گئے ہیں۔ ہندوستان کی جانب سے اب تک 35 ، مرتبہ جنگ بندی کی خلاف ورزیاں کی گئی ہیں۔ مگر پاکستانی جوانوں نے بھی ہندوستانی جارحیت کا پورے عزم اور جوان مردی کے ساتھ منہ توڑ جواب دے کر ہر بار ہندوستانی توپوں کے منہ بند کر دیئے ہیں۔

جمعہ 10، اکتوبر 2014 کو وزیر اعظم نواز شریف کی زیر صدارت قومی سلامتی کمیٹی کا اجلاس بلایا گیا تاکہ ہندستانی جارحیت پر غور کیا جائے۔ پاکستان کی سیاسی اور فوجی قیادت نے ہندوستانی افواج کی جانب سے ورکنگ باؤنڈری اور لائن آف کنٹرول پر کی جانے والی مسلسل خلاف ورزی پر گہری تشویش کا اظہار کیا ہے۔ جس کی وجہ سے پاکستان کی مسلح افواج کے ایک درجن سے زیادہ جوان اور

بے گناہ شہری شہید اور متعدد افراد زخمی ہوئے ہیں۔ جہاں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ملکی سرحدوں کے تحفظ پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا۔ لائن آف کنٹرول کی مسلسل خلاف ورزی پر پاکستان نے اقوامِ متحدہ کے فوجی مبصر گروپ کے سامنے معاملہ اٹھا کر اپنا احتجاج بھی ریکارڈ کرادیا ہے۔ دوسری جانب اقوام متحدہ میں بھی پاکستان نے ہندوستان کی طرف سے ایل او سی اور ورکنگ باؤنڈری کی مسلسل خلاف رزی کا معاملہ اٹھایا ہے۔اور پاکستانی مندوب نے اقوامِ متحدہ سے جنگ بندی کو یقینی بنانے کا بھی مطالبہ کیا ہے۔

یہ بات قابل،توجہ ہے کہ ہندوستان کے جنگی جنون کی وجہ سے علاقے میں پانچ خطرناک جنگیں لڑی جاچکی ہیں۔ان میں سے ایک چین کے ساتھ اور چار پاکستان کے ساتھ۔ ہندوستان مالدیپ میں بھی مداخلتِ بے جا اور سری لنکا میں تاملٹائگر نامی باغی تنظیم کے باغیوں کی سری لنکا حکومت کے خلاف مدد کرتا رہا ہے ،جو اقوامِ متحدہ کے شارٹر کے خلاف ہے اور جو اس کی علاقے میں ہندوستان کی ہیکڑی کی واضح مثالیں ہیں۔ جن ریاستوں نے آزادی کے وقت پاکستان سے الحاق کا اعلان کی ان میں ،جو ناگڑھ ، مانا ودر، مانگرول اور حیدر آباد دکن کی ریاستیں شامل ہیں ان پر ہندوستان نے جارحانہ طریقے پر فوج کشی کرکے اپنا قبضہ جمالیا۔آزادی کے فوراً بعد اس نے پاکستان کی مسلم اکثریتی ریاست جمو وکشمیر پر فوج کشی شروع کردی اس فوج کشی کے نتیجے میں کشمیر میں جنگ آزادی 26 ،ماہ

تک جاری رہی۔ پاکستانی فوجوں نے کشمیریوں اور قبائلی جوانوں کی مدد سے کشمیر کے ایک بہت بڑے حصے پر ہندوستانی فوجوں کو قبضہ نہیں کرنے دیا اور موجودہ آزاد کشمیر اُسی جدوجہد کے نتیجے میں ہندوستان کے چنگل سے آزاد کرایا گیا تھا۔ مگر ان تمام باتوں کے باوجود بھی ہندوستان اپنی جارحانہ حکمتِ عملی سے کبھی بھی باز نہیں آیا۔ موقع ملتے ہی اس نے پاکستان کے علاقے یاسیاچن گلیشیئر پر ہماری فوجی غفلت کی وجہ سے 1984 میں اپنی فوجیں اتار دیں۔ جس پر قبضہ کر لینے کے بعد اب وہ اس علاقے کو خالی کرنے کیلئے تیار ہی دکھائی نہیں دیتا ہے۔ پاکستانیوں کا کشمیریوں سے یہ وعدہ ہے کہ وہ ان کو ہندو کی غلامی سے نجات دلا کر رہیں گے۔ اس کے لئے ہمیں چاہے جتنی بھی قربانی دینی پڑے۔ پاکستان کا بچہ بچہ کشمیر پر قربان ہونے کے لئے پر عزم ہے۔ وہ دن ضرور آئے گا جب کشمیر بنے گا پاکستان۔ ہم کشمیر کو ہندو جارحیت سے ہر قیمت پر آزاد کراکے دم لیں گے۔

!!! عمران خان سیاست دان ؟ زبان وبیان پس منظر کے عکاس

پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان دھرنوں کی شکل میں چند ہزار لوگ اکٹھا کرکے اپنے آپ کو پاکستان کا وزیر اعظم تصور کرنے لگے ہیں ۔خواب دیکھنا ہر انسان کا حق ہے۔ بعض اوقات خوبصورت خواب کی تعبیر نہایت بھیانک بھی ہوا کرتی ہے۔ہماری دعا ہے کہ وہ جلد اس ملک کے وزیر اعظم بن جائیں اور خیبر پختون خواہ کے بجائے پورے پاکستان کی کایا پلٹ دیں کیونکہ خیبر پختون خواہ میں تو انقلاب غالبا آچکا ہے ۔یہی وجہ ہے کہ ہمنے خیبر پختون خواکے سوئے اس لئے کہا ہے کہ ان کے دور اقتدار میں پہلے ہی وہاں تو دودھ اور شہید کی نہریں بہہ نکلی ہیں اور لوگ جنت کے مزے خیبر پختون خوامیں لوٹ رہے ہونگے۔وہاں کا تو ہر کام اور پورا نظام جنت کی نوید دے رہا ہے۔ہمارے کئی دوست عمران خان کو بہترین کرکٹر تو مانتے ہیں ۔مگر سیاست دانوں کی صفوں میں ان کو شمار کرنا گناہ کبیرہ اور پرلے درجے کا اُجڈپن ، گنور پن اور احمق پن سمجھتے ہیں۔عمران خان اپنے آپ کو انگلینڈ کی آکسفورڈ یورنیورسٹی کا تعلیم یافتہ کہتے ہیں۔مگر ان کی زبان تو یہ بتارہی ہے کہ وہ کسی لیچڑ علاقے سے تعلیم حاصل کرکے آئے ہیں جبکہ ہماری معلومات کی مطابق وہ لند کی ایک غیر معروف جگہ کے " کیبل کالج "سے گریجویشن کرکے آئے ہیں۔

کرکٹ کے شوقین ٹین ایجرز میں وہ اس قدر بھیانک کلچر کو پروان چڑھا رہے ہیں جو کل ان کے لئے بھی سوہانِ روح ثابت ہو سکتا ہے "ہر بات پہ کہتے ہو کہ تو کیا ہے تم ہی بتاؤ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے" "اوئے نواز، اوئے شہباز، اوئے زرداری" یہ ہےں موصوف کی زبان سے نکلنے والے انگلینڈ کے نام نہاد تعلیم یافتہ گریجویٹ کے خوبصورت الفاظ۔ ہر ایک جھوٹی بات پر خوب ذور دینا اور پھر مکر جانا۔ جس کے ذریعے موصوف نے دنیاکے جھوٹے ترین لوگوں کو بھی مات دیدی ہے۔ کئی لوگ تو یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ان دونوں کا نام جھوٹوں عمران و قادری کو گنی بک آف ورلڈ ریکارڈ میں آ جانا چاہیئے۔ سیاست کے میدان میں یہ تو ہوتا ہے کہ بعض خاص موقعوں پر سیاست دان بھی جھوٹ بول جاتے ہیں۔ مگر وہ اپنے جھوٹ پر اصرار نہیں کرتے ہیں۔ گذشتہ چند ماہ سے عمران خان کی تو کوئی بات بھی قابلِ اعتبار نہیں رہی ہے۔ شروع شروع میں ان کے نعروں کے فریب میں ہم بھی آ گئے تھے۔ مگر ہمارا یہ " فریب کھودا پہاڑ نکلا چوہا" کے مصداق ہمیں اپنے فیصلے سے رجوع کرنے پر منتج ہوا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کے نعرے بڑے دل کش دکھائی دیتے ہیں مگر اندر کی حقیقت تو سابق آمر پرویز مشرف ہی بتا سکےں گے۔ جنہوں نے انہیں وزیرِاعظم کا جھانسہ دے کر ایک غیر ملک کے وفادار شوکت عزیز کو پاکستانی کو وزارت عظمٰی سونپ دی تھی اور وہ شخص کھا پی کر گلاس بھی توڑ گئے اور ایک آنہ بھی ادا کیئے بغیر

یہ جا وہ جا "ساری قوم منہ دیکھتی کی دیکھتی رہ گئی اور عمران خان بے چارے" وزارت عظمیٰ کے نا ملنے پر جی مسوس کر رہ گئے۔ ان کے ناقدین نے بار بار سمجھایا کہ سیاست آپ کے بس کا روگ نہیں ہے۔ خیرات اکٹھی کرو اور کرکٹ کی کوچنگ شروع کردو کہ یہ ہی تمہاری عاقبت کا راستہ ہے۔ کیونکہ آپ کی زبان آپ کے قابو میں نہیں ہے۔ سیاست دان کو متحمل مزاج ہونا چاہئے اور یہ خوبی آپ کے اندر ناپید ہے۔ بے صبری عمران خان کا پیدائشی وطیرہ ہے۔

دھرنوں میں ناکامی کے بعد عمران خان نے محسوس کر لیا کہ اب یہ کھیل زیادہ عرصہ چلانا ان کے لئے ناممکن ہے۔ للہذا اپنی خفت کو مٹانے کے لئے اور اپنے حامیوں کو لالی پاپ دینے کی غرض سے انہوں نے نئے ایڈوانچر کا رُخ کیا اور جلسے کرنے کا پروگرام بنا کر ایک نئے گیم کا آغار کر دیا ہے۔ پہلے لاہور، پھر کراچی اور تیسرا جلسہ ملتان میں کیا۔ تجزیہ نگار ایک مدت سے بتا رہے تھے کہ اُن کی ایک مدت سے لاشوں کی تلاش اپنے پروگراموں میں تھی جو پوری ہی نہیں ہو رہی تھی۔ کیونکہ لاشوں پر سیاست خوب رنگ جماتی ہے۔ للہذا اُن کی یہ خواہش قدرت نے ملتان کے ان کے جلسے میں پوری کرا دی اور سات بے گناہ عمران خان کی سیاست کی نذر ہو کر 15 موت وزیست کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ جس پر بعد میں شاہ محمود قریشی نے بڑی بڑی باتیں بھی کیں اور حکومت کو موردِ الزام ٹھہرانے کی بھی ناکام کوشش کی۔ مگر پریس کانفرنس میں ان کے رہنما اور خود ان کی

زبانیں لڑکھڑاتی ہوئی صحافیوں نے دیکھیں۔ مگر ان کے لیڈر سے اور خود شاہ محمود قریشی سے جوابات بن نہیں پا رہے تھے۔

لوگ جوانوں کینیم مردہ اور مردہ لاشیں عمران خان کے سامنے کنٹینر پر اٹھا اٹھا کر چڑھا رہے تھے۔ مگر پی ٹی آئی کا بے حس رہنما عمران خان لہک لہک کر تقریر میں مست دیکھا گیا، عمران نے اپنی دھواں دھار تقریر جاری رکھی مگر مجال ہے کارکنوں کی لاشیں اُٹھتے دیکھ کر ایک لفظ بھی اس بے حس رہنما کا اپنے کارکنوں کے جنازوں پر تاسب کے نکلا ہو!!! یہ کیسا خود غرض لیڈر ہے سات کارکنوں نے زندگی ہار دی اور ان کا رہنما ہے کہ نا کارکنوں کی خبر لی، نہ ہسپتال گیا اور نہ ہی مرنے والوں سے فوری تعزیت کی۔

موصوف کی خود غرضی دیکھئے کہ تقریر سے فراغت کے فوراً کارکنوں کی خیر خبر لئے بغیر ہی سیدھے اسلام آباد کے ویران دھرنے میں خالی کرسیوں کے سامنے ٹہلتے ہوئے دیکھے گئے، عمران خان تمہاری بے حسی پر اگر اب بھی کارکن فدا ہیں تو ہم یہ سوچنے ر مجبور ہوں گے کہ شائد یہ بھیڑوں کے ریوڑ ہیں جنھیں عمران خان اپنے مذموم مقاصد کے لئے بھرپور طریقے پر ہنکا رہا ہے اور استعمال کر رہا ہے۔ یہ ہیں اس ملک و قوم کی تقدیر بدلنے کے دعویداروں کے کرتوت۔ عمران خان جن ملکوں کی بار بار مثال دیتے ہیں یہ اگر وہاں ایسا کرتے تو جیل کی ہوا اور بے ہوش ہونے اور مرنے والوں پر بے توجہی کے جرم میں کھا رہے ہوتے۔ ہم تو بار بار

یہ کہتے رہے ہیں کہ محترم ادب و تہذیب سیکھو کہ مغرب جس کی آپ دن رات تعریفوں کے پل باندھتے ہیں۔ وہاں معاشرتی طور پر لوگ ایسے لوگوں کے دکھوں کو بانٹتے ہیں جن کو انھوں نے کبھی دیکھا تک نہیں ہوتا ہے، یہ تو تمہاری ہر غلط بات تک کی پیروی کر رہے تھے۔ایک آپ ہیں کہ اپنے سات کارکنوں کی لاشیں چھوڑ کر اسلام آباد کے دھرنے کی فکر میں ہلکان ہوئے جا رہے تھے اور وہاں جا کر بھی آپ کو خالی کرسیوں کے سوائے کچھ بھی تو نا ملا اب ان کارکنوں کے لوحقین کو پیسے بانٹنے سے تو ان کی تسلی نہیں ہوگی۔تم سے بہتر تو کل کا بچہ بلاول زرداری ہے جو عیش و نشاط کی زندگی میں سے نکل کر اپنے کارکنوں کو سینے سے لگا رہا ہے۔ معاف کیجئے گا سیاست میں رعونت کام نہیں آیا کرتی ہے شرافت اور رحم دلی بڑے سے بڑے طوفانوں کو ٹال دیتی ہے۔ شرافت اور کردار ہی کسی رہنما کو بلندیوں پر پہنچاتا ہے، جو عمران خان میں ناپید دکھائی دیتا ہے۔ حکومت نے سانحۂ ملتان پر تحقیقات کے لئے کمیٹی بنانے کا اعلان کیا تو اپنے معاملات کو پس پردہ رکھنے کی غرض سے عمران خان نے حکومتی کمیٹی کی تحقیقات پر عدم اعتماد کا اظہار کر کے اپنے لوگوں کے گناہوں کی پردہ پوشی کی ناکام کوشش کی ہے۔در حقیقت یہ متاثرہ خاندانوں کو انصاف دلانا ہی نہیں چاہتے ہیں۔ کیونکہ اس میں ان کے اپنے پردہ نشین بھی بے پردہ ہو جائیں گے۔اور ان کی مظلوم

بننے اور الزامات کی سیاست کو خود بخود دم توڑ دے گی۔

وزیر اعظم پاکستان نواز شریف نے وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف سے ملاقات میں کہا ہے کہ جمہوریت اور حکومت کو عدم استحکام سے دو چار کرنے والے ناکام ہوں گے عوام ساتھ ہیں، کسی سطح پر تنہا نہیں چھوڑیں گے ملک کو بحرانوں سے نجات اور ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کریں گے عوام سے کیا گیا ہر وعدہ پورا کریں گے۔ سانحہ ملتان کی شفاف تحقیقات کرکے ذمہ داروں کو سزا دی جائے۔ عمران خان اپنی زبان کو قابو میں رکھ کر اگر سیاست کریں گے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ ورنہ پیپلز پارٹی کے ذوالفقار مرزا جیسا حشر انہیں دیکھنے کو ملے گا جو زبان اور بیان میں عمران خان سے ذرا پیچھے ہی تھے اور ان کا سیاسی کیریر برباد ہو جائے گا۔ کہتے ہیں زبان کی شیرینی سو دشمنوں کو دوست بنا دیتی ہے۔

طاہر القادری کی ناکامی انا اور ضد

ایک زمانہ تھا جب نواز شریف پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے تو انھوں نے طاہر القادری کو پی ٹی وی پر انہیں ایک وکیل (عالم نہیں) ہونے باوجود (غالباً حسرت موہانی نے وکیل کے موضوع پر یہ شعر کہہ کر اپنا مافی الضمیر بیان کر دیا تھا، کہتے ہیں کہ پیدا ہوا جب وکیل تو شیطان نے کہا لو آج ہم بھی صاحبِ الاد ہوگئے) ایک مذہبی اسکالر اور پاک باز شخصیت کے طور پر پیش کرکے قوم کے ایک بڑے طبقے کو ان کی پی ٹی وی پر چرب زبانی سے ان کا گرویدہ بنا دیا تھا۔ اس احسان مندی کا صلہ وہ مسلسل نواز شریف کو بوٹ بردار جمہوریت کے علمبردار چوہدریوں کے ساتھ مل کر دیتے بھی رہے ہیں۔ طاہر القادری نے اپنی شہرت کے زعوم میں منہاج القران نامی تنظیم بھی بناڈالی جس کے بینر تلے وہ کئی بار ناکام انتخابات لڑ چکے ہیں۔ جس سے ہم سمجھتے ہیں کہ اُن کا غرور تو خاکستر ہو جانا چاہئے تھا۔ مگر ان ناکامیوں کے باوجود وہ پیپلز پارٹی کے آخری دورِ اقتدار میں دھرنوں کی سیاست لے کر کینیڈا سے پاکستان تشریف لے آئے تھے۔ جس میں غیر ملکی ایجنڈے کو مسترد نہیں کیا جاسکتا ہے۔ مگر اس کھیل میں انہیں بری طرح سے ناکامی کا منہ بھی دیکھنا پڑا تھا۔ اس کے بعد بھی اسٹیٹس کو کے خواہاں بعض سیاست دانوں اور بعض ریٹائرڈ اور حاضر سروس

جلد ریٹائر ہونے والے جنرلز نے محسوس کر لیا تھا کہ طاہر القادری کو استعمال کرکے جمہوریت کی بساط لپیٹ کر حکومت کو آسانی کے ساتھ فارغ کرکے گھر بھیجا جا سکتا ہے۔ جس کے نتیجے میں بعض مغربی قوتوں سے مل کر لندن پلان ترتیب دیا گیا اس پلان میں بھی ہمارا بوٹ۔بردار طبقہ اور عمران خانکے ساتھ مل کر اپنی اسٹیج سجا رہا تھا۔ پاکستان کی حکومت کو ناکام کرنے کے لئے عمران خان کے بعض یہودی دوستوں نے اپنے مخصوص ذرائع سے خفیہ راستوں سے میلینز آف ڈالرز کی فنڈنگ کی ۔تاکہ پاکستان کے جمہوری سسٹم کو بریک لگایا جاسکے۔ 79 دنوں تک اِن دھرنوں اور جلسوں پر مغرب کا پیسہ پانی کی طرح بہایا گیا۔ مگر ہاتھ کسی کے بھی کچھ نہ آیا۔ جب طاہر القادری اسٹیٹس کو کی بوٹ۔بردار جمہوریت سے مکمل طور پر ناامید ہو گئے اور کہیں سے بھی کامیابی کے آثار دکھائی نہ دیئے تو وہ 22،اکتوبر 2014، کو دھرنوں کی بساط لپیٹنے پر مجبور ہو گئے ۔جو سابق کرکٹر) عمران خان کی سیاست کو زمین بوس کر گئے۔ کیونکہ طاہر القادری کے) اکثر حامی تفریح طبع کے لئے عمران خان کے دھرنے کو رونق بخشتے تھے۔اس کی وجہ یہ تھی کہ وہاں راگ رنگ کی محفلوں کے ساتھ باقاعدہ رقص و سرود کی محفلیں بھی جما کرتی تھیں، رقص و سرود کی ان کے ہاں بھی کوئی پابندی نہ تھی، کیونکہ طاہر القادری خود اسٹیج پر ٹھمکے لگاتے دیکھے گئے اور ان کے رحی ± قادری تو لوگوں کے اندر یلی ڈانس سے مسلسل سب کو تفریح فراہم کر رہے تھے۔یہی وجہ تھی کہ ان کے ذریعے وہ لوگ اپنی دن بھر

کی بوریت اور تھکن سے نجات کے سامان کر لیا کرتے تھے۔ کیونکہ بظاہر دونوں گروپ ہی ایک ہی کشتی کے سوار تھے۔

کرکٹر کی بدقسمتی کہ طاہر القادری مزید اپنے حامیوں کی جان کو جوکھم میں ڈالنے کو تیار نہ تھے۔ وہ تو ایک مہینے سے زیادہ لمبے عرصہ دھرنوں میں بیٹھنے کے حامی بھی نہ تھے مگر بوٹ بر داروں کی ترجمانی کرتے ہوئے چوہدری اینڈ کمپنی کی طرف سے روزانہ کی بنیاد پر کہا جاتا رہا ہو گا کہ بس اگلے لمحے نواز شریف کا اقتدار ختم کر دیا جائے گا۔ جس پر طاہر القادری چیخ اٹھتے کہ بس اب نواز شریف کے اقتدار کی بساط لپٹنے ہی والی ہے، اور بے چارے قادری اقتدار کی چمک آنکھوں میں بسائے بار بار ان کی یقین دہانیوں کا شکار ہو کر صبر کا دامن پکڑ لیتے اور یوں یہ دہرنا دو ماہ کی حدیں بھی عبور کر گیا۔ طاہر القادری کا کہنا ہے کہ وہ تو ایک ماہ پہلے ہی دھرنے ختم کرنے کا پروگرام بنا چکے تھے۔ عوامی تحریک کے سربراہ طاہر القادری 21 اکتوبر 2014، کو وفاقی دار الحکومت اسلام آباد میں اپنا دھرنا ختم کرنے کا اعلان کرکے اپنے کارکنوں سے کہاہ دیا کہ آپ لوگ اپنے اپنے گھروں کو جا سکتے ہیں ۔ دھرنے ختم کرکے اگلے مرحلے میں داخلے کا اعلان کر دیا۔ منگل کی رات ریڈ زون میں 16، اگست سے جاری دھرنے کے شرکا سے کہا کہ انقلاب مارچ کے بعد دھرنے کا مرحلہ بھی مکمل ہوگیا ہے۔ لہٰذا دھرنوں کو ملک بھر میں پھیلانے کا اعلان

کرتا ہوں۔اب دھرنے گھر گھر، شہر شہر اور نگر نگر جائیں گے۔ہر شہر میں دو دن دھرنا دیا جائے گا۔ قومی حکومت کیلئے پریشر بڑھاتے رہیں گے۔انقلاب کا سفر ختم نہیں ہوا ہمارے نعروں سے ملک میں انقلاب آگیا ہے؟؟؟اپنی خفت کو مٹانے کی غرض سے طاہر القادری نے کہاکہ حکومتی تبدیلی سے قبل سوچ کی تبدیلی ہوگی!!!جس پر کسی نے پھبتی کسی کہ "بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کچے سے ہم نکلے" چند ہزار افراد کے سوئے ملک میں ان کی عزت کرنے والا ہے ہی کون؟ قادری کا کہنا تھا تحریک انصاف کے ساتھ اشتراک عمل کے باوجود ہم اپنے فیصلوں میں آزاد ہیں اس کے ساتھ ہی طاہر القادری نے اپنے کارکنوں سے کہاکہ (دھرنے ورنے کا تصور چھوڑو اور اب) بلدیاتی الیکشن کی تیاری کریں۔آپ کندن بن کرجارہے ہیں۔پتہ نہیں کونسی کسوٹی پر یہ مفلوک الحال لوگ کندن بنا دیئے گئے۔ساری سعوبتیں برداشت کرنے کے بعد جعلی مرشد و عالم نے کہہ دیا کہ تباہی تو تمہارا مقدر تھی اس میں، میں قصوروار ہر گز نہیں ہوں۔طاہر القادری کے لوگوں کو دھرنے کے خاتمے پر یہ کہتے بھی سُنا گیا کہ علامہ نے اپنے چاہنے والوں کے ساتھ خطرناک قسم کا دھوکہ کیا ہے۔اگر یہ ہی سب کچھ کرنا تھا تو ہمیں سوا دو مہینے سولی پر کیوں لٹکائے رکھا گیا اور کیوں بار بار تبدیلی کی جھوٹی نویدیں سُنائی جاتی رہیں؟؟؟اس صورتحال سے کاکنوں میں انتہائی شدت سے مایوسی کی لہر پیدا ہو چکی ہے۔اب ان کے اپنے پیروکار بھی انہیں انتہائی شاطر اور بے عمل کہہ رہے ہیں۔کیونکہ انہوں نے دس مرتبہ سے

زیادہ یہ نوید سنائی تھی کہ نواز شریف کا اقتدار اب گیا، ان کا استعفیٰ آیا، ایک ہفتہ بعد، دو دن بعد، چوبیس گھنٹوں کے بعد اور رات بارہ بجے۔ نواز شریف کا استعفیٰ اب آیا کہ جب آیا، مگر بد قسمتی سے ان کا استعفیٰ کبھی نہ آیا۔ اس فیصلے سے طاہر القادری کی جعلی روحانیت کا پول پٹہ بھی کھل گیا، کچھ بھی نہ ہوا۔ اور جس انقلاب کی وہ باتیں کرتے تھے وہ انقلاب پاکستان میں فی الوقت تو آنے سے رہا۔ سیانے انہیں بار بار کہہ رہے تھے کہ اس طرح انقلاب ہرگز نہیں آیا کرتے ہیں۔ اس ملک میں اگر انقلاب لانا ہے تو وہ ووٹ کی پرچی سے ہی آئے گا۔ چرب زبانی دھرنوں، جلسوں سے جمہوری معاشروں، میں انقلاب تو نہیں آیا کرتے ہاں مگر بد طینت ڈنڈا بردار کوئی بھی غیر آئینی کام کرکے منتخب ایوان کو ڈنڈے کے زور پر گھر بھیجنے کا سوچ سکتے ہیں۔ مگر پرویز مشرف کی جس قدر تذلیل ہو چکی ہے اُس کو دیکھ کر کوئی سمجھدار تو کبھی بھی بوٹوں کی دھمک نہیں سُنائے گا۔ ہاں کچھ بے روزگار اور ہونے ولے بے رازگاروں کی یہ خواہش ضرور ہوگی۔ جس وہ اس خواہش کی تکمیل کی شدت بھی رکھتے ہیں۔

جس وقت عمران خان کو قادری کے دھرنے ختم کرنے کی بھنک کان میں پڑی تو موصوف نے فوری طور پر اپنی دھرنوں کی حکمتِ عملی تبدیل کی اور ملک کے مختلف علاقوں میں جلسے کرنا شروع کر دیئے تاکہ سیاسی نااہلیت کی سُبکیوں سے اپنے

آپ کو بچا جا سکے اور انہیں یہ احساس بھی ہو چلا تھا کہ قادری کے چلے جانے کے بعد ان کی دھرنیوں کی اہمیت ہی ختم ہو جائے گی۔ سیاست کی وہ بازی جو وہ جیتنے کو تھے اپنی نااہلیوں کے نتیجے میں ہار جانے پر سیاسی لوگوں کے سامنے کیا منہ لیکر جائیں گے؟ عمران خان کے سیاسی میدان میں نا بالغ پن اور طاہر القادری اور عمران خان کی ضد اور ہٹ دھرمی اور انا پرستی نے جیتی ہوئی بازی ہار دی ہے۔ جس کا ہم سمجھتے ہیں کہ سب سے زیادہ نقصان کرکٹر کو ہوا۔ طاہر القادری کے دھرنوں کے خاتمے کے اعلان کے ساتھ ہی عمران خان سیاست کے میدان میں اکیلے بے یار و مددگار ہو کر سیاسی یتیمی کے دور میں ایک مرتبہ پھر داخل ہو چکے ہیں۔ در حقیقت طاہر القادری اپنی ضد اور انا کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں۔ ان کے لئے سب سے بہتر راستہ یہ ہی ہے کہ وہ خاموشی سے کینڈا واپس جا کر اپنے اسپونسرز سے اپنی اس عظیم الشان ناکامی پر معافی کے خواست گار ہو جائیں تا کہ انہیں اگلا ٹاسک زیادہ منظم اور زیاہ بہتر بنا کر انہیں دیا جا سکے۔

طاہر القادری کی سب سے بڑی بد قسمتی یہ ہی ہے کہ وہ اس قوم کی اکثریت کو بے وقوف سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال یہ تھا کہ ان کی چرب زبانی کا شکار پوری قوم ہو جائے گی جو ہو نہ سکا۔ وہ اپنے آپ کو کوئی بہت بڑی روحانی اور ماورائی شخصیت بنا کر پیش کرتے رہے ہیں۔ جو لوگ ان کے جھوٹ فریب کی حقیقت سے واقف

ہیں انہوں نے کبھی بھی انہیں ایک معمولی وکیل سے زیادہ درجہ نہیں دیا۔ مگر چند ایسے لوگ جو اپنے عقل و شعور سے کام نہیں لیتے بلکہ قادری کی روحانیت کے سحر میں مبتلا ہیں ۔وہ تو ان کے ہر فریب پر سر دھنتے نظر آتے ہیں۔ ہر نئے آنے والے دن نئی پیشنگوئی کرتے اور اُس پیشنگوئی کی ناکامی پر وہ شرمندہ ہونے کے بجائے ڈھٹائی سے اگلی پیشنگوئی کرتے دیکھے جاتے رہے ہیں ۔اپنے دھرنے کے دنوں کی جگار کو انہوں نے نعوذ باللہ، لیلت القدر کی عبادتوں کے برابر تک قرقر دیدیا تھا۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ کہاں لیلت القدر اور کہاں ناچ گانے اور اوباہی کے مناظر والی رات۔ جس کو گمراہی کے سوائے کیا نام دیا جاسکتا ہے؟ جس سے ان کی ذہنی کیفیت کا قوم خود اندازہ لگا سکتی ہے۔ کبھی شیخ عبدالقادر جیلانی سے ان کا ٹاکرا چل رہا ہوتا ہے۔ تو اکثر اوقات پیغمبرِ اسلام حضرت محمد ﷺ تو جیسے ان انہیں راستہ بتارہے ہوتے ہیں ۔ یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے میرے پیارے نبی ﷺ جب کسی کی رہنمائی فرماتے ہیں اور راستہ بتاتے ہیں تو اس کے نتائج سو فیصد وہ ہی ہوتے ہیں جو بتائے جاتے ہیں۔ مگر قادری تو جتنی بھی باتیں کرتے رہے ان میں سے ایک بھی سچی ثابت نہیں ہوئی۔ ان کے کفریہ بیانات پر قوم توجہ دے کر ان کا کڑا احتساب کرنا چاہئے۔ تاکہ اس قسم کے خود پرست اور انانیت کے مارے لوگوں کے راستے میں دیوار کھڑی جی جاسکیں۔ آخر میں ان کی جانب سے یہ ہی کہا جاسکتا ہے "بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے"

ہندوستان پاکستانیوں کا امتحان لینے کی کوشش نہ کرے

ہندوستانی ذہنیت کو ہم پاکستانیوں سے بہتر کوئی نا جانتا ہے اور نا سمجھ سکتا ہے۔ ہندو ذہنیت نے ہمیشہ بے ایمانی اور مکاری کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ ہماری سرحدوں پر افرا تفری پھیلا کر سمجھتا ہے کہ سکون سے رہ سکے گا تو یہ اس کی بھول ہے۔ گذشتہ چار ماہ سے اس نے ہماری ورکنگ باؤنڈری اور لائن آف کنٹرول پر غنڈہ گردی سے دہشت پھیلانے کی ناکام کوشش جاری رکھی ہوئی ہے۔ بی جے پی اور نرندر مودی کی بربریت سے تو ہم ہی کیا ہندوستان کا ہر مسلمان بھی واقف ہے۔ مودی پاکستان پر دہشت گردی کرکے کشمیر میں بی جے پی کا اقتدار قائم کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ اگر آٹھ لاکھ فوجی رائفلز کے ذریعے زبردستی کشمیریوں کے ووٹوں کے بغیر کشمیر میں غاصب حکومت قائم بھی کرلی تو لاٹھی گولی کے دم پر ہی وہ یہاں پر اقتدار و حکومت کر پائے گا؟؟؟ ایسا اقتدار مودی حکومت کا صرف دنیا کی آنکھوں دھول جھونکنے کے مترادف ہوگا۔ ہندوستان نے بقر عید کے موقعے پر ہمارے شہریوں کی 20 کے لگ بھگ لاشیں گرا کر کشمیریوں کے حوصلے پست کرنے کی ناکام کوشش بھی کرکے دیکھ لی ہے۔ جس کا سب سے زیادہ اندازہ ہندوستان کو ہی ہوا ہوگا۔

ہندوستان کے دفترِ خارجہ کے ترجمان سید اکبر الدین نے نئی دہلی میں کہا ہے کہ مسئلہِ کشمیر پر پاکستان کو اقوام متحدہ میں جانے کا فائدہ نہ پہلے ہوا ہے اور نہ اب ہوگا۔ پاکستان اور بھارت امن کی سڑک نیویارک سے نہیں اسلام آباد اور لاہور سے نئی دہلی آتی ہے۔ پاکستان جمو و کشمیر کا معاملہ پہلے بھی اقوام متحدہ میں اٹھاتا رہا ہے۔ لیکن اب تک اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا ہے۔ اور اب بھی وہ اس معاملے کو اقوام متحدہ میں لے گیا ہے۔ یہ ایک مخصوص ترکیب ہے جو پاکستان بھارت کو خوف ذدہ کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ پاکستان بھارت سے بات کرے اس کا یقینی حل صرف پاکستان اور بھارت کے پاس ہے۔ اقوام متحدہ جاکے پاکستان نے ثابت کر دیا کہ وہ بھارت کے ساتھ مذاکرات نہیں چاہتا ہے۔ وہ شملہ اور لاہور معاھدے کے تحت مذاکرات کرنے سے انکار کر رہا ہے۔ شائد سید اکبر اس بات سے نہ واقف ہیں کہ خود ہندوستان نے مذاکرات کے عمل کو ملتوی کرکے سرحدوں پر اشتعال پھیلانے کا عمل شروع کیا ہوا ہے۔ وہ پاکستان کی سنجیدگی کو ہماری کمزوری سے تعبیر کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندواستان اشتعال انگیزی کا کوئی موقع ہاتھ سے گوانا نہیں چاہتا ہے۔ پاکستان مسئلہِ کشمیر کو ہندوستان کی صفِ اول کی قیادت کے وعدوں کے مطابق حل کرنے کا خواہشمند ہے۔ پاکستان اس مسئلے کے حل کے لئے انتہائی سنجیدہ ہے۔ کیونکہ یہ مسئلہ ہماری زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ پاکستان اس مسئلے کو ہر فورم پر اور ہر ملک میں اٹھانے کا حق محفوظ رکھتا ہے۔ ہندوستان کشمیر پر سے دنیا کی توجہ

ہٹا کر اپنے من مانے طریقۂ کار کے تحت اس کا حل تلاش کرنا چاہتا ہے جو کسی طرح بھی ممکن نہیں ہے۔ مگر ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ جب لندن میں کشمیر کاز کو اجاگر کرنے کیلئے لوگوں نے ایک بہت بڑا مظاہرا کیا تو عمران خان کے اناڑیوں نے اپنے سربراہ کے سیاسی تعصب کی بنا پر بلاول زرداری (جس کو ہم بھی پاکستان کی لیڈرشپ کے حوالے سے اہم نہیں سمجھتے ہیں) کو کشمیر کاذ پر بولنے سے روک دیا۔ جس سے ساری دنیا میں پاکستان کی زبردست سبکی ہوئی اور ہندوستان کا متعصب میڈیا بغلیں بجانے لگا۔ عمراں خان کے اناڑی لگتا ہے کہ مسئلہ کشمیر پر سنجیدہ نہیں ہیں۔

ہندوستان کی را، سی آئی اے اور خاد کے ساتھ مل کر جہاں کہیں بھی اسے تخریب کاری کا موقع ملتا ہے بھرپور تخریب کاری کر جاتی ہے۔ پاکستانیوں کی اکثریت کا یہ خیال ہے کہ واگہ بارڈر پر ہونے والا خودکُش حملہ را کی تخریبی کاروئی کا حصہ ہے۔ جس میں سے زیادہ قیمتی جانوں نے جامِ شہادت نوش کیا اور 185، سے زائد افراد زخمی، 60 ہوئے یہ دھماکہ ہمارے سیکورٹی لیپس کی بھی عکاسی کرتا ہے۔ کیونکہ ایجنسیز اس کی اطلاع پہلے ہی دے چکی تھیں۔ یہ واقعہ پریڈ اور پرچم اتارنے کی تقریب کے اختتام پر اُس وقت کیا گیا جب بڑی تعداد میں لوگ واپس گھروں کو جا رہے تھے۔ تقریبا بیس سالہ خود کُش نوجوان بمبار نے ہجوم میں گھس کر خود کو اڑا لیا۔ جس سے انسانی اعضا چیتھڑوں کی طرح

بکھر گئے اور ہر جانب چیخ و پکار اور بھگدڑ سی مچ گئی۔اس تخریب کاری میں 3 ، رینجرز اہلکار شہید ہوئے ،ایک ہی خاندان کے 9 ،افراد اور ایک دوسرے خاندان کے 5 ،افراد شہید ہوئے ، شہداء میں 12۔ خوتین اور 7 ،بچے بھی شامل بتائے گئے ہیں زخمیوں میں درجنوں افراد کی حالت تشویش ناک بتائی گئی ہے۔اس دھماکے میں 5، کلوگرام بارودکا استعمال کیا گیا تھا۔ راکے ذریعے ہندوستان ایسی بزدلانہ کاروئیاں اکثر کراکے پاکستانیوں کے حوصلے پست کرنا چاہتا ہے تو یہ اس کی بھول ہے۔اس دھماکہ کی ذمہ داری اُن ہی تین تنظیموں نے قبول کی ہے جن کی ہندوستان، افغانستان اور امریکہ کی جانب سے فنڈنگز کی جارہی ہیں۔امن کی آشا کا گیت الاپنے والوں کو نوید ہو کہ نرندر مودی سرکار جنگ ''کی آشاکے سوئے کسی امن و من کی آشا کو نہیں مانتی ہے۔''

بڑی عجیب بات یہ ہے کہ مذکورہ بالا ایکشن کے بعد ہندوستان نے خود ہی پاکستانی سرحدوں کے ساتھ اپنی سیکورٹی کو ریڈ الرٹ کے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔اس واقعے سے دو دن قبل اس خبر نے پاکستان میں اور بھی سنسنی پیدا کر دی تھی کہ بلوچستان میں تخریب کاری کے لئے ہندوستان اور افغانستان سے آنے والا اسلحہ و گولہ بارود پکڑا گیا جس میں 4، ٹن خطرناک بارودی مواد،100، میزائل،18 ، خودکُش جیکٹیں، راکٹس ہزاروں کی تعداد میں گولیا اور دیگر خطرناک اسلحہ شامل تھا۔اس کاروائی میں ایک دہشت گرد کو بھی گرفتار کر لیا

گیا۔یہ کاروائی ضلع قلعہ عبداللہ کی تحصیل گلستان میں کی گئی۔پاکستان میں دہشت گردی کے لئے بھیجا جانے والا اسلحہ اگر نا پکڑا جاتا تو یہ بلوچستان کے محرم کے پروگراموں میں بے دریغ استعمال کیا جاتا اور نہ جانے کتنے بڑے نقصانات پاکستان کو برداشت کرنے پڑتے۔

نئی دہلی کے امام جامع مسجد نے وزیراعظم پاکستان نواز شریف کو اپنے بیٹے کی دستار بندی کی تقریب میں شرکت کی دعوت دی تو نریندر مودی کے پالتو اب یہ تڑیاں لگا رہے ہیں کہ نواز شریف اگر دہلی کی جامع مسجد آئے تو ہندو انتہا پسند تنظیم شیو سینا ان پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے گی۔انتہا پسند ہندو جماعت نے یہ بھی کہا کہ دہلی کی جامع مسجد کے امام بخاری غدار ہیں ہندوستان کی حکومت انہیں پاکستان بھیجدے۔ان بیانات اور ہندوستانیوں کی باتوں سے یہ اندزہ کرنا مشکل نہیں ہے کہ ہندوستا کا ہندو خاص طور پر نریندر مودی کے دور میں کبھی بھی مسلمانوں یا پاکستان سے ہندوستا کے تعلقات بہتری کی طرف نہیں جا سکتے ہیں۔دوسری جانب ہندوستان پاکستانی سرحدوں پر مسلسل دراندازی پر لگا ہوا ہے۔ڈی جی پنجاب رینجرز کا کہنا ہے کہ ہندوستان ورکنگ باؤنڈری پر چھوٹے پیانے کی جنگ لڑ رہا ہے۔جس نے گذشتہ چار سالوں کے دوران ساڑھے تین ہزار حملے چھوٹے ہتھیاروں سے کئے ہیں۔جس سے پاکستان کو دبایا نہیں جا سکتا ہے۔ڈی جی رینجرز کا یہ بھی کہنا ہے کہنے یہ دعویٰ بھی کیا کہ پاکستان کی جانب سے

کبھی بھی ورکنگ باؤنڈر کی خلاف ورزی نہیں کی گئی۔پاکستان نے ہمیشہ دفاعی کاروائی کی ہے۔ہندوستان جہاں سے بھی فائرنگ کریگا وہیں اسے بھرپور جواب دیا جائے گا۔دوسری جانب وزیر داخلہ چوہدری نثار نے بھی کہا ہے کہ کسی کی بھی اجارہ داری اور تھانیدار قبول نہیں ہندوستان کی دراندازی کا بھرپور جواب دیا جاکوئی بھی کسی غلط فہی میں نا رہے۔پاکستان کے فوجی ترجمان کا کہنا ہے کہ سرحدوں پر امن چاہتے ہیں مگر ہندوستان جارحیت کا بھرپور جواب دیں گے۔پاکستان کی قومی اسمبلی میں ہندوستانی جارحیت پر شدید احتجاج کیا گیا اور کہا گیا کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جائے گا۔ہماری امن پسندی کی پالیسی کو کمزوری نہ سمجھا جائے۔ہم خطے میں امن کی خاطر مصلحت سے کام لے رہے ہیں۔ہم کہتے ہیں کہ ہندوستان پاکستانیوں کے صبر کا امتحان لینے کی کوشش نہ کرے۔پاکستانی قوم اور اس کی عسکری قوت کا اگر صبر کا پیانہ لبریز ہوگیا تو ہندوستان کو بڑی ہزیمت کا سامنا کرنا پڑ جائیگا۔

.....داعش القاعدہ کی طرح کا امریکی ڈرامہ ہے

جو ایران اور عرب دنیا کی تباہی کا پیش خیمہ ہوگا

امریکہ اور اسرائیل نے برطانیہ کو اعتماد میں لے کر عرب اور اسلامی دینا خاص طور پر ایران کی تباہی اور پاکستان جیسی اسلامی ایٹمی قوت کو قابو کرنے کے لئے داعش کے نام سے ایک اور ڈرمے کا آغاز کر دیا جس طرح انہوں نے پہلے تحریکِ جہاد اروس کے خلاف شروع کرائی اور بعد کی القاعدہ، جسے دہشت گرد تنظیم کہا جانے لگا۔جس کے نام پر ایک جانب مشرق وسطی کے اسلامی ممالک میں تباہی پھیلائی گئ اور بعد میں افغانستان اور پاکستان کی تباہی کے دروازے کھول دیئے۔داعش کے ڈرامے کو multi purposes Drama، کے طور پر ہمیں بنظرِ غائر دیکھنا ہوگا۔کیونکہ یہاں پر ایک جانب ایران کا ایٹمی پروگرام امریکہ اور اسرائیل کے نشانے پر ہے تو دوسری جانب پاکستان کو بھی کسی حالت میں آگے نہیں بڑھنے دینا ہے۔جو ان کی آنکھوں میں خطرناک کانٹے کے طور پر کھٹک رہے ہیں۔تیسری جانب گریٹر اسرائیل کی تعمیر میں عرب ریاستوں کے حصے بخرے اور ٹکڑے ٹکڑے کرکے ان کے تیل کے ذخائر پر قبضہ کرکے دنیا کی راج دہانی پر ہمیشہ کیلیئے امریکہ اپنا سکہ برقرار رکھنے کی تگ و دو میں دن رات مصروف

ہے۔ان گندے مقاصد کی تکمیل میں اس کا سب سے بڑا معاون اسرائیل ہے اور دوسرے نمبر کا خفیہ معاون برطانیہ ہے۔ جنھوں نے داعش نامی جعلی اسلامی تنظیم کھڑی کرکے اس کے سربراہ کو بڑے سُتھرے طریقے تربیت دے کر اسلامی اسکالر کے طور پر پیش کیا ہے۔ داعش کی تحریک کو اسلامی جذباتیت کا رنگ دے کر اپنے ایک انتہائی تربیت یافتہ شخص کو" ابو بکر البغدادی "کا نام دے کر میدان میں اتارا گیا ہے جو (بلیک واٹر) کالے پانی کاانتہائی خطرناک ایجنٹ ہے۔ درحقیقت یہ عرب دنیا کیلئے ایک اور "لارنس آف عربیہ" ہے۔ جسے اپنی مادری زبان انگریزی کے ساتھ عربی زبان کا بہت بڑاما ہر عالم بنایا گیا ہے۔ جسے قرآن و حدیث کی بھی بہترین علمی قابلیت دلائی گئی ہے۔ جس کو تحریر و تقریر کے فن سے بھی آراستہ کیا گیا ہے۔ جس کا تعلق عراق کے شہر بغدا کے ایک غیر معروف گاؤں سے بتایا جاتا ہے، جس کے شواہد موجود نہیں ہیں۔ البغدادی کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے اسلامک یونیورسٹی آف بغداد سے تعلیماتِ اسلامی میں بی اے،ایم اے اور پی ایچ ڈی کیا ہے۔ مگر اس دعوے کے شواہد ناپید ہیں۔ کوئی ان کے گاؤں کا فرد یا کلاس فیلو آج تک سامنے نہیں آیا ہے۔ ابو بکر البغدادی اسلامک اسٹیٹ آف (ISIS) شکل و شباہت کے لحاظ سے تو عرب لگتا ہے۔ اس کو عراق اینڈ شام (دولتِ اسلامیہ فی العراق و شام) کا سربراہ بنا کر میدانِ عرب پر اتارا گیا ہے۔ (مستقبل کی تاریخ موجودہ ابو بکر البغدادی کے چہرے کا پردہ ضرور ہٹائے گی پھر دودھ کا دودھ پانی کا پانی سامنے آجائے گا) مبینہ طور پر

میں عراق پر امریکی حملے کے بعد ابو بکر البغدادی نے ایک عسکری تنظیم، 2003 جماعت جیش اہلِ سنت والجماعت کی بنیاد رکھنے میں اہم کردار ادا کیا تھا پھر کہا جاتا ہے کہ البغدادی 2006، میں مجاہدین شہری کونسل کا حصہ بن گیا اور 29، جون 2014، کو اس گروپ نے اپنا نام دولتِ اسلامیہ رکھ لیا اور خلافت قائم کرنے کا اعلان کر دیا جس کا خلیفہ ابو بکر البغدادی کو بنایا گیا۔ داعش کے امیر ابو عمر البغدادی کے قتل کے بعد ابو بکر البغدادی 16، مئی 2010، کو داعش کے امیر مقرر ہوئے۔ داعش کے 43، سالہ رہنما ابو بکر البغدادی کو ایک دوسرے نام، ابراہیم بن عواد کے نام سے بھی متعارف کرایا گیا ہے۔

ستمبر 2014، کو امریکہ نے داعش کو عراق اور شام دونوں مقامات پر کچلنے کے، 10، منصوبے کا اعلان کیا۔ جس کے نتیجے میں 23، ستمبر سے امریکی جنگی طیارے مسلسل داعش اور القاعدہ کو فضائی حملوں کا نشانہ بنانے کا دعویدار ہے۔ عراقی نٹیلی جینس کا کہنا ہے امریکی فضائی حملے میں داعش کے سربراہ ابو بکر البغدادی کی ممکنہ ہلاکت کی تحقیقات شروع کر دی گئی ہے۔ اس بارے میں ابھی تک کوئی حتمی معلومات موجود نہیں ہیں۔ کہا گیا ہے کہ اس کی تصدیق میں چند دن لگیں گے۔ جب کہ دوسری خبر یہ ہے کہ دولت اسلامیہ کی جانب سے ابو بکر البغدادی کے زخمی ہونے کی تصدیق کر دی گئی ہے۔ ایک خبر یہ بھی ہے کہ دولت اسلامیہ کے

سر براہ کی گرفتاری پر واشنگٹن نے ایک کروڑ ڈالر کا انعام رکھا تھا۔امریکی محکمہ دفاع کے ریکارڈ کے مطابق البغدادی کو ایک بار گرفتار بھی کیا گیا اور وہ 2004، میں چند ماہ عراق میں امریکی فورسز کی قید میں بھی رہا۔، اکتوبر 2011، کو امریکی دفتر خارجہ نے ابو بکر البغدادی کو انتہائی مطلوب عالمی دہشت گرد قرار دیتے ہوئے ان کے زندہ یا مردہ گرفتاری پر یا معلومات فراہم کرنے پر ایک کروڑ ڈالر کا انعام کا بھی اعلان کیا تھا۔

عراقی انٹیلی جینس ایجنسی کے ذریعے سے خبر دلوائی گئی کہ 9 ،نومبر 2014 کو ایک امریکہ کی جانب سے داعش کے ایک ٹھکانے پر حملہ کیا گیا ہے۔یہ ڈرامیائی خبر ساری دنیا میں پھیلائی گئی۔جس میں کہا گیا کہ داعش کے اجلاس میں اتحادی طیاروں نے بمباری کی ابو بکر البغدادی کے مارے جانے کی اطلاع بھی ہے۔مگر یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ مارا گیا ہے یا نہیں۔مگر متعدد کمانڈر مارے گئے ہیں۔اطلاعات کے مطابق عراق کے علاقے القاسم میں اُس مکان کو نشانہ بنایا گیا جہاں داعش کے سینئر رہنما اجلاس کے لئے اکٹھا تھے۔مگر امریکہ کی جانب سے اس حملے کی شدت کے ساتھ تردید کی گئی ہے۔امریکہ کی جانب سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ امریکہ نے القاسم میں کوئی حملہ نہیں کیا البتہ ایک چھوٹے سے قافلے پر بمباری ضرور کی گئی ہے۔امریکہ اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کے لئے کئی مصنوعی ڈرامے بھی کھیلتا رہا ہے اور مزید بھی کھیلے گا۔جس میں اگر

اسے ضرورت پڑی تو بغدادی کو بھی مار دے گا۔تاکے اس پر کوئی حروف نا آئے۔اور دنیا اس کے اور اسرائیل کے کھیل سے بے خبر رہے۔

دوسری جانب امریکہ ایران کو جال میں پھنسانے کے لئے ایک نیا جال بُن رہا ہے جس کی واشنگٹن پوسٹ نے امریکی صدر بارک اوبامہ کے حوالے سے خبر دی ہے جس میں یہ انکشاف ہوا ہے کہ انہوں نے ایرانی صدر آیت اللہ خامینائی کو خفیہ طور پر خط لکھا ہے جس میں اوبامہ نے شدت پسند تنظیم داعش کے خلاف جنگ میں تعاون پر زور دیتے ہوئے کہا ہے کہ داعش امریکہ اور ایران کے لئے مشترکہ خطرہ ہے۔جس کے خلاف مل کر لڑنے کی ضرورت ہے۔دنیا دکھاوے کے لئے داعش کو نشانہ بنانے کا ڈرامہ بھی امریکہ کی طرف سے رچایا جا رہا ہے۔مگر اس کے ان ڈرامائی حملوں کا داعش پر کوئی خاطر خواہ اثر دکھائی نہیں دیتا ہے۔ دوسری جانب مسلمانوں میں شیعہ سُنی اختلافات کو عروج پر پہنچا کر اپنے مذموم مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

شام میں برسرپیکار داعش نامی شدت پسند تنظیم کے ابوبکر البغدادی خود ساختہ خلیفہ نے اپنے نئے وڈیو پیغام میں ان افوہوں کی تردید کی ہے جن میں کہا جا رہا تھا کہ امریکی فضائی کاروائی میں وہ مارے گئے ہیں۔اپنے آڈیو پیغام میں ابوبکر البغدادی نے اپنے لوگوں کو یہ ہدایت جاری کی ہے کہ وہ

عرب ممالک پر حملے کریں۔وہاں موجود مرتدوں کو جہنم رسید کریں ۔دوسری جانب داعش کی قیادت پر امریکہ کے فضائی حملے پر کوئی تبصرہ نہیں کیا گیاان کا پہلی مرتبہ یہ بھی کہنا تھا کہ داعش اب عراق و شام سے نکل کر پوری دنیا میں اپنے قدم جما رہی ہے۔ان کے اس آڈیو پیغام کا انگریزی زبان میں متن بھی جاری کیا گیا ہے۔ابو بکر البغدادی کے اس آڈیو پیغام سے بھی اس بات کی کھل کر وضاحت ہوتی ہے کہ یہ امریکی اور یہودی پٹھو ہیں جو اسلامی دنیا کو کبھی بھی سکون سے نا رہنے دیں گے۔جہاد کے نام پر ایک جانب مسلم ممالک میں انتشار پیدا کرنا ہے تو دوسری جانب شیعہ سُنی فساد برپا کرانا ہیں۔ تیسری جانب اسرائیل کو مضبوط کرنے کی غرض سے عرب ریاستوں کی تخریب ان کے ایجنڈے کا حصہ ہے۔اس میں ایک جانب انہیں شیعہ انتہا پسندوں کی حمایت حاصل ہو گی تو دوسری جانب سُنی انتہا پسندوں کو بھی اپنے جال میں پھنسائے رکھیں گے۔

امریکہ کے محکمہ دفاع کی جانب سے پاکستان پر یہ الزام لگایا ہے کہ پاکستان ہندوستان اور افغانستان میں شدت پسندوں کو ان ممالک کے خلاف استعمال کر رہا ہے۔جس کا کوئی کوئی ثبوت بھی فراہم نہیں کیا گیا ہے۔پاکستان نے پینٹاگون کی رپورٹ پر امریکی سفیر کو محکمہ خارجہ میں طلب کرکے شدید احتجاج کیا ہے۔در حقیقت امریکہ ایک جانب پاکستان کے خلاف ہندوستان کو منظم کر رہا ہے تو دوسری جانب اپنے اُن ایجنٹوں کے ذریعے جنکو گذشتہ حکومت کے دور میں ریمنڈ

ڈیوس کے ساتھ بغیر ویزوں کے داخلہ دیدیا گیا تھا۔ انکی تعداد سات سو بتائی گئی تھی جو تمام کے تمام بلیک واٹر کے کارندے تھے۔ پاکستان میں جس قدر بھی سبوتاج کے کھیل کھیلے گئے تھے ان میں ان ایجنٹوں کی بھرپور شرکت تھی اور آج بھی لوگ راتوں کے اندھیروں میں نکل نکل کر داعش کے لئے شہر بہ شہر میں وال چاکنگ میں مصروف ہیں۔ کیونکہ ایران اور پاکستان ان کے بڑے ٹارگیٹ ہیں۔ گذشتہ ہفتے اعلیٰ حکومتی ادارے کے عہدیداروں کو داعش کے حوالے سے بھیجا گیا ایک خفیہ میمو منظر عام پر بھی لایا گیا۔ جس میں حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو انتباہ جاری کیا گیا اور جس میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ داعش پاکستان پر حملوں کے لئے ماسٹر پلان بنا رہی ہے۔ جس نے دس رکنی اسٹریٹیجک ونگ بھی تشکیل دیدیا ہے۔ جو پاک فوج اور حساس تنصیبات کو نشانہ بنائے گا۔

امریکہ کی سی آئی اے ایجنٹس مسلمان خوتین کے روپ میں داعش کا حصہ بن رہی ہیں جن کے متلق کہا جارہا ہے کہ انٹرنیٹ کے ذریعے مغرب سے تعلق رکھنے والی سینکڑوں مسلمان نوجوان خواتین دولت اسلامیہ عراق وشام کے جنگجوؤں سے شادی کیلئے شام جا چکی ہیں۔ کیونکہ داعش نے جنگجو بھرتی کرنے کے لئے (سماجی ابلاغ) سوشل میڈیا کا استعمال شروع کیا ہوا ہے۔ یہ خبر بھی زبان زدِ عام ہے جس کو ایک امریکی سیکورٹی ایجنٹ ایڈورڈ اسنوڈن نے ظاہر کیا ہے جو امریکی

نیشنل سیکورٹی ایجنسی کی دستاویزات پر مبنی ہیں۔ کہ ابو بکر البغدادی اسرائیلی خفیہ ایجنسی موساد کا ایجنٹ ہے۔ ایڈورڈ اسٹون کا یہ بھی کہنا ہے کہ ان پوشیدہ دستاویزات نے ان قیاسوں پر بھرپور روشنی ڈالی ہے۔
یہ بات حیرت انگیز ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی ایک خاصی تعداد بمعہ اقوام متحدہ نے اس تنظیم کو دہشت گرد تنظیم Declare کر دیا ہے۔ یہ بات ہمیں ذہن، میں رکھنی چاہیئے کہ مغرب کی ایجنسیوں کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ جو کچھ یہ کرتی ہیں اُس کے معنی الُٹ ہوتے ہیں۔ مگر یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اچانک یہ تنظیم ابھر کر سامنے آتی ہے اور عراق کے بڑے بڑے علاقوں اور تیل کی تنصیبات پر آسانی کے ساتھ قبضہ بھی کرلیتی ہے اور عراق کی شیعہ کمیونیٹی پر مظالم کی انتہائی بھیانک تصویر بھی مرتب کر دیتی ہے۔ جس سے شیعہ سنی نفاق کے بیج بوے جا رہے ہیں۔ تاکہ اس دشمنی کی آڑ میں امریکہ و اسرائیل کا ایجنڈا پروان چڑھانے میں کوئی دقت بھی سامنے نا آئے اور مسلمانوں کے نفاق سے ان کے مقاصد کے حصول کو انتہائی آسان بنا لیا جائے۔ ایک سوال یہ بھی ہے کہ داعش کے پاس اس قدر جدید ترین اسلحہ کن ذرئع سے پہنچا؟ ان کے جنگجوؤں کی تربیت کہاں کی گئی ؟ اس جدید ترین اسلحے کی خریداری کے لئے اس قدر کثیر رقم کس نے مہیا کی ؟ اس کا جواب اکثر ماہرین یہ دیتے ہیں کہ یہ کام سی آئی اے اور موساد مل کر رہی ہیں۔ جس میں دونوں کے ممالک کے اپنے اپنے

مفادات شامل ہیں۔ مگر مغربی میڈیا سے اس کے بر عکس پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ ابوبکر البغدادی اور آئی ایس آئی ایس کو سعودی عرب اور قطر کے شہریوں سے امداد مل رہی ہے۔ جس کی ہر دو جانب سے تردید کی گئی ہے۔ تمام پاکستانیوں کو داعش کے ڈرامے سے اپنے آپ کو دور رکھنے کی اس وقت اشد ضرورت ہے۔

برائے فروخت میڈیا پرسن عمران خان کے پاس بہت ہیں

عمران خان پاکستان کا ایک ایسا سیاسی نام ہے جس کو سن کر ہر سوجھ والا اور پڑھا لکھا شخص سر پیٹ لیتا ہے۔کیا پاکستانیوں کی قسمت اتنی بری ہو گئی ہے؟ کہ ایسے رہنماؤں سے واسطہ پڑ رہا ہے کہ جن کی زبان اچھی ہے نہ دل و دماغ اپنے ٹھکانے پر ہے!!! اور خواب اعلیٰ ایونوں میں راج گدی پر بیٹھنے کا ہے۔گذشتہ تین مہینوں سے پر روز خواب میں وزیر اعظم نواز شریف استعطے دیکھتے ہیں اور رات بارا بجے تک اسی سحر میں گم رہتے ہیں۔لندن پلان بنوانے والوں نے انہیں خوب ہی سُہانے سپنے دکھائے تھے۔چونکہ یہ بوٹ بردار جمہوریت کے حامی ہیں لٰہذا ہر روز کپتان کی انگلی اُٹھنے کا انتظار رہامگر کوئی بودی باشاہ ان کا خواب باوجود وعدوں کے پورا کرنے نہیں آسکا اور انُ کی وکٹیں ایک کے بعد ایک گرتی چلی جا رہی ہیں۔اب وزیر اعظم کے استعفے سے رجوع کر لینے کے بعد۔انوکھے لاڈلے کا نیا مطالبہ سامنے آچکا ہے کہ عدالتی کمیشن دھاندھلی کے الزامات کی تحقیقات کیلئے بنایا جائے جس میں ایم آئی اور آئی ایس آئی کو شامل کیا جائے۔یہ کمیشن 4، سے 6 ،ہفتوں میں تحقیقات مکل کرے۔پہلے موصوف کو تصدق حسین گیلانی پر مکمل اعتماد تھامگر اب انہیں عدلیہ غیر جانبدار دکھائی نہیں دے رہی ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان کی منشاء یہ ہے کہ اب انجینیز کے لوگ سیاست میں داخل ہو کر ان کے

ارادوں کے مطابق انہیں اقتدار دلا کر ان کی تشفی کر دیں جو فی الوقت ت ممکن دکھائی نہیں دیتا ہے مگر انوکھا لاڈلہ کوئی بھی مطالبہ کر سکتا ہے۔دوسرے جانب اس غیر آئینی مطالبے حکومت نے اور دیگر سیاسی جماعتوں نے یکسر مسترد کر دیا تھا۔س نا معقول مطالبے کی سیاست کے ایوانوں میں سے ہر جانب سے مخالفت سامنے آ رہی ہے۔

عمران خان پاکستان کی سیاست میں ایسا نام ہے جس نے اپنے نا معقول بیانات کے تسلسل سے کئی اپنے اچھے حمائیتوں کو بار بار سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔ان کے عتاب سے چوہدری برادران اور شیخ رشید جو غالبا موجودہ سیاسی دورانیے میں ان کے سیاست کے میدان میں استاد کا درجہ رکھتے ہیں کے سوائے کوئی بھی نہیں بچ سکا ہے بلکہ ان کے اسٹیج سے وہ جس قدر مسلم لیگ ن اور اس کے سربراہ کے خلاف بد زبانی بد کلامی کر سکتے ہیں کرتے ہیں انہیں کوئی پوچھنے والا اس لئے نہیں ہے کہ زبان درازی میں عمران خان ان سے بھی لمبی زبان رکھتے ہیں۔بلکہ عمران خان نے توجب موقعہ ملا اپنی حلیف جماعت، جماعتِ اسلامی کو بھی رگید کے رکھ دیا کیونکہ وہ نظریاتی طور پر پی ٹی آئی کے جماعتِ اسلامی کے مقابلے میں زیدہ قریب ہیں۔اپنے لوگوں کے سمجھانے پر جماعت اسلامی کے امیر سے معافی تلافی کر لی ورنہ خیبر پختونخواہ کی حکومت لرزہ بااندام ہونے کے قریب تھی۔

لوگوں کا خیال ہے کہ جس کے پاس خاندانی عزت و وقار ہوتا ہے وہ کبھی بھی کسی کی پگڑی نہیں اچھالتا ہے۔ہماری دیہاتی زبان میں ایک مقولہ ہے کہ ''جس کی اتر گئی لوئی اُس کا کیا کرے گا کوئی'' اتنی بری زبان تو کسی انتہائی اُجڈ شخص کی بھی نہیں ہو سکتی جتنی بری اور ناشائستہ زبان شیدا پنڈی اور کرکٹر عمران خان کی ہے۔ان دونوں کو کسی کی بھی عزت و وقار کا پاس ہے نہ اپنی بری زبان کا احساس ہے۔ کیا یہ ہی پاکستان کے 20 کروڑ عوام کے بادشاہ بننے کے خواب دیکھ رہے ہیں؟؟؟ یہ دونوں تو زبان و بیان کے حوالے سے اس قابل بھی نہیں ہیں کہ ان کو کسی مزار کی جُوتیاں ہی سیدھی کرنے پر معمور کیا جا سکے۔چہ جائے کہ پاکستان کا حکمران بنایا جائے ۔وہ شخص جو عقل سے عاری اور کانوں کا کچا ہو کیا کسی معمولی سے عہدے کے بھی لائق ہے؟ افسوس ان ڈانس پارٹیوں اور سنگرس پارٹیوں پر ہے جو ایسے بدزبان اور شُتر بے مہار کو اپنا لیڈر مانتے ہیں۔ میرے محلے کے بچے تو عمران خان کی تصویر اخبار میں دیکھتے ہی کہہ اٹھتے ہی''اوئے اوئے'' کیونکہ ان کا ہر جملہ اپنے مخالفوں کے لئے اوئے سے ہی شروع ہوتا ہے اور اوئے پر ہی ختم ہوتا ہے۔۔عمران خان اس ملک کی بدقسمت تاریخ کا ایسا رہنما ہے جس کی زبان میں کہیں بھی شیرینی تو دکھائی ہی نہیں دیتی ہے۔'' ہر بات پہ کہتے ہو کہ تو کیا ہے تم ہی بتاؤ کہ یہ اندزِ گفتگو کیا ہے؟''

اب ان کی ٹون میں ایک عظیم الشان تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ اب انہوں نے نے سیاست دانوں کا پیچھا چھوڑ کر صحافیوں اور میڈیا ہاؤسز کی خبر لینے کی ٹھانی ہے۔ماضی کی طرح ایک اور جھوٹ کی پوٹ کھولی ہے۔جس میں وہ کہتے ہیں کہ حکومت نے صحافیوں کالم نگاروں، تجزیہ کاروں اور اینکر پرسنز کا ضمیر خریدنے کی کوشش کی اور اس مقصد کے لئے انہوں نے 270، کروڑ روپے ان لوگوں کو دیئے ہیں۔مگر یہ بات بھی گذشتہ سینکڑوں جھوٹوں میں شامل کرلینا چاہیئے جو وہ گذشتہ تین ماہ کے دوران گھڑ گھڑ کے پیش کرتیر ہے ہیں۔آئندہ دنوں میں یہ جماعت اسلامی کی طرح صحافیوں کے آگے بھی ہاتھ جوڑتے دکھائی دیں گے۔کیونکہ متلون مزاجی ان کا شیوہ رہی ہے ان کی چولی میں .برائے فروخت میڈیا پرسن بہت ہیں جو ان کی جنگ میڈیا پر لڑتے ہوئے بری طرح سے نا صرف بدنا نام ہوئے۔بلکہ آج عدالتوں کے بھی دھکے اپنی مصنوعی کارگذار پر کھا رہے ہیں۔

وہ جو نیا پاکستان بنانے چلے تھے خود بھی پرانے ترین ہوتے جا رہے ہیں ان کا مسئلہ یہ ہے کہ ''عمر یہ ڈھلتی جائے،وزارتِ عظمیٰ ہاتھ نا آئے''اس ماسک چڑھے ستر سالہ جوان سے وزیر اعظم پاکستان نے سوال کیا ہے کہ عوام نے نیا خیبر پختون خوا بنانے کے لئے ووٹ دیا تھا وہ نہیں بنا تو نیا پاکستان کیسے بنے گا؟؟؟دوسری جانب آئی ڈی پیز خیبر پختون خوا کی حکومت کی جان کو رو رہے

ہیں۔اُن کے ساتھ ان کی حکومت کا رویّہ نہایت ظالمانہ ہے۔ جسٹس طارق محمود کا کہنا ہے کہ عمران خان کے ہاتھوں کسی کی عزت محفوظ نہیں ہے۔وہ اپنی زبان و بیان سے نئے پاکستان کا کلچر متعارف کر رہے ہیں۔عاصمہ جہانگیر نے عمران خان کی بدزبانی پر انہیں'' بونگے خان '' کے خطاب سے نوازا ہے۔

انہیں زرداری اور نواز شریف کے پیسوں کی تو بڑی فکر ہے۔وہ اس بات کی بھی تو وضاحت کریں کہ جو ابتک لگ بھگ 42 ، کروڑ روپے کے اخراجات انہوں نے گذشتہ تین ماہ کے دھرنوں اور جلسوں پر خرچ کئے ہیں یہ پیسہ ان کے پاس کہاں سے آیا؟کیا یہ اس بات کی زحمت گوارا کریں گے کہ وہ کونسے ان کے ذرائع ہیں جہاں سے اتنی بھاری رقم انہوں نے خرچ کی ہے۔ظاہر ہے یہ لندن پلان کا ہی کمال ہوگا جو اس قدر خطیر رقم خرچ کرکے بھی مطمعن دکھائی دیتے ہیں۔جہاں ناکامیوں کے سوئے ان کے ہاتھ کچھ بھی تو نہیں لگا ہے۔ان کے اسپانسر اب کہہ رہے ہیں کہ ''چڑھ جا بیٹا سولی پر رام بھلی کے گا....یہی وجہ ہے کہ حکومت کو انہوں نے ایک اور ڈیڈلائین 30،نومبر کی دے کر اپنے لوگوں کا اطمینان دلانے کی کوشش کی ہے۔

پاکستان کو امریکہ کی کالونی نہیں بننا چاہیئے

پاکستان اورامریکہ کی دوستی کبھی بھی مثالی نہیں رہی۔ دونوں اپنے اپنے مفادات کا کھیل کھیلتے رہے ہیں مگر اس کھیل کا بڑا کھلاڑی ہمیشہ امریکہ ہی رہا ہے۔ ہم چہ پدی چہ پدی کا شوربہ کے مصداق اس کھیل کا حصہ ضرور رہے ہیں مگر کمانڈ کبھی بھی ہمارے ہاتھ میں نہیں رہی۔ اس بڑے کھلاڑی نے ہمیں ہمیشہ استعمال کیا اور کھیل کھیلنے کے بعد گندگی کے ڈھیر میں ہمیشہ پھینکنے کی کوشش کرتا رہا۔ اور ہم اپنے سَنے ہوئے کپڑوں کا گند جھاڑنے کی سعیِ لاحاصل بھی کرتے رہے مگر سب بے فائدہ.... اس ڈرٹی گیم میں ہم نے اپنے دو وزرائے اعظم گنوئے اور ایک کو بہ مشکل تمام بچانے کی کوششیں کرتے رہے ہیں۔ ہمارے اس عظیم دوست نے !!! ہمیں بار بار روس کے خلاف استعمال کیا۔ پہلی مرتبہ 1962 میں U-2 کے واقعے اور اس کے بعد 1979 میں روسی جارحیت کے خلاف ہمارے خطے کو میدان جنگ بنا کر ہمیں اس کا ہراول دستہ بنا دیا گیا اور ساری دنیا سے اللہ کے نام پر جہاد کرنے والے، جہاد کی جدو جہد کیلئے دھوکہ دیکر منگوائے گئے۔ یہ لوگ اللہ کے نام پر دھوکے سے بلوائے گئے اور اور انکے درمیان میں امریکہ نے اپنے ایجنٹ بھیج کر پاکستان میں تخریب کاریاں کرائی گئیں اور پھر جب موقعہ ہاتھ آیا تو ان کو بھی خود اور اپنے زر خریدوں کے ذریعے دہشت گردی کے نام پر چن چن کر مروادیا گیا۔ عیسایت کا اصل

چہرہ دیکھنا ہے تو صلیبی جنگوں کے بعد وار آن ٹیرر میں بڑی واضح شکل میں دیکھا جا سکتا ہے۔ مگر اس کے لئے سچے مسلمان کا دل و دماغ نہایت ضروری ہے۔ بکاؤ مال کو ڈالروں کی جھنکار اور چمک کے سوائے کچھ نظر نہ آئے گا۔

پاکستان کے ہر طاقتور ادارے میں امریکی پے رول پر پلنے والوں کی ایک بڑی تعداد دیکھی جا سکتی ہے۔ گذشتہ دور حکومت میں حکومتی کمزوریوں کی وجہ سے بلیک واٹر اور سی آئی اے کے ہزاروں ایجنٹوں کو بغیر ویزا پاکستان میں داخل کرا کے سینکڑوں ریمنڈ ڈیوس پاکستان میں لا لا کر چھوڑ دیئے گئے۔ ان کے پالن ہار وہ ہیں جو اس ملک کی طاقت کے ایوانوں میں عیاشیوں میں سر گرداں ہیں۔ وہ پاکستان کے مفادات سے قطع نظر دن رات امریکی مفادات کے لئے سر گرداں رہتے ہیں۔ یہ اس قدر طاقتور ہیں کہ پاکستان میں کوئی بھی ان کا بال بھی بانکا نہیں کر سکتا ہے اور جس نے ان پر نظر ڈالی وہ خاکستر کر دیا جائے گا۔ یہ بات پاکستان پر ہی نہیں بلکہ ساری اسلامی دنیا پر صادق آتی ہے۔ کوئی اسلامی مفادات کی بات کر کے تو دیکھے مُرسی جیسے منتخب اسلامک مائنڈیڈ صدر سے بد تر حشر اُس کا اُس کی اپنی آستین میں پلوئے جانے والے سانپوں سے ہی کروا دیا جائے گا۔ مسٹر وزیر اعظم پاکستان آپ کو بھی ہوش کے ناخن لے کر آہستہ روی سے چلنا ہوا گا... ورنہ آپ اپنے ماضی میں جھانک کر دیکھ لیں دودھ کا دودھ پانی کا پانی سامنے آجائے گا!!! عمرانی دھرنے کو آپ کیا سمجھتے ہیں

جمہوریت کیلئے ہیں یا عوام کی خوشحالی کے لئے ہیں؟؟؟ نہیں جناب!!! یہ طاقتوروں کی انگلیوں کے وہ اشارے ہیں جن کو سمجھنا ہم سب کے لئے انتہائی ضروری۔ آپ کو پاکستان یا مسلم امہ کے لئے کوئی کام کرنے کی اجازت نہیں ہے... اس کے لئے کہ ہر اسلامی ملک میں امریکہ کے بنائے گئے ٹھیکیدار موجود ہیں....کام کرنا ہے تو اسی تنخواہ پر کرو، ورنہ وزیر اعظم کا خواب دیکھنے والے عمران خان جیسے اور بہت سے لوگ اس زرخیز مین میں موجود ہیں۔

میر جعفر و میر صادق کے چشم و چراغ اس ملک کے ہر کونے میں نمایاں نظر آجائیں گے۔ جو مغرب کے آقاؤں کے واری واری جانے والے غلام ہیں۔ سیکریٹری خارجہ سر تاج عزیز نے ابی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے سچ اگلنے کی کوشش کی تو امریکی شوربہ چٹوں میں تو گویا ایک ہلچل سی پیدا کر دی، کسی نے کہا کہ سرتاج عزیز نے تو امریکہ پاکستان بڑھتے ہوئے تعلقات میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کی دفتر خارجہ کا کہنا تھا کہ ان کا بیان تاریخ کے تناظر میں تھا۔ کسی نے کہا تیر کمان سے نکل چکا ہے اب چاہے اسے جو بھی نام دیدیا جائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ سرتاج عزیز کا یہ کہنا کہ ہم امریکہ کے دشمنوں کو اپنا دشمن کیوں کیونکر سمجھیں غلط نہیں ہے؟ کیا امریکہ کبھی نے ہمارے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھا ہے؟؟؟ امریکہ کے غلام طاقتور حلقے بتائیں کہ کیا اس نے ہمارا حلیف (سیٹو سینٹوں میں) ہونے کے باوجود ہندوستان کو اپنا دشمن مانا ؟؟؟ اگر

اس کا جواب نہیں ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ امریکا کے حواریوں کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ بعض تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ امریکی حلقے اسے پاکستان کی دوغلی بلیک میلنگ کی پالیسی سے تعبیر کرتے ہیں۔ حالانکہ ہمیشہ امریکہ کی پاکستان کے بارے دوغلی اور بلیک میلنگ کی پالیسی رہی ہے۔ جو پاکستان سے جرائم کرانے کے بعد جنگلے کے پیچھے کھڑا قہقہے لگا رہا ہوتا ہے اور پاکستان اپنے نا کردہ جرم کی پاداش میں سزا کا حقدار ٹھہرتا ہے۔ کیا یہ ہے ہمارا دوست اور ماضی کا حلیف؟ امریکہ کے دوستوں اور پاکستان کی جڑیں کاٹنے والوں کو سمجھ لینا چاہئے کہ پیٹ صرف اُتنا ہی قبول کرتا ہے جتنی اس کی گنجائش ہوتی اور زمین صرف دو بائی سات فٹ ہی ہم سب کا مقدر ہے۔ اس ملک اور اس قوم سے غداری کا ہمیں بہر حال حساب تو دینا ہی ہوگا۔ وہ کسی نے کہا تھا کہ ” لاکھ دارا و سکندر ہو گئے آج بولو وہ سب کہاں کھو گئے آئی ہچکی موت کی اور سو گئے“ اپنی قبروں میں وطن اور قوم سے غداری کی آگ مت بھرو!!! کچھ ایسا کر جاؤ کہ رہتی دنیا تک تمہیں لوگ سراج الدولہ اور ٹیپو سلطان کی طرح خراج تحسین پیش کرتے رہیں۔ یہ لُوٹ میں بٹورا ہوا مال، یہ جاہ و منصب سب یہیں رہ جائے گا۔ پاکستان کو امریکہ کی کالونی بنانے اور سمجھنے والوں کو سمجھ لینا چاہئے کہ پاکستان میں ایسے لوگوں کی تعداد کم ضرور ہے جو کفر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر انہیں للکارنے کی ہمت رکھتے ہیں مگر ختم نہیں ہوئے۔

بڑی عجیب و غریب بات یہ ہے کہ ہماری سرحدوں کو میں گھس کر امریکہ جب اور جہاں چاہتا ہے کاروائیاں کرتا پھرتا ہے۔ کوئی ہماری سرحدوں کا محافظ انہیں روکتے یا انٹر سیپٹ کرنے کی ہمت ہی نہیں رکھتا ہے۔ بلند بانگ دعوے تو بہت ہیں مگر کام کہیں نظر نہیں آتا ہے۔ ایبٹ آباد ہو یا وانا ان کی کاروئیاں ہر جگہ تسلسل کے ساتھ جاری ہیں اور ہمارا نظام حیرت سے منہ تکتا ہوا نظر آتا ہے!!! ڈرون حملوں کا ایک طویل سلسلہ اس ملک پر ایک طویل مدت سے جاری ہے۔ مگر ملک کا اقتدار اعلیٰ کہیں ڈھونڈے سے بھی دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ ایک دہشت گرد کے مارنے کے نام پر سیکڑوں بے گناہوں کا خون بہا دیا جاتا ہے۔ قوم کی بے حسی دیکھئے ہر جانب سے بغلیں بجائی جا رہی ہیں۔

ایک بین الاقوامی تنظیم کا تازہ ترین دعویٰ سامنے آیا ہے کہ 24، افراد کو یا تو کئی بار ڈرون میں مارنے کے دعوے کئے گئے ایسا کرنے میں امریکیوں نے 874، ہلاکتیں کیں جن میں 142، بے گناہ معصوم بچے بھی شامل تھے۔ ان 24، مطلوبا فراد میں ایک شخص ایسا بھی تھا جس کو 7، مرتبہ ہلاک کرنے کا دعویٰ کیا گیا گویا 18، مطلوبہ افراد کے ساتھ 846 ، بے گناہ مار دیئے گئے اور ہمارے طاقت کے ایوانوں میں شادیانے بجائے جا رہے ہیں۔ ان بے گناہوں کو کیڑوں مکوڑوں کی طرح مروا دینے کے بعد ان کا کوئی حساب لینے والا نہیں ہے۔ غیرتِ اسلامی کا جنازہ یہ لوگ خوب دھوم سے نکال رہے ہیں۔ پوری قوم کو ان لوگوں نے

امریکہ کی غلامی کی بھٹی میں جھونکا ہوا ہے۔تاریخ سب کچھ نوٹ کر رہی ہے۔جو ان نقاب پوش چہروں کو عیاں تو ضرور کرے گی۔

امریکہ کی فطرت کے بارے میں پاکستان کے وزیر دفاع خواجہ آصف کا بھی کہنا ہے کہ ناکام امریکی پالیسی کی سزا آج بھی پاکستان بھگت رہا ہے۔واحد سُپر پاور کے باعث طاقت کا توازن بگڑ گیا۔ امریکی ڈپلومیسی خطے میں ناکام ہو چکی ہے۔ اس ضمن میں روس چین خطے میں کردار ادا کریں۔دوسری جانب امریکی مداخلت نے مشرق وسطیٰ کا امن تباہ کر دیا ہے۔امریکہ گذشتہ 12 سالوں سے مشرقِ وسطیٰ کے معاملات میں مداخلت کر رہا ہے اس کی مداخلت نے عراق و شام کو تقریباً منتشر کر کے رکھدیا ہے۔اور یہ انتشار پاکستان اور افغانستان میں بھی لانے کی زبردست کوششیں کی جاتی رہی ہیں۔جس نے پاکستان کو غربت کی لکیر سے بھی نیچے دھکیل دیا ہے۔کیونکہ وار آن ٹیرر میں یہ اس کا حلیف سمجھا جاتا ہے۔

حکومت کو مذاکرات میں پہل کرنی چاہیئے

30، نومبر 2014 ،کے اسلام آباد میں پاکستان تحریک انصاف کے جلسے اور گذشتہ ناکامیوں کے بعد پی ٹی آئی کی قیادت اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ یہ دھرنے یہ جلسے اور ان کے ساتھ ہر قسم کی بد اخلاقی اور بد زبانی کا کسی پر بھی کوئی خاطر خواہ اثر نہیں ہوا ہے۔اور نہ ہی ان دھرنوں کے ثمرات عمران خان اور ان کی پارٹی کو ملے ہیں اور نہ ملنے کی امید کی جا سکتی ہے۔البتہ ملک و قوم معاشی طور پر خاصے پیچھے چلے گئے ہیں۔عمران خان صاحب کی اس خوش فہمی کے چرچے ایشیا کیا یورپ تک میں پھیل چکے ہیں۔عمران خان کو ایسی زبان بول بول کر تھکنے کے سوائے کیا حاصل ہوا ہے؟اور بد کلامی کی بد نامی الگ سر بندھی ہے۔اس صورت حال میں عمران خان خالی ہاتھ دکھائی دیتے ہیں۔ کئی لوگ تو اس پرانے کھلاڑی کو سیاست دان ماننے کو تیار ہی نہیں ہیں۔ بعض لوگ انہیں نو مولود سیاست دان کہتے ہیں۔مگر آج لوگ ان کی اس بات کے بھی معترف ہیں کہ وہ چاہے جو زبان استعمال کر رہے ہوں اور جیسے سیاست دان ہوں، مگر یہ حقیقت ہے کہ سیاسی اشرافیہ کی بے ایمانیوں کا بار بار ذکر کر کے ان لوگوں کو اپنے رؤیوں پر سوچنے پر تو مجبور ضرور کر دیا ہے۔ان پر یہ الزام بھی عام ہے کہ وہ فوجی اشرافیہ سے کوئی نہ کوئی سمبند تو ضرور رکھتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ بار بار ایمپائر کی انگلی اُٹھنے کا وہ ورد

بھی کرتے ہی رہتے ہیں اور اکثر ریٹائرڈ جنرلز ان کو مسلسل شہ بھی دے رہے ہیں آثار بتاتے ہیں کہ کئے تو اپنی نوکری کے دوران بھی عمران خان کے سیاسی گھوڑوں کی چارہ جوئی کرتے رہے ہیں۔ اس حوالے سے عمران خان اور الطاف حسین کی سوچ میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں ہے۔فرق ہے تو صرف یہ کہ الطاف حسین انہیں کھل کر اقتدار پر قبضہ کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور عمران خان دبے لفظوں میں بار بار انہی کی دہائی دیتے ہیں۔

لگتا یہ ہے کہ سیاست کے میدان میں عمران خان کی سودنوں کی جدوجہد کوئی خاطر خواہ رنگ نہیں لا سکی ہے۔مگر بعض سیاست دان نواز شریف کو خوفزدہ کرنے اور اپنی بات منوانے کی غرغ سے یہ ضرور کہہ رہے ہیں کہ " نواز شریف مان جاؤ ورنہ عمران آجائے گا" جس کی وجہ سے بے چارے وزیر اعظم ان کی ہاں میں ہاں ملانے لگ جاتے ہیں۔ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں نواز شریف کا پلہ ہلکا ہوا قائدِ حزب اختلاف بھی ان کو سبق پڑھانے لگ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حکومت کو سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے عمران کے آگے جھکتا جانا چاہیئے۔یہ بات ساری قوم کو پتہ ہے کہ ایک وقت وہ تھاجب عمران خان کو وزارت عظمی ٹوکری میں پڑی ،ان کے مطابق ان کا انتظار کر رہی تھی۔مگر طاقت کے زعوم میں وہ کسی کو خاطر میں ہی نہیں لا رہے تھے۔مذاکرات کی میز کو لات مار کر وہ ریڈزون کے علاقے میں داخل ہو گئے تھے اور چاہتے تھے کہ وزارت عظمی غیر قانونی ہتھکنڈوں سے حاصل

کرلیں۔مگر ایسا نہ ہو سکا اب یہ عالم ہے تو نہیں تیری آرزو ہی صحیح۔اب وہ کنیٹنر پر سے چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں ’’نواز شریف آؤ مذاکرات کرو، ہم مذکرات کیلئے بھی تیار ہیں‘‘مگر ان کی باتوں سے یہ لگتا ہے کہ یہ مذاکرات کے لئے اب بھی سنجیدہ نہیں ہیں۔ یہ صرف عوام کو اپنی جانب راغب کرنے کا بہانہ ہیں۔کیونکہ مذاکرات کے نتیجے میں بھی ان کے ہاتھ کچھ لگتا ہوا انہیں بھی نظر نہیں آرہا ہے۔ان کی بداعتمادی کا تو یہ عالم ہے کہ شائد کبھی کبھی وہ اپنے آپ کو بھی مشکوک سمجھنے لگتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ہر سچا اور نیک خو انسان جس پر یہ پہلے اعتماد کا اظہار کرتے ہیں بعد میں اُسی پر عدم اعتمادی کا اظہار کر دیتے ہیں۔حد تو یہ ہے کہ خیبر پختون خوا میں اپنے سیاسی حلیف تک پر وہ بد اعتمادی کا ظہار کرچکنے کے بعد اس سے رجوع کرنے پر مجبور ہوئے۔جماعت اسلامی خلوص نیت سے جرگہ جرگہ کھیلتی رہی ہے۔مگر اس کا کوئی فائد سیاست کے ایوانوں کو نہیں ہوا۔جس کی صریح وجہ بداعتمادی ہے۔

اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں ہے کہ حکومت کی گرفت ہر معاملے میں آج بہت ڈھیلی دکھائی دیتی ہے۔کہیں پر بھی کرپشن کی روک تھام کے کوئی معقول معاملات دیکھنے میں نہیں آرہے ہیں۔وی آئی پی کلچر آج بھی پوری آب وتاب کے ساتھ موجود ہے۔غریب غریب تر ہوتا جارہاہے اور امیروں کے پیٹ قاضی کا حوض بن چکے ہیں، جو بھرنے میں ہی نہیں آرہے ہیں۔آج وزیر اعظم بڑے بڑے وفود کے

ساتھ ساری دنیا کے ممالک کے دورے جاری رکھے ہوئے ہیں، جن پر اربوں کے اخراجات بھی ہو رہے ہیں۔ حکمرانوں کو ہوش کے ناخن لیتے ہوئے حکومتی کارکردگی پر بھرپور توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔ پیٹرول کی قیمتیں چاہے دباؤ کے تحت ہی صحیح دو مرتبہ کم ہوئیں مگر عوام کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ مہنگائی آج بھی بام عروج پر ہے۔ مگر چیک اینڈ بیلنس ہر جگہ ناپید ہو کر رہ گیا ہے۔ اگر حکومتی کارکردگی یہ ہی رہی تو عمران خان جیسے سیاست دانوں پر لوگ ٹرسٹ کرنا شروع کر دیں گے اور پھر برگر اقتدار کے راستے خود بخود ہموار ہوتے چلے جائیں گے۔

عمران خان کنٹینر پر چڑھ کر مسلسل قوم کا وقت برباد کرتے رہے ہیں۔ ان کے دھرنوں سے ملک و قوم کا اربہا ارب کا نقصان ہو چکا ہے اور ان کے دھرنوں کے اخراجات بھی بے انتہا ہو رہے ہیں جس کا قوم کو رتی برابر بھی فائدہ نہیں ہو رہا ہے۔ ایک سال بعد اچانک ان کے پیٹ میں پیڑ ہوئی کہ انتخابات میں دھاندلی ہوئی ہے۔ ان کو اگر پاکستان میں سیاست کرنی ہے تو غیر ملکی ایجنڈا سمیٹ کر پاکستان کے مفادات کی بات، بجائے اپنے مفاد کے کریں۔ ورنہ ناچ گانے کی شوقین برگر فیملیز کے علاوہ کوئی بھی تمہارے ساتھ کھڑا نا ہو گا جو آج بھی تمہارا دم صرف برگر کلچر کے تحفظ کے لئے بھر رہے ہیں۔ اگر تمہارے اندر اقتدار کی ہوس کے علاوہ پاکستانیت کا درد آجائے تو سب سے پہلے ہر پاکستانی بغیر کس

تعصب کے تمہارے شانہ بشانہ کھڑا ہوگا۔ مگر شرط یہ ہی ہے کہ ہوس اقتدار کی بجائے خلوص نیت قوم کا مطالبہ ہے ،ہمیں دکھاوا نہیں سچا رہنما چاہیۓ۔ جس کی ابھی عمران خان صاحب کے اندر بے حد کمی ہر پاکستانی محسوس کر رہا ہے۔

عمران خان صاحب آپ کے قول و فعل کا تضاد جس وقت ختم ہوجاۓ گا قوم آپ کی بات بھی سنے گی اور آپ کا ساتھ بھی دگی۔اس قوم کو ذہنی طور پر آمر نہیں جمہوری رہنما چاہیۓ ۔آپ کی آمرانہ سوچ کے اندازے کے لئے آپ کی اس کنٹینر تحریک کے دوران کے رویئے ہی پرکھ لینے کافی ہیں۔30 ،نومبر کے جلسے میں آپ نے جو اعلانات کئے وہ کسی مشورے کے تحت نہیں کئے تھے جن کو اگلے دن شاہ محمود قریشی کو بدلنا پڑ گیا۔آپ کا کہنا تھا کہ ملک میں پہیہ جام کریں گے اور شاہ صاحب کہتے ہیں کہ نہیں نہیں شٹر ڈاؤن اور پہیہ جام نہیں بلکہ احتجاج ہوگا وہ بھی ہر جگہ نہیں بلکہ بڑی سڑکوں پر۔ پھر جو تاریخیں ایجی ٹیشن کے لئے دی گئیں ان میں بھی ملک کی تاریخ اور حالات سے ناواقفیت آپ کی کھل کر قوم کے سامنے اس وقت آ گئی جب شاہ محمود قریشی نے ان میں رد و بدل کا اعلان کیا۔

ایک جانب سیاست دان عمران خان کو مکمل سپورٹ دے رہے ہیں۔تو دوسر جانب حکومت بھی مست ہاتھی کی چال چل رہی ہے۔اس ڈیڈ لاک کی کیفیت میں خورشید شاہ نے

مذاکرات کے حوالے سے کہا ہے کہ حکومت کو عمران خان سے مذاکرات کرنا پڑیں گے۔بات چیت نہ ہوئی تو حکومت کے لئے ایک نیا محاذ کھل جائے گا۔مسئلے کا سیاسی حل نکالا جائے۔اُن کا یہ بھی کہنا تھا کہ عمران خان کے سارے پلان ،پلان ایف پر پہنچ کر فیل ہو جائیں گے۔دوسری جانب حکومت نے بھی مذاکرات شروع کرنے کا عندیہ تو دیدیا ہے مگر دیکھتے ہیں مذاکرات کا اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔مذکرات شروع کئے جانے کے باوجود بھی عمران خان کی تشفی ہونا مشکل امر ہی دکھائی دے رہا ہے۔مگر ہماری دعا ہے کہ اللہ ان مذاکرات کو کامیابی عطا فرمائے تاکہ ساری قوم ان دھرنوں کے عذاب سے تو چھٹکارا حاصل کر سکے۔اور ملک ترقی کی منزل کی طرف گامزن ہو سکے۔

پاکستان کی یکجہتی پر قربان۔ عظیم تھے وہ لوگ

(سقوطِ مشرقی پاکستان 16 دسمبر 1971 کے حوالے سے خصوصی کالم)

سقوطِ مشرقی پاکستان دنیا کی تاریخ کا کوئی معمولی سانحہ نہ تھا فلک نے دیکھا لیلۃالقدر کو رمضان المبارک کی 27 ،ویں شب کو معرج وجود میں آنے والی مملکتِ خداداد پاکستان جس کے باسیوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے سنُت بنوی کی پیروی کرتے ہوئے اس ملک کی بنیادوں میں اپنے پرُکھوں کا لہو ڈالا۔ تاکہ یہ نئی بننے ولی اسلامی مملکت زندہ و سلامت رہے تا قیامت رہے۔ یہ مملکتِ خداداد اسلامی دنیا کی سب سے بڑی مملکت تھی۔ جس کے قیام کا نعرہ ہی ''پاکستان کا مطلب کیا لا اللہ الا اللہ'' تھا۔ اپنے مفادات حاصل کرنے کی غرض سے اور ہوسِ اقتدار کے لالچیوں نے اس پاک سر زمین کو پارہ پارہ کرنے میں سب نے اپنا اپنا حصہ ڈالااور اس مملکتِ خداداد کو دولخت کرکے پاکستان کے ابدی دشمنوں کو شادمانی کا پیغام دیا۔ مگر تاریخ بہت ہی بے رحم ہے ۔جس نے اس کے کھیل کے تمام کھلاڑیوں کو ایسا عبرت ناک انجام دیا کہ آئندہ پاکستان پر بری نظریں ڈالنے والوں کو ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ قدرت ایسے لوگوں کی نسلوں کے راستے ناپید کردے گی جیسا کہ ماضی میں ہوا۔

پاکستان کے دولخت کرنے والے اس برصغیر کے تین کردار اہم تھے۔اندرا گاندھی، شیخ مجیب الرحمٰن اور ذوالفقار علی بھٹو۔بڑی عجیب بات یہ ہے کہ یہ تینوں کردار نا تو طبعی موت مرے اور ناہی ان تینوں کی نسل چلنے کے لئے ان کی اولادِ نرینہ رہیں۔اور ان تینوں کرداروں کا انجام نہایت ہی عبرت ناک ہوا اندرا گاندھی اور ان کا بیٹا راجیو گاندھی قتل کئے گئے کوئی اولادِ نرینہ نہیں ہے۔مجیب الرحمٰن کی پوری فیملی قتل کی گئی اور کوئی اولادِ نرینہ نہیں ہے۔ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی چڑھایا گیا اور دو بیٹے قتل کر دیئے گئے اور کوئی اولاد نرینہ نہیں ہے۔

اندرا گاندھی جو ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم پنڈت جاہر لال نہرو کی بیٹی تھی۔پاکستان سے نفرت اس کی گھٹی میں میں شامل تھی۔یہ ہندوستان کی وہ وزیر اعظم تھیں جس نے مجیب الرحمٰن کے ساتھ مل کر مشرقی پاکستان کو پاکستان سے الگ کرنے کی سازش تیار کی تھی۔16، دسمبر 1971 ، کو ہندوستان نے اپنی فوجوں اور روسی مدد کے ذریعے جارحیت کرکے پاکستان کو دولخت کر دیا تو اس نہرو کی بیٹی نے میڈیا پر آکر اعلان کیا تھا کہ آج میں نے دو قومی نظریہ اپنے پیروں تلے روند دیا ہے۔مگر یہ سازشی عورت خود ہندوستان کے لوگوں کے پیروں تلے روندی گئی اور اس کے پاکستان سے متعصب بیٹے راجیو گاندھی کا بھی یہی حشر

دنیا نے دیکھا۔کیا پاکستان کے خلاف سازش کرنے والوں کو اس بات کا ادراک ہے؟اگر ادراک نہیں تھا تو آج یہ بات گراہ میں باندھ لو کہ پاکستان پر بری نظرڈالنے والوں کا بھیانک انجام ہوگا۔تاریخ میرے اس قول کی شہادت کے لئے موجود ہے!
بنگلہ بندھو شیخ مجیب الرحمٰن جو کبھی قائد اعظم کا شیدائی تھا اور قائد اعظم سے ملنے کے لئے ڈھاکا سے سائیکل پر سوار ہو کر اپنے قائد سے ممبئی ملنے کے لئے آیا تھا۔ مگر اس قائد اعظم کے محب کو ہمارے اپنے فوجی ٹولے نے پاکستان کے خلاف بغاوت پر آمادہ کر دیا۔ کیونکہ مغربی پاکستان کا فوجی ٹولہ مشرقی پاکستان کے بنگالیوں کو ان کا حق دینے کے لئے تیار نہ تھا۔ فوج میں بنگالی کو یہ کہہ کر رجیکٹ کر دیا جاتا کہ اس کا قد چھوٹا ہے اور سینہ چوڑا نہیں ہے۔ تمام ہی بیوروکریٹ مغربی پاکستان سے لئے جاتے۔جو مشرقی پاکستان میں خوب کھُل کھیلتے تھے۔فوج اور پاکستان کی بیوروکریسی میں بنگالی نہ ہونے کے برابر تھے۔مشرقی پاکستان کی بد حالی کا یہ علم تھا کہ اکثر بنگالی خواتین غربت و افلاس کی ماری گھروں میں دو وقت کے کھانے پر ملازم رکھی لی جاتی تھیں۔مشرقی پاکستان کی مفلوک الحالی کا تصور کریں تو سینہ پھٹ جائے گا۔کیا کیا مظالم نہ تھے جو ہم مغربی پاکستان والوں نے ان بنگالیوں پر نہیں ڈھائے تھے؟اس کے باوجود ان محب پاکستان بنگال کے لوگوں کے روزگار کے

دروازے بند تھے وہ پھر بھی پاکستان سے محبت کرتے تھے۔

اب آیئے 1970ء کے انتخابات پر، کہا جاتا ہے کہ مجیب الرحمان سے جنرل یحیٰ خان نے یہ یقین دہانی حاصل کر لی تھی کہ انتخابات میں کامیاب ہو جانے کے بعد وہ اس فوجی ڈکٹیٹر کو ہی صدرِ پاکستان رہنے دیں گے۔ مجیب الرحمان نے اپنے مشہور 6 ، نکات کی بنیاد پر الیکشن لڑا اور بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل کر لی ۔ قریباً (200) دو سو نشستوں پر مجیب الرحمان کو کامیابی حاصل ہوئی ۔ ان کے مقابلے میں ذوالفقار علی بھٹو جو صرف مغربی پاکستان سے انتخابات لڑے تھے۔ غالباً 83 ، نشستوں پر اکامیابی حاصل کی جمہوری اقدار کے تحت وہ کسی طرح بھی پاکستان کا اقتدار حاصل کرنے کے اہل نہ تھے ۔ مگر ہوسِ اقتدار میں انہیں جمہوریت کے بجائے صرف آمریت سوٹ کر رہی تھی۔ جس کی وجہ سے انہوں نے پاکستان کی قومی اسمبلی کا اجلاس منعقد نہیں ہونے دیا اور اعلان کر دیا کہ جو قومی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کیلئے ڈھاکہ جائیگا اُس کیی ٹانگیں توڑ دی جائیں گی اور پھر بھی وہ شہید جمہوریت کہلائے۔ دوسری جانب فوجی اشرافیہ بھی مشرقی پاکستان کے پستہ سینوں اور چھوٹے قد کے حامل افراد کو اقتدار کی منتقلی میں سب سے بڑی رکاوٹ تھی۔ مجیب الرحمان چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے کہ اقتدار عوامی لیگ کے حوالے کرو کہ جمہوریت کا یہ ہی تقاضہ ہے۔ عومی لیگ کے 6، نکات کوئی قرآنی حکم نہیں ہے کہ جنہیں بدلہ نا جاسکے۔ مشرقی پاکستان میں

بنگالیوں نے سڑکوں پر احتجاج شروع کر دیا۔ جلاؤ گھراؤ شروع ہوا تو فوجی ایکشن کے نتیجے میں بنگالیوں کا قتلِ عام شروع ہوا اور عزتیں لُوٹی گئیں، نفرتوں کا بازار گرم ہوا تو بنگالیوں کی عسکری تنظیم مکتی باہنی کے نام سے را نے منظم کرادی۔ جس کے مقابلے کے لئے جماعت اسلامی جو اس وقت بنگال کی مضبوط ترین سیاسی قوت تھی نے اپنے فوجیوں اور مشرقی پاکستان کے دفاع کے نام پر دو تنظیمیں ''البدر اور الشمس'' کے نام سے مکتی باہنی اور ہندوستانی ایجنٹوں کا مقابلہ کرنے کی غرض سے بنا کر میدان میں اتار دیں۔ ہندوستان کے اس مسئلے میں ملوث ہونے کی وجہ سے بھیانک نتائج سامنے آئے اور مشرقی پاکستان ہندوستان کی فوجی جارحیت کے نتیجے میں 16، دسمبر 1971 کو پاکستان سے الگ کرا دیا گیا۔

ذوالفقار علی بھٹو انگریز کے سر بنائے گئے شاہ نواز بھٹو کے فرزند تھے۔ قیامِ پاکستان کے وقت سر شاہ نواز بھٹو جو جونا گڑھ اسٹیٹ کے وزیر اعظم (دیوان) تھے۔ جونا گڑھ نے آزادی کے بعد پاکستان سے الحاق کا اعلان کیا تو سر شاہ نواز بھٹو نے اس الحاق کی شدت سے مخالفت کی جسکے نتیجے میں ہندوستان نے جونا گڑھ پر فوجی جارحیت کے ذریعے مقبوضہ کشمیر کی طرح قبضہ کر لیا۔ سر شاہ نواز بھٹو کے فرزند زیڈ اے بھٹو جو مغرب کے اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے۔ پاکستان کے آمر اول جنرل ایوب خان کے دستِ راست بن کر سیاست کے افق پر

نمودرا ہوئے۔اس بوٹ.سردار کو ذوالفقار علی بھٹو ڈیڈی کہہ کر پکارا کرتے تھے۔جنہوں نے اپنے دوسرے باپ سے ناخلفی کرکے پاکستان کی سیاست میں ایک ہلچل پیدا کردی تھی۔جبکہ مشرقی پاکستان پہلے ہی بے چینی کا شکار تھا۔ایوب خان کا اقتدار ختم ہوا تو یہ ایک جنرل یحیٰ خان کو ملک میں دوسرا مارشل لاایڈمنسٹریٹر لگا کراور کشمیر کے مسئلے پر مزید الجھنیں پیدا کرکے اقتدار کے ایوانوں سے رفوچکر ہوا۔یہ حقیقت ہے کہ جنرل یحیٰ خان نے ملک میں پہلے منصفانہ انتخابات تو کرائے مگر فوجی شرافیہ کو مضبوط کرنے کی کوشش میں سرگرداں رہااور ذوالفقار علی بھٹو کے ٹانگیں توڑنے کے نعرے کے پیش نظر پاکستان کی قومی اسمبلی کا اجلاس نہیں ہونے دیا۔جس کی وجہ سے ہندوستان کو پاکستان پر حملہ کرنے کا بہانہ ہاتھ آگیا تھا۔امشرقی پاکستان میں فوجی ایکشن کی وجہ سے پاکستان کی یکجہتی کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا گیا۔

اس مسئلے کے تیسرے اور اہم کردار ذولفقار علی بھٹو کا حشر بھی اندراگاندھی اور مجیب الرحمان سے مختلف نہیں تھا۔اس بات سے قطع نظر کہ بھٹو کو کس الزام کے تحت پھانسی پر چڑھایا گیا؟مگران کی موت بھی غیر طبعی ہوئی تھی۔اسی طرح ان کے صاحب زدگان بھی غیر فطری موت مارے گئے.بڑا بیٹا میر مرتضٰی بھٹو بہن بے نظیر بھٹو کی وزارت عظمیٰ میں قتل کیا گیا۔مگراس کے قاتل نہ پکڑے گئے دوسرا بیٹاشاہ نواز نشے کی حالت میں پاکستان سے باہر مردہ پایا

گیا۔ذوالفقار علی بھٹو کی اولاد نرینہ نہ ہونے کی وجہ سے ان کا بھی سلسلہ نسل منقطع ہو کر رہ گیا ہے۔پاکستان کی بربادی کے تینوں کرداروں کا انجام غیر فطری ہوا۔اس لئے ہم ایسے نا عاقبت اندیشوں کو مشورہ دیتے ہین کہ وہ پاکستان کی تخریب کرنے سے پہلے اپنے انجام پر بھی نظر کرلیں ۔کیونکہ یہ مملکتِ خداداد ہے ربِ کائنات اس کے دشمنوں سے اس دنیا مین ہی خود بدلہ لیتا رہا ہے ۔

قابلِ تحسین ہیں وہ لوگ جو اپنی سرزمین کی حفاظت کے صلے میں آج تک قربانیاں دیتے چلے آرہے ہیں۔ اللہ رب العزت ان کی قربانیوں کو شرفِ قبولیت بخشے۔حسینہ واجد چن چن کر ان لوگوں کا عدالتی قتل کروا رہی ہے جنھوں نے پاکستان حمایت کی اور اپنے وطن کا دفاع کیا۔اگر وطن کا دفاع کرنا جرم ٹھہرا دیا جائے تو دنیا کی آبادی کے ایک بہت بڑے حصے کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ جنھوں نے اپنے وطنِ عزیز کی حفاظت کی ۔ایسا لگتا ہے کہ ماضی کا جاہلانہ دور ایک مرتبہ پھر اس دنیا میں آچکا ہے ۔ہم اس شیطان صفت عورت سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کیا دنیا کے کسی اور ملک نے بھی اپنے وطن کی حفاظت میں میدان میں نکلنے والوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے؟

!!!پاکستان کی کی جمہوریت، اپنی خیر منا

آج کے پاکستان میں جو کھیل کھیلے جا رہے ہیں وہ جمہوریت کیلئے کسی طرح بھی نیک شگون نہیں ہے۔ عمران خان خود ان اور کے ساتھ کھڑے لوگ بمعہ شیخ رشید کے فوجی بوٹوں کو مسلسل آواز دے رہے ہیں اور لندن سے بھی بار بار یہ ہی صدائیں آ رہی ہیں۔ کہ جمہوریت کا گلا دبا کر فوج اقتدار پر قبضہ کر لے اور حال ہی میں ریٹائر ہونے والے بعض جنرل اور کچھ ماضی کے پٹے ہوے سکے جمہوریت کو پٹڑی سے اتانے کے لئیے چین دکھائی دیتے ہیں۔ سندھ میں جو گیم منظم کیا جا رہا ہیوہ بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔کچھ ن لیگ سے عہدوں پر ناراض لوگ اچانک بغیر کسی وجہ کے سیاسی میدان کے شہسوار بنا دیئے گئے ہیں۔ان کو فعال کرنے والوں میں مشرف کی باقیات بہت اہم کردار ادا کر رہی ہے۔یہ بات ہر پاکستانی جانتا ہے کہ جنرل کریی مشرف کو بچانے کا کھیل ایک مدت سے کھیل رہی ہے نواز شریف حکومت کو مسلسل یہ دھمکی ہے کہ اگر مشرف کو سیف پیکیج نہ دیا گیا تو تم بھی سکون سے حکومت نہ کر سکو گے اور عین ممکن ہے کہ ایک مرتبہ پھر تمہیں بوٹوں کی جھنکار سننی پڑ جائے۔اس کے بعد تمہارے لئے بھی کوئی جائے پناہ تلاش کرنا ممکن نہیں رہے گی۔یا تو بات مان لو یا ٹینشن قبول کر لو!!!

عمران خان کے دھرنوں، جلسے، جلوسوں نے ساری قوم کو سر درد میں مبتلا کر رکھا ہے۔ دوسری جانب اخلاقی میدان میں ان کی اور ان کے ہمنواؤں کی پستی نے ماضی کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔ تیسری اور اہم بات یہ ہے کہ انہوں ملک کی معیشت کا بھٹہ بٹھانے کا شائد عزم کر لیا ہے کیونکہ اگر لوگ معشی مشکلات کا شکار ہوں گے تو عوام بھپر سڑکوں پر آ جائیں گے اور حکومت کے لئے مزید مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔بنیادی طور پر تو یہ ان کی پنجہ آزمائی تخت پنجاب کی لڑائی ہے۔جو لڑی بھی پنجاب میں ہی جا رہی ہے۔مگر سارا پاکستان اس لڑائی کی وجہ سے اعصابی پریشانی کا شکار بنا دیا گیا ہے۔

سیاست کے میدان کی ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ اس میں بعض لوگوں کو مرغے لڑا نے کا شوق در آیا ہے۔ وہ ایک جانب جمہوریت بچاؤ، جمہوریت بچاؤ کی صدائے دل دوز بلند کر رہے ہیں، تو دوسری جانب لڑاؤ اور تماشہ دیکھو کی پالیسی پر گامزن ہیں۔ان میں پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم پیش پیش ہیں ۔ کراچی میں ایم کیو ایم کی مرضی کے بغیر ایک پتہ بھی نہیں ہل پاتا ہے۔ جبکہ پیپلز پارٹی تختِ سندھ کی حکمران ہے ۔ دونوں جماعتوں نے بڑی خوبصورتی کے ساتھ نواز دشمنی کو فریضہ جمہوریت کے نام پر انجام دے کر عمران خان کو بقول شخصے قائدِ اعظم اور ذولفقار علی بھٹو کے بعد پاکستان کی سیاست کا سب سے مقبول سیاست دان بنا دیا ہے؟ جنھوں نے دھرنوں کے نام پر پورے شہر کراچی کو ایک روز کے لئے روز

گار، تعلیم ، علاج معالجے اور انصاف کے ایوانوں میں جانے اور عوام کے فائدے کی سر گرمیوں سے محض اپنے چند ہمدردوں کے ذریعے جام کر دیا۔ جلاؤ گھراؤ بھی ہوا خواتین اینکرز کے ساتھ بد سلوکی بھی کی گئی، مگر اس کو دیکھنے والی نہ تو آنکھیں تھیں اور نہ ہی اس جلاؤ گھراؤ اور خواتین کے ساتھ بد سلوکی اور مغلظات کو روکنے والی کوئی قوت موجود تھی۔ شہر قائد (کراچی) بے یارومددگار یتیموں کی طرح اپنی بے بسی پر 12، گھنٹوں تک آنسو بہاتا رہا، مزدور اپنی روزی سے محروم رہا طالبعلم علم کی پیاس نہ بجھا سکا، مریض اپنے علاج کیلئے گھروں سے نہ نکل سکے شہری انصاف کے ایوانوں تک نہ پہنچ سکے، شہر قائد کی ہر سڑک ٹائروں سے جل رہی تھی اور پی ٹی آئی کے رہنما اپنی اکڑ میں کہہ رہے تھے کہ میں دیکھتا ہوں کونسا پولیس والا میرے لوگوں کو روکنے کی کوشش کر رہا ہے!!! اور پھر بھی دھرنا پر امن تھا، ’’اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا‘‘ عمران خان کو فری ہینڈ دلوا کر سیاسی بازیگر بھی طمانیت محسوس کر رہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان کے غیر جمہوری ہتھکنڈوں سے جمہوریت اور ن لیگ کو گھر بھیجا جا سکتا ہے اور اسکرپٹ رائٹر کا ایجنڈا کامیاب بنایا جا سکتا ہے۔ اس ضمن میں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہماری ایک دو حساس ایجنسیاں بھی متحرک ہیں جس سے ملک میں ماضی جیسے حالات پیدا کرنے کی کوشش شائد کی جارہی ہے۔ اس کے علاوہ سندھ میں دو ناکام لیگوں کی کامیابی بھی اور حکمرانوں کے اتحاد میں دراڑیں ڈالنے کی کوششیں بھی یہی غمازی کر رہی ہے جس سے کہ پس

پردہ کسی ہلچل کی غمازیبھی ہورہی ہے۔

عمران خاں جو بنیادی طور پر سیاست دان نہیں ہیں ن لیگ حکومت بھی ان کو پیپلز پارٹی کی سیاسی حیثیت کے پیش نظر جانے انجانے طریقے پر سیاست دان بنانے کی دوڑ میں شائد کسی سے پیچھے نہیں ہے۔ان کے دھرنے توجو خود بخود دم توڑ رہے تھے۔ مگر فیصل آباد میں قانونی اداروں کی نااہلی اور ایک شخص کے قتل نے عمران خان کی ڈوبتی لٹیا کو ترا کرنا کام دھرنوں میں تھوڑی سی جان تو پیدا کر دی ہے۔ جس کے نتیجے کے طور پر کچھ نہ کچھ پریشانیاں تو ن لیگ کو بھی برداشت کرنا پڑے گی۔

وہ لوگ جن کے کاروبار میں جمہوریت سوٹ نہیں کرتی ہے۔ہر لمحہ کروٹیں بدل رہے ہیں، اور عمران جیسے لوگ ان کا آخری سہارا ہیں۔ عمران خان جو بنیادی طور پر کھلاڑی تو ہیں مگر سیاست کی ابجد سے ابھی بہت دور ہیں، کیونکہ زبان اور بیان ان کا سیاست دانوں کا سا ہے ہی نہیں اور نہ ہی ان کا روئیہ سیاسی ہے۔جو ان کی پارٹی اور خیبر پختون خوا میں ملاحظہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ مگر مشرف دور کی نوازشوں نے انہیں سیاست کے میدان میں چھلانگ لگانے کے مواقع فراہم کرائے گئے۔ اب عمران خان کھلاڑی کا روپ چھوڑ کر سیاست کا ایک نیا بہروپ اپنا کر میدانِ سیاست میں اتارے جا چکے ہیں۔ شطرنج کے کھلاڑیوں نے

کے انتخابات کے نتائج سے مایوس ہو کر 16، ماہ بعد نئے سرے سے انہیں، 2013
میدان میں اتار کر سیاست کی بساط غیر جمہوری طریقے پر لپیٹ دینے کا ایجنڈا سونپا ہے۔ تا
کہ ملک میں انارکی پیدا کرا کے بوٹوں کا راستہ ہموار کرنے میں مدد مل سکے۔ اس
صورتِ حال میں ہر پاکستانی جمہوریت کے مستقبل سے پریشان ہے دکھائی دیتا ہے۔ یہی
وجہ ہے کہ ہر پاکستانی کہہ رہا ہے پاکستان کی جمہوریت اپنی خیر منا۔ کہ تجھے اگر کانٹا بھی
لگا تو سارا پاکستان اُس کی ٹیس محسوس کرے گا اور ہمارے دشمن ماضی کی طرح ایک
۔ مرتبہ پھر بغلیں بجا رہے ہوں گے

پشاور کو لہو رنگ کر کے دہشت گرد کیا پیغام دے رہے ہیں ؟

پشاور کی پر سکون فضاؤں کے ایک نجی اسکول ،آرمی پبلک اسکول میں آج صبح 9 بجے اسکول کے ایک ہال میں طلباء کی فرسٹ ایڈ کی ٹریننگ کا سیشن جاری تھا۔ کہ اسی دوران کے قریبا 6، دہشت گرد ایف سی کی وردیوں میں ملبوس اسکول کے پچھلے دروازے جو بہار کالونی کی جانب ہے سے اسکول میں داخل ہوئے ۔جس ہال میں اس وقت طلباء اپنی تربیت میں مصروف تھے۔اس وقت ہال کر ایک دروازے کو دہشت گردوں نے زبردستی کھولا اور اندر داخل ہو گئے۔ جس گاڑی میں یہ دہشت گرد آئے تھے اُس کو انہوں نے اسکول میں دخلے بعد آگ لگادی ۔ اسکول کے ہال میں داخل ہوتے ہی دہشت گردوں نے فائر کھول دیا۔ جس سے ہال میں افرا تفری پیدا ہوئی تو کئی بچے کرسیوں کے نیچے چھپنے کی کوشش کر رہے تھے۔اسی دوران ایک اور خود کُش دہشت گرد نے اپنے آپ کو مبینہ طور پر اُڑا لیا جس سے بہت بڑے پیانے پر بلڈ شیڈ ہوا اور بہت بڑی تعداد میں معصوم پھولوں نے شہادت کا لباس زیب تن کر لیا۔

ہمارے فوجی جونوں نے ان دہشت گردوں کا صفایا بڑی محنت وجدوجہد کے بعد کیا۔ایک دہشت گرد اپنے ہاتھوں خود کُش حملہ کے دوران جہنم رسید ہوا اور دو، دوران آپریشن ہال کے اندر ہی ہلاک کیئے گئے۔بقیہ تین دہشت گرد

ایڈمنسٹریشن بلاک میں جا کر محصور ہو گئے۔ جوان ان کے تعاقب میں پوزیشنیں سنبھال کر کھڑے رہے کہا جاتا ہے کہ دہشت گردوں کے بھاگنے کے تمام راستے مسدود کر دیئے گئے تھے۔ اب یہ دہشت گرد اپنی جان بچانے کی فکر میں ایڈمنسٹریشن بلاک میں ہی خاموش ہو کر بیٹھ رہے۔ جس کی وجہ سے دو گھنٹے آپریشن میں کوئی بڑی پیش رفت اس وجہ سے نہ کی گئی کہ کہیں اور بے گناہ ان دہشت گردوں کے ہاتھوں اس بلاک میں نہ شہید کر دیئے جائیں۔ لہٰذا دو گھنٹے مصلحتاً فائر بند رکھا گیا۔ اس دوران دہشت گرد اپنی منصوبہ بندی کرتے رہے۔ جس کے بعد انہوں اچانک تین بم دھماکے کئے تاکہ خوف سے فوجی ان کا راستہ چھوڑ دیں۔ اور پھر زبردست فائرنگ کرتے ہوئے آسنی کے ساتھ بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو جائیں۔ ان دہشت گردوں نے خطرناک ہتھیاروں سے فائرنگ شروع کر دی اور نکل بھاگنے کی کوشش کی۔ جس کے دوران ہمارے جونوں نے تینوں دہشت گردوں کو گھیر کر باری باری جہنم رسید کر دیا۔ اور اس طرح یہ آپریشن اپنے منطقی انجام کو پہنچا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب حکومت خیبر پختون خوا کو اس بات کا علم ہے کہ فوج نے ضربِ عزب کے نام سے ایک آپریشن شروع کیا ہوا ہے۔ جس کے نتیجے میں کبھی بھی کسی Casualty کا امکان موجود تھا۔ تو صوبائی حکومت نے اس کے لئے اقدامات کیوں نہیں کیئے؟ صوبے کے وزیر اعلیٰ کی اس جانب توجہ تو جب ہوگی جب

اُن کو سونامی اور نواز شریف کے استعفے کے مطالبے سے فرصت ملے گی۔دہشت گرد چن چن کر بچوں کو نشانہ بناتے رہے۔مگر ان معصوموں کی آہ و بکا کے باوجود کوئیحکومتوں کی جان سے ان کی مدد کرنے والا نہ تھا۔اس ضمن میں ہمارے انٹیلی جینس اداروں کی بھی کوتاہی معلوم ہوتی جن کو اس قدر خطرناک واقعے کی سن گن تک نہ لگی۔

اس وقت پورا پاکستان ان معصوموں کے سوگ میں غم واندوہ کا شکار ہے۔اُن ماؤں کے آنسو تو رُکنے میں ہی نہیں آرہے ہیں جنھوں اپنے ہاتھوں سے ان ننھے پھولوں کو بنا سنوار کر اس اَنجانے مقتل کی طرف روانہ کیا تھا۔اس اندوہناک خبر نے پاکستان کے بچے بچے کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔لوگ اپنے اداروں سے ان معصوموں کی شہادتوں پر سوال کرنے کا حق رکھتے ہیں۔کہ ہمارے ادارے اُس وقت کہاں سو رہے تھے جب یہ دہشت گرد کئی چوکیوں کو عبور کرکے اپنے ٹارگیٹ تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے؟ہر پاکستانی اپنے اداروں سے سوال کرتا ہے کہ ایسا کیونکر ہوا؟اور یہ دہشت گرد کیسے کامیابی کے ساتھ اپنے ہدف تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے؟؟؟اور سینکڑوں ماؤں کے دُلاروں کو چشمِ زدن میں آگ اور خون کے دریا میں نہلا دیا گیا؟؟؟ہر جانب سناٹا کیوں چھایا ہوا ہے کوئی اس سوال کا جواب کیوں نہیں دے رہا ہے۔کہ لگ بھگ 130،کے قریب معصوم جانوں کی شہادتوں اور 250،کے قریب زخمیوں کا آخر کون ذمہ دار ہے؟صوبائی حکومت؟ہمارے

ادارے؟ یا مرکزی حکومت؟ کسی نہ کسی کو تو اس حادثہ ء دل دوز کی ذمہ داری لیناہی ہو گی۔حکومتیں عوام کے لئے تو کچھ کر نہیں رہی ہیں۔ہر جانب بلیم گیم جاری ہیں۔یہ کھلاڑی انسانوں کی لاشوں پر سیاست میں کیوں میں مگنہیں؟ انسانوں کی جانوں سے کھیلنا گویا ان کے اہم ترین مشاغل کا حصہ ہے۔

اس حادثے نے وقتی طور پر بظاہر قومی اتحاد تو پیدا کر دیا ہے۔جو ایک اچھی شروعات میں بھی بدل سکتا ہے۔وزیر اعظم نواز شریف اپنی تمام مصروفیات تج کر سیدھے پیشاور پہنچے۔جہاں اہنواں نے خود اس آپریشن کو مانیٹر کرنے کا فیصلہ کیا اور اس انتہائی غمناک حادثے پر اپنے دلی صدمے کا اظہار کیا اور دہشت گردوں کو ان کے کیفرِ کردار تک پہنچانے حکم دیا۔دوسری جانب صدرِ پاکستان نے نے بھی اس حادثے پر اپنے انتہائی دکھ کا اظہار کیاہے۔پاکستان کی پوری سیاسی قیادتوں اور رہنماؤں نے فرداًفرداً اپنے اپنے دکھ کا باقاعدہ اظہار کیا۔گویا اس منحوس حادثے نے ہماری یکجہتی کا اظہار تو کرادیا مگر دیکھنا یہ ہے کہ یہ یکجہتی کتنا عرصہ برقرار رہے گی؟

ہمیں یہ بات ہر گز فراموش نہ کرنا چاہئے کہ اس حادثے کی ذمہ دار ہندوستان کی را بھی ہو سکتی ہے جو مسلسل ہمیں سبق سکھانے کا عزم رکھتی ہے۔مودی جیسا امریکہ کا سرٹیفائڈ دہشت گرد آج ہمارے پڑوس میں حکمران ہے جو مسلمانوں کا

تو ازلی دشمن ہے۔ للہذا اداروں کو اس جانب بھی بھرپور توجہ دینی ہوگی۔ کیونکہ آج 16 دسمبر ہے۔ ماضی میں اسی تاریخ کو اس نے ہمیں ایسا زخم دیا تھا جو مرہم پٹی کے باوجود اُس وقت تک رستا رہے گا جب تک کہ ہم اس کا بدلہ نہ لے لیں اور کشمیریوں کو اُن کا حق نہ دلا دیں۔

معصوم شہادتیں اور قومی یکجہتی کا بہترین مظاہرہ

135، پھول جیسے معصوموں کی شہادت نے پاکستان کے پورے معاشرے کو جھنجھوڑ کے رکھ دیا۔ ہر آنکھ اشکبار ہر چہرہ اداس ماؤں کے تو آنسوں تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔اس سانحے نے پوری قوم کو تو رلایا۔ مگر بعض سیاست دانوں کو چاہے وقتی ہی صحیح کچھ عقل کے ناخن لینے پر مجبور بھی ضرور کر دیا۔اس سانحے نے 1965ء کی قومی یکجہتی کی یاد تازہ کر دی۔ پوری قوم اور تمام کی تمام سیاسی جماعتوں کو ایک پیج پر اکٹھا کر دیا۔ جس سے اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ ہم واقعئی ایک زندہ قوم ہیں ۔اہلیانِ پاکستان یہ اتحاد اللہ کرے ہمیشہ برقرار رہے۔اگر یہ یکجہتی اور اتحاد ٹوٹتا ہے تو یہ ہماری نیتوں کا فتور ہوگا۔

سانحہ چونکہ خیبر پختون خوا کے شہر پیشاور کے ایک اسکول میں دہشت گرد کاروائی کے نتیجے میں رونما ہوا۔ جس کی پوری ذمہ داری اس صوبے کی پی ٹی آئی حکومت پر ہی عائد ہوتی ہے۔ سیکورٹی لیپس کی ذمہ دار بھی یہی حکومت مانی جائے گی۔ عمران خان کے لئے ایسے وقت میں حکومت کے خلاف دھرنا جاری رکھنا انتہائی مشکل امر تھا۔ان کے لئے اس کے سوائے کوئی راستہ ہی نہ تھا کہ یہ اپنا سو دن سے زیادہ عرصے کا دھرنا ختم کر دیں۔ دھرنا ختم نہ ہونے کی شکل میں انہیں بہت

سارے سوالوں کے جواب دینے پڑ جاتے۔ جن سے ان کی فوری طور پر تو جان چھوٹ گئی۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو قوم ان سے بے شمار سوالوں کے جواب مانگنے میں حق بجانب ہوتی۔ اس سے پہلے کہ قوم ان سے سوالات کرتی انہوں نے اسی میں عافیت جانی کہ دھرنے کا خاتمہ کر دیں۔ عمران خان کا دھرنا اس کیفیت میں ختم کرنے کو ساری قوم اور تمام سیاسی پارٹیاں قومی سیاست میں ایک اچھی علامت سے تعبیر کر رہی ہے۔ حالانکہ ان کے اس دھرنے سے قوم کو اربوں روپے کا نقصان ہوا اور کروڑوں روپیہ ان کا اپنا ان دھرنوں پر خرچ ہوا۔ جس کا حاصل حصول کچھ بھی نہیں ہوا۔ ''کھایا پیا کچھ نہیں گلاس توڑا بارہ آنے'' بعض لوگوں کا تو یہ بھی کہنا ہے کہ عمران خان نے خود کو غیر ذمہ دار سیاست دان کے بجائے قابلِ اعتماد سیاست دان ثابت کر دیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ عمران خان کا یہ اقدام قابلِ تحسین ہے۔

دوسری جانب اس بات سے بھی انکار ممکن نہیں کہ حکمران جماعت مسلم لیگ کا بھی ایک اچھا عمل تھا کہ اس قومی سانحے پر وزیر اعظم پاکستان نواز شریف نے تمام اسمبلی میں موجود سیاسی جماعتوں کی فوری طور پر آل پارٹیز گول میز کانفرنس طلب کرکے دہشت گردی کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی اور وزیر داخلہ چوہدری نثار کی سربراہی میں ایک پارلیمانی کمیٹی بنا کر سات دنوں کے اندر دہشت گردی کے خلاف منصوبہ تیار کرنے کا حکم دیدیا۔ اور سب سے اہم بات اس

کانفرنس کی یہ تھی کہ سینکڑوں قاتلوں اور مجرموں کی پھانسی کی سزا جو سابقہ دور حکومت میں بطور صدر مملکت آصف علی زرداری نے ریمنڈ ڈیوس جیسے لوگوں کو سیف پیکیج دینے کی غرض سے ایک صدارتی آرڈیننس کے ذریعے ختم کردی تھی۔ اس سزا کو دوبارہ بحال کر دیا گیا ہے۔ جو ہم سمجھتے ہیں وزیراعظم کا ایک اچھا فیصلہ اس وجہ سے ہے کہ وہ سیکڑوں خاندان جن کے افراد کو ظالموں نے مجرمانہ طریقے پر سفاکی سے قتل کر دیا تھا، اور اُن قاتلوں کو پھانس گھاٹ تک لیجانے کے بجائے زندہ رکھا ہو تھا، اس نا انصافی کی وجہ سے متاثرہ خاندانوں کے آنسوں تھمنے میں نہیں آرہے تھے۔ اسلام بھی ہاتھ کے بدلے ہاتھ جان کے بدلے جان کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس لحاظ سے وزیراعظم کا پھانسی کی سزا کی بحالی کا فیصلہ قابلِ تعریف ہے۔ مگر بعض مغرب زدہ لوگ اس فیصلے پر خوامخواہ کے تحفظات کا اظہار کر رہے ہیں۔ جو ہم سمجھتے ہیں کہ انصاف کے تقاضوں کے صریح خلاف بات ہے۔ بعض مغرب زدہ لوگوں کو میڈیا پر یہ کہتے بھی سُنا گیا کہ جس نے دس پندرہ سال جیل میں گذار لئے اُس کی سزا تو ویسے ہی ختم ہو گئی؟ کوئی انہیں بتائے کہ یہ مقتول کے خاندان اور خود مقتول کے ساتھ کھلی نا انصافی اس لئے تھی کہ قاتلوں کو موت کے بجائے پندرہ بیس سال کا جو ریلیف زندگی کی شکل میں ملا وہ صریحا نا انصافی پر مبنی تھا۔ انہیں تو انصاف کے تقاضے پورے ہوتے ہی سزا کے حکم کے آجانے کے بعد فوری طور پر پھانسی پر لٹکا دیا جانا چاہیئے تھا۔ تاکہ متاثرہ لوگوں کو ذہنی سکون میسر آجاتا اور پندرہ بیس سال کی ذہنی

اذیت سے بچ کر سکوں کا سانس لے رہے ہوتے۔
پھانسی کی سزا می دینے میں بھی انصاف کے تقاضوں کو نہ بھولا جائے۔جس مجرم کا جب اور جہاں نمبر تھا۔اُس کو اسی نمبر پر پھانسی پر چڑھایا جانا چاہیے۔یہ نہ ہو کہ کل کا سزا پانے والا فوری پھانسی پر چڑھا دیا جائے اور ماضی کے مجرموں کو مزید زندگی بخش دی جائے۔کئی لوگ اپنے مجرموں کو بچانے کی غرض سے پھانسی کے نمبروں میں تبدیل چاہتے ہیں۔جو عادی مجرموں کو بچانے کی ایک ناکام کوشش ہے۔
ہمارا خیال ہے کہ دہشت گرد اب لاہور کو بھی نشانہ بنا سکتے ہیں۔کیونکہ وزیر اعظم نے اس وقت دہشت گردی کے خلاف دو ٹوک فیصلے کا اعلان کر دیا ہے۔ماضی میں جو گڈ طالبان اور بیڈ طالبان کا تصوور تھا،انہوں نے اس تمیز کے خاتمے بھی کا اعلان کر دیا ہے۔جس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے۔اس خبر سے ایک حساس اداروں نے بھی پولیس کو الرٹ یہ کہہ کر کر دیا ہے کہ دہشت گرد پیشاور کے بعد اب لاہور کو نشانہ بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔انٹیلی جینس ادارے کی رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک ٹیلیفون کال ٹریس کی گئی ہے جس سے مبینہ طور پر اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ آرمی اسکول پیشاور پر حملہ کرنے والوں کے ساتھی لاہور میں موجود ہیں اور ایک بارود سے بھری گاڑی بھی لاہور

میں موجود ہے۔دہشت گرد لاہور میں دہشت گردی کی بڑی وادات کرنے کا اردہ رکھتے ہیں۔ان کے ہدف کے بارے میں کوئی اطلاع موجود نہیں ہے۔

اے پی سی میں کہیں سے بھی دہشت گردوں سے نرمی برتنے کی بات سامنے نہیں آئی۔اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ دشت گردوں کی سفاکی نے اپنے تمام ہمدرد اس سفانہ عمل کے ذریعے سے اپنے مخالف بنا لئے ہیں۔ملالہ کے واقعے نے چند لوگ ان کے مخالف بنا دیئے تھے۔مگر اس سا نحے نے تو پوری قوم کے ساتھ ان کے تمام ہمدردوں کو بھی ان کا کھلا مخالف نبا دیا ہے۔کئ لوگوں کا اس ضمن میں یہ بھی خیال ہے کہ امریکی سی آئی اے نے اپنے پتے خوب سلیقے سے کھیلے اور اور آخر کار اپنے دشمن پر کاری ضرب لگانے میں ہر پہلو سے کامیابی حاصل کر چکا ہے۔دوسری جانب پاکستانی قوم اپنے معصوم شہیدوں پر بے حد ملول تو ضرور ہے۔مگر اس بات میں طمانیت محسوس کر رہی ہے کہ ان معصوم شہادتوں نے قوم کو متحد کر دیا۔جس کا شیرازہ 16،دسمبر 2014 سے قبل بری طرح سے بکھرا ہوا تھا....ننھے شہیدو تمہیں سلام تم نے اپنے خون سے اس قوم کا ....بکھرا شیرازہ سمیٹ کر ایک ہی صف میں محمود و ایاز کو لا کھڑا کیا ہے

! قائدِ اعظم ہر مذہبی منافرت سے ہٹ کر صرف مسلمان تھے

قائدِ اعظم محمد علی جناح کا تعلق بلا کسی شک و شبہ کے جوناگڑھ کے ایک آغا خانی خاندان سے تعلق ضرور تھا۔ مگر عملی زندگی میں وہ ایک پکے اور سچے مسلمان تھے۔ وہ کسی بھی قسم کی مذہبی منافرت کے شدید مخالف تھے۔ اُنہوں نے اپنی عملی زندگی ایک سنی مسلمان کے عقیدے تحت بسر کی تھی۔ کبھی کسی متعاصب گروہ یا شخص نے انہیں مذہبی یا طبقاتی گروہ بندی کی طرف لانا چاہا تو اُنھوں نے بلاتردُد صاف کہہ دیا کہ وہ صرف مسلمان ہیں۔ اس صورت حال میں وہ متعاصب گروہ یا شخصیات اپنا سا منہ لے رہ گئے۔ ہم نے پاکستان کی ہر شے کو تو تعصبات میں لپیٹ دیا ہے، اللہ کے لئے اب بانی پاکستان کو تو بخش دیں۔

1946 میں ایک شیعہ علماء کے ایک وفد نے قائدِ اعظم محمد علی جناح سے دہلی میں ملاقات کی اور ان سے اُن سے مذہبی فرقے کے بارے میں سوال کیا کہ ہم شیعہ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ آپ کس مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ یقیناً شیعہ ہیں تو میرے قائد نے برجستہ جواب دیا "No I am only Muslim" (نہیں میں صرف مسلمان ہوں) قائدِ اعظم کی اسلام پرستی سے کونسا مطالعہِ پاکستان کا طالبعلم واقف نہیں ہے۔ مگر بدقسمتی ہماری یہ ہے کہ لوگ قائدِ اعظم کو بھی

مذہبی منافرت کا حصہ بناتے ہوے نہیں چوکتے ہیں۔ قائدِ اعظم ہر قسم کی مذہبی منافرت کے خلاف تھے ۔ وہ صرف اور صرف سچے مسلمان اور مسلمان قوم کے بر صغیر میں سچے خادم تھے و رہنما تھے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ انسانی خون کے نا حق بہانے کے بھی شدید مخالف تھے۔ مسلمانوں کو تو چھوڑ دیں وہ تو کسی غیر مسلم کا نا حق خون بہتا ہوا نہیں دیکھ سکتے تھے۔

1936میں مولانا اشرف علی تھانوی نے قائدِ اعظم کا ساتھ دینے کا نا صرف عہد کیا بلکہ اپنے تمام شاگردوں کو بھی قائدِ اعظم کا مکمل ساتھ دینے کی ہدایات جاری کیں اور ان ہدایات پر عمل بھی ہوا۔ مگر کوئی تحریکِ پاکستان کا ادراک ہی نہ رکھتا ہو تو اس بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے؟اور کس طرح اُس کا دھیان اس جانب مبذول کرایا جا سکتا ہے؟ ان کے علاوہ مولانا ظفر علی خان جو مسلم لیگ کے قیام میں بھی برابر کے شریک تھے۔ مولانا عبدل باری فرنگی محلّی، مفتی عنایت اللہ دہلوی، مولانا عبدلحامد بدایونی، مولانا سعید احمد دہلوی، مولانا ثناء اللہ امر تسری ، مولانا آزاد سبحانی، مولانا محمد اکرم ، مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا سید سلمان ندوی ، مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا جمیل احمد تھانوی، مولانا خیر محمد جالندھری وغیرہ۔ یہ وہ علمائے کرام تھے ۔ جن کی صحبت میں قائدِ اعظم محمد علی جناح ایک سچے مسلمان بن کر بر صغیر کی ملتِ اسلامیہ کے رہبر و

رہنما بن کر سامنے آئے اور مسلمانانِ ہند کی آزادی کی کشتی کو پار لگا دیا۔ محمد علی جناح پکے اور سچے مسلمان اور سچے عاشقِ رسول بھی تھے۔ جس کا اندازہ ڈاکٹر صفدر محمود کے درج ذیل کوٹیشن سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔

نظریہ پاکستان کونسل اسلام آباد کے ماہنامہ ''نظریہ پاکستان'' میں گذشتہ دنوں میں اپنے دہلی میں قیام کے ضمن میں یاداشتوں میں چوہدری فضل حق 1944-45 نے بتایا کہ ان دنوں وہ کبھی کبھی قائدِ اعظم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ وہیں ان کی ملاقات علامہ شبیر احمد عثمانی سے ہوئی اُن کا کہنا تھا کہ علامہ کو یہ شرف حاصل تھا کہ وہ جب چاہیں وقت لئے بغیر قائدِ اعظم سے مل سکتے تھے۔ علامہ شبیر احمد عثمانی نے قائدِ اعظم کی وفات کے بعد کہا کہ ''قائدِ اعظم نے انہیں ایک نشست میں بتایا تھا کہ جب وہ لندن میں مقیم تھے تو ایک خواب میں انہیں رسول اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''محمد علی واپس ہندوستان جاؤ اور وہاں مسلمانوں کی قیادت کرو'' قائدِ اعظم نے یہ خواب سنا کر مولانا شبیر احمد عثمانی کو تاکید فرمائی کہ یہ خواب میری زندگی میں کسی پر آشکارہ مت کرنا، اور میں ہندوستان آگیا۔ یہی وجہ ہے کہ قائدِ اعظم نے پاکستان کے نظام میں مغربی جمہوریت کی کئی بار نہیں بلکہ بار بار نفی فرمائی۔ قائدِ اعظم کی تقاریر اٹھا کر دیکھ لیں ہمیں ہر بیان میں اسلام اور قرآنی نظام کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ قائدِ اعظم محمد علی جناح جب

تک کانگرس کے رکن رہے سیکولر دکھائی دیتے ہیں اور ہندو مسلم اتحاد کے بڑے داعی بھی دکھائی دیتے تھے۔ مگر حالات کی ستم ظریفی اور ہندوؤں کے معادانہ رویئے نے انہیں سیکولر جناح سے اسلام پسند جناح بنا دیا۔ جس میں ایک جانب مولانا اشرف علی تھانوی اور اُن کے شاگردوں کا بہت بڑا ہاتھ رہا ہے۔ جس وقت وہ ہندوستان واپس آتے ہیں تو علماء کی تربیت اور رسول کریم کی ہدایت پر مکمل اسلامی نظریات کے حامل بن جاتے ہیں۔ وہ کسی مذہبی طبقاتی کشمکش کا حصہ نہیں بنے بلکے وہ پکے اور سچے مسلمان کے طور پر سامنے ؤآئے کسی بھی قسم کے تعصبات سے قائدِ اعظم کا کوئی لینا دینا نہیں تھا۔ محمد علی جناح مسلم قوم کی شیرازہ بندی کا عزم کرتے ہیں تو ہند کی پوری ملت اسلامیہ ان کے گرد دکھائی دیتی ہے۔ اس کی بھی سب سے بڑی وجہ میرے قائد، محمد علی جناح کا بلاتعصب کا مسلمان ہونا ہی تھا۔ خدا کے لئے میرے قائد کو مذہبی انتہاؤں کی طرف مت لیکر جاؤوہ صرف اور صرف ایک مسلمان تھے نہ وہ اثنائے عشری تھے اور نہ ہی کسی اور مذہبی فرقے کے علمبردار تھے۔ قائدِ اعظم محمد علی جناح نہ شیعہ تھے نہ دیو بندی یا بریلوی تھے اور نہ ہی اہل حدیث یا کسی اور مذہبی طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ صرف اور سرف ایک سچے مسلمان تھے اور عاشقِ رسول تھے! اگر کسی کے پاس سچے دلائل ہیں تو .... میری اس بات کا رد کرکے دکھائے

آج میرے قائد جیسا نہ تو سیاست دانوں میں ہے، نہ علماء میں ہے، نہ کالے

کوتوالوں میں ہے، اور نہ ہی عوام میں ہے۔ ہر طبقے کو کھنگال کے دیکھ لو اُن جیسا سچا اور قول کا پکا کوئی ہے نہ ہوگا۔ جس کی ہر کہی گئی بات پتھر پر لکیر تھی۔ جن لوگوں نے میرے قائد کے بنائے ہوئے اسلام کے اس قلعے میں داداگیری مچائی ہوئی ہے۔ انہیں ہوش کے ناخن لینا چاہئیں۔ میرے قائد نے یہ ملک اُن لوگوں کے لئے بنایا تھا جن کا نعرہ ہی یہ تھا کہ ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ'' یہ ملک میرے قائد نے نہ تو مذہبی تعصبات کے لئے بنایا تھا ہے۔ نہ جنرل کریسی کے لئے، نہ کسی لسانیت کے لئے بنایا تھا اور نہ ہی بھانت بھانت کے سیاسی مسخروں کے لئے بنایا تھا۔ بلکہ یہ ہند کی ملتِ اسلامیہ کی آسودگی کے لئے بنایا تھا۔ جو ان بد نصیب پاکستانیوں کو آج تک نہ تو فوجیوں کے مارشل لاء اور نہ ہی سیاسی بازیگروں کے کرتبوں نے حاصل ہونے دی.....

فوجی عدالتوں کا قیام کیا عدالتی نظام کی ناکامی ہے

دہشت گردوں نے آج پاکستان میں ایسے حالات پیدا کر دیئے ہیں جن سے نمٹنے کے لئے سیاسی قیادتیں بھی پریشانیوں میں مبتلا ہو چکی ہیں۔ایسا لگتا ہے کہ ہمارا ہر بڑا سیاست دان اپنے دامن پر دھبے آنے سے پہلے ہی دھو دینا چاہتا ہے اور دوسری جانب ملک غیر اعلانیہ طور پر سول مارشل لاء کے نرغے کا شکار دکھائی دے رہا ہے۔ کوئی اس سول مارشل لاء کے لئے زبان نہ کھولے ورنہ اُسے گونگا ہونا پڑ جائے گا۔ چاہے کوئی مانے یا نہ مانے ہمارے خیال میں ملک کے اقتدارِ اعلیٰ پر سیاسی کے بجائے فوجی رٹ واضح دکھائی دیتی ہے ۔دوسری جانب ہمارا فوجی جوان ملک کیلئے نا صرف سرحدوں پر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر رہا ہے بلکہ دورانِ خانہ بھی وہ دہشت گردی سے پوری قوت کے ساتھ نبرد آزما ہے۔

اس وقت ملک میں ن لیگ کی حکومت انتہائی کمزور حکومت کے طور پر دکھائی دیتی ہے۔ کوئی ادارہ حکومت کی گرفت میں ہے ہی نہیں۔اس کمزور صورتِ حال میں آج ملک میں ایک عجیب غریب بحث چل نکلی ہے ۔نہ ملک میں مارشل لاء ہے اور نہ ہی بظاہر کوئی فوجی اس ملک پر قابض ہے۔ مگر حکمران خوف کے ایک خول میں مقید دکھائی دیتی ہیں۔ یہ ہی وجہ ہے کہ انہیں (سول) عدلیہ پر اعتماد نہیں ہے جس

کی وجہ سے حکومت ملک میں فوجی عدالتیں قائم کرنے پر مصر ہے۔ جبکہ ہمارا آئین بھی سول حکومتوں کو فوجی عدالتیں قائم کرنے کی اجازت نہیں دیتا ہے۔ چیف آف آرمی اسٹاف جنرل راحیل شریف کا کہنا ہے کہ ”میں اس بات کی ذاتی طور پر ذمہ داری لیتا ہوں کہ ملٹرِی کورٹس کا غلط استعمال نہیں ہوگا“ مگر کیا یہ ہمارے عدالتی نظام پر جنرل راحیل شریف کا عدمِ اعتماد کا اظہار نہیں ہے؟ملٹری کورٹس کو ہر مارشل لاء دور میں لوگوں نے دیکھا ہے اور ان کے کارناموں سے بھی ہماری تاریخ بھری پڑی ہے۔ جنہوں نے اپنے مخالفین پر وہ ناانصافیاں مسلط کی تھیں اور لوگوں کو سرِعام کوڑوں کی سزائیں دی گئیں جو ہماری تاریخ کا حصہ ہیں۔

ایک اخبار میں یہ خبر لگی ہے جس میں کہ فوجی عدالتوں کے ضمن میں کہا گیا ہے کہ حکومت 22 ،ویں ترمیم لانے کی تیاریاں کر رہی ہے جس کے تحت کہا گیا ہے کہ فوجی عدالتیں پورے ملک میں قائم ہوں گی۔ فوجی عدالت کی سربراہی فوجی حکام کریں گے تاہم ان کے ساتھ متعلقہ ہائی کورٹس کے عدالتی افسروں کو معاونت کے لئے تعینات کیا جائے گا۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا فوجی جنتا ان عدالتی افسروں کی معانت کو قبول کرلے گی؟اس ضمن میں ایک ماہرِ قانون خواجہ حارث کا کہنا ہے کہ عدالتی منصب پر کسی بھی انتظامی افسر سول یا ملٹری افسر کی تقرری آئین کی خود مختاری کے واضح خلاف ہوگی۔ آئین کے بنیادی ڈھانچے کے کسی بھی جزو یا عنصر کے خلاف نہ کوئی آئی ترمیم ہو سکتی

ہے اور نہ ہی قانون سازی ہو سکتی ہے۔ خواجہ حارث نے انسداد دہشت گردی کے مقدمات میں تاخیر کی وجہ بتاتے ہوئے کہا کہ ،جو مقدمات میں تاخیر اور سزا کو ناممکن بنا دیتے ہیں اور شہادتوں کو محفوظ نہیں بنایا جاتا، جائے واردات کی حفاظت نہیں کی جاتی،اور تفتیش کے اصولوں کا خیال نہیں رکھا جاتا ہے۔ واقعہ کے فوراً بعد گولیوں کے خول فارانسک ڈیپارٹمنٹ کے حوالے کئے جائیں اور برآمدگی کے فوراً بعد گن بھی اس محکمے کے سپرد کر دی جانی چاہیے۔ اگر گولیوں کے خول اور گن تاخیر سے فارسک ڈیپارٹمنٹ کو دی گئی تو انہیں ثبوت تسلیم نہیں کیا جاتا ہے۔ نامکمل ثبوتوں کی بناء پر عدالتیں ملزمان کو چھوڑ دیتی ہیں۔

اس خبر نے پاکستان میں ایک نئی بحث کا آغاز کر دیا ہے کہ دہشت گردی سے نمٹنے کے لئے ملک میں ایک بار پھر فوجی عدالتیں لگانے کی تیاری کی جا رہی ہے۔ سوال یہ اُٹھتا ہے کہ کیا دہشت گردی کے خاتمے کے لئے دہشت گردی کی خصوصی عدالتوں کے قیام کا تجربہ ناکام رہا ہے؟ یا انہیں ہمیشہ مصلحت پسندی کیلئے استعمال کیا گیا یا اس سسٹم کی خامیوں کو دور کرنے کے لئے کبھی سنجیدگی کا مظاہرہ کیا ہی نہیں گیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ٹارگیٹیڈ آپریشن میں پولس اور رینجرز نے 6935 ،مشتبہ افراد کو گرفتار کیا مگر دہشت گردی کے قانون کے تحت گواہوں کی حفاظت حکومت کی ذمہ داری ہے۔ مگر حکومت کی جانب سے یہ ذمہ داری شائد پوری نہیں کی جا رہی ہے۔ جس کی وجہ سے بڑے بڑے کریمنل آسانی کے ساتھ

رہائی کا پروانہ لے نکلتے ہیں اور پھر موقعہ ہاتھ آتے ہی بدلیس سدھار جاتے ہیں۔

آئینی ماہرین نے فوجی عدالتوں کے قیام کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے موقف اپنایا ہے کہ آئین میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔آئینی ترمیم کے باوجود فوجی عدالتوں کا قیام عمل میں نہیں لایا جاسکتا ہے۔فوجی عدالتوں کے قیام کی وجہ سے آئین میں دیئے گئے شہریوں کے حقوق کے تحفظ کا خاتمہ کرنا پڑے گا۔جو کسی طرح بھی ممکن نہیں ہے۔اس سلسلے میں سابق چیف جسٹس سعید الزماں صدیقی کا کہنا ہے کہ ''فوجی عدالتوں کا قیام متوازی عدالتی نظام قائم کرنے کے مترادف ہے۔سپریم کورٹ اس کی ہر گزاجازت نہیں دے گی۔حکومت کو فوجی عدالتوں کے قیام سے زیادہ موجودہ انصاف کے نظام کو بہتر کرنا چاہئے''اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ سُپریم کورٹ ماضی میں بھی ملٹری کورٹس کے قیام کو کالعدم قرار دے چکی ہے۔نواز شریف نے اپنے حکومت کے دوسرے دورانئے میں بھی یہ کوشش کی تھی جو عدالتِ عالیہ نے ناکام بنا دی تھی۔اب یہی کوشش ایک مرتبہ پھر کی جارہی ہے جو ہم سمجھتے ہیں کسی صورت بھی کامیاب نہ ہو سکے گی۔سپریم کورٹ کے سابق جسٹس وجیہ الدین احمد کا بھی کہنا ہے کہ فوجی عدالتوں کا قیام نا ممکن دکھائی دیتا ہے۔ایسا کرنا بنیادی حقوق پر حملے کے مترادف ہوگا۔لیکن حکومت آرٹیکل 245 ،کا سہارا لے سکتی ہے۔اُن کا مزید یہ کہنا تھا کہ فاٹا

میں فوج کی موجودگی کی وجہ سے وہاں فوجی ٹربیونلز کا قیام عمل میں لایا جا سکتا ہے۔ لیکن قدرے پر امن علاقوں میں یہ ممکن نہیں ہے۔

حکومت اپنی ناکامیوں کا ملبہ عوام کے حقوق غصب کرکے ان پر ڈلنا چاہتی ہے۔ حکومت نے پولیس کو اس معاملے میں دودھ کی مکھی کی طرح باہر نکال پھینکا ہے۔ پولس کی اصلاح اور تربیت اور جدید ساز و سامان کی فراہمی کے بلند بانگ دعوے تو کئے۔ مگر ان دعووں کو عملی شکل دینے کی کبھی نوبت ہی نہیں آئی شائد تمام صوبائی حکومتیں اس معاملے میں مخلص نہیں ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ دہشت گردی کا عفریت شہروں میں کم ہونے میں نہیں آرہا ہے۔ خاص طور پر کراچی اس دہشت گردی کا سب سے بڑا نشانہ رہا ہے۔

اس وقت کا جو ماحول بنا ہے اور جنرلز جس طرح جمہوریت پر حاوی ہو رہے ہیں وہ قوم کے لئے کوئی اچھی نوید نہیں ہے۔ حکومتِ پاکستان کا ہر ملازم چاہے وہ جس بھی شعبے سے تعلق رکھتا ہو وہ وزیر اعظم کو ڈکٹیٹ نہیں کر سکتا ہے۔ مگر حالات یہ بتا رہے ہیں کہ سرکاری ملازمین کا ایک گروہ ایسا بھی ہے جو سمجھتا ہے کہ وزیر اعظم کی ان کے سامنے کیا حیثیت ہے۔ لہٰذا وہ مسلسل لگتا ہے کہ وزیر اعظم کو ڈکٹیشن دے رہے ہیں، اور حکومتی کمزوریوں کے پیشِ نظر وزیر اعظم بھی لگتا یوں کہ ہے کہ اُن سے خائف ہیں۔ جس کی وجہ سے مل جل کر

معاملات چلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔تاکہ جمہوریت کی بساط برقرار رہ سکے۔
فوجی عدالتوں کے بارے میں مارشل کی بڑی مخالف جماعتِ اسلامی بھی آج یہ کہنے پر مجبور ہے کہ فوجی عدالتوں پر تحفظات تو تھے مگر اس کے سوائے کوئی راستہ نہیں ہے؟؟؟پاکستان کی دوسری بڑی سیاسی جماعت پیپلز پارٹ کی اعلیٰ قیادت بھی فوجی عدالتوں کے قیام پر متفق ہو چکی ہے۔وہ جماعتیں جو ماضی میں مارشل لاء کا دست و بازو رہی ہیں انہوں نے تو فوجی عدالتوں کے قیام پر بے پناہ اعتماد اور خوشی کا اظہار کیا ہے۔عمران خان نے بھی بصد خوشی فوجی عدالتوں کے قیام کو مانا ہے کیونکہ کہیں نہ کہیں ان کے ساتھ ریٹائرڈ بوٹ بردار کھڑے دیکھے جا سکتے ہیں۔ایم کیو ایم جو دل سے فوجی اقتدار کی حامی ہے اس نے بھی فوجی عدالتوں کے قیام پر رضامندی ظاہر کر دی ہے حالانکہکراچی آپریشن پر ان کے تحفظات موجود ہیں۔جمیعتِ علماء اسلام ف کی جانب سے دوٹوک الفاظ میں کہا گیا ہے کہ ہم اصولی طور پر فوجی عدالتوں کے حق میں نہیں، ہاں اگر آئین میں فوجی عدالتوں کی گنجائش ہو تو غور کر سکتے ہیں۔جبکہ مسلم لیگ ن کی جانب سے اس سلسلے میں وزیر طلاعات نے بڑی عجیب منطق پیش کی ہے جس میں فوجی عدالتوں کو اسپیشل کورٹس کا نام دے کر کہتے ہیں کہ یہ فوجی عدالتیں نہیں بلکہ آئینی عدالتیں ہیں۔اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا .....

مہنگائی کا عفریت پاکستانی قوم کا پیچھا کب چھوڑے گا

آج پاکستانی قوم مہنگائی کے بوجھ تلے دبی چلی جا رہی ہے۔ کوئی اس مظلوم قوم کی فریاد سُننے والا اس ملک کی قیادتوں میں تو دکھائی دیتا ہی نہیں ہے۔ ہر سیاست دان اس ملک میں موقع ملتے ہی لوٹ کھسوٹ میں اپنے ساتھیوں سے بازی لے جانے کے موڈ میں ہوتا ہے۔ اور اُس کے دل ودماغ میں یہ ہی سودا سمایا ہوا ہوتا ہے کہ اگر وہ سیر تھا تو میں سوا سیر ہوں (سیر ماضی میں کلو کی جگہ استعمال ہوتا تھا جو وزن میں کلو سے کچھ ہی کم ہوا کرتا تھا) آج ایک آدھ کے سوائے تمام سیاسی مہرے میلینرز ہیں جو طریقے طریقے سے ٹیکس چوری میں بڑے سے بڑے چوروں سے بھی آگے دیکھے جا سکتے ہیں ۔ مگر ان کی چوریوں پر جو ہاتھ ڈالے گا اُس کے ہاتھ جلا دیئے جائیں گے۔ اس ملک کا جاگیر دار کوئی نسلوں سے جاگیر دار نہیں ہے بلکہ انگریز کے کتوں کو نہلانے اور اور اپنی قوم و وطن سے غداری کے صلے میں انگریز نے ہندوستان پر غاصبانہ قبضے کے لئے ان لوگوں کے بڑوں کو استعمال کیا۔ جس کے صلے میں ان کے اجداد کو ناصرف جاگیریں غاصب انگریز نے عطاء کیں بلکہ انہیں سر، خان اور مخدوم بھی بنا دیا۔ جو آج تک مختلف حوالوں سے اس وطن کے لوگوں کا ناصرف خون چوس رہے ہیں بلکہ اس مملکت، خداداد کے مالک و مختار بھی بنے ہوئے ہیں۔ یہ جاگیر دار ہی آج کا سرمایہ دار بھی ہے۔ ان میں سے اکثر ملوں

اور کاخانوں کے مالک اس طرح بن گئے ہیں کہ جو کچھ ان کی زمینوں پر پیدا ہوتا ہے اُس کا یہ لوگ کوئی ٹیکس بھی نہیں دیتے ہیں اور جو پیداوار ان کی زمینوں پر ہوتی ہے اُسی کی انہوں نے صنعتیں بھی لگا رکھی ہیں کسی کی ٹیکسٹائل ملز چل رہی ہیں تو کسی کے شوگر ملز کسی کے فوڈ پروڈکٹ کے کارخانے ہیں تو کوئی مسالحہ جات بنا رہا ہے۔ یہ لوگ اس ، وطن کی مٹی کو تباہ تو کر رہے ہیں۔ مگر اس کی آبیاری کے لئے کوئی تیار نہیں ہے۔ وہ کسان و مزدور جو ان کی زمینوں یا ملوں میں کام کرتے ہیں اُن کی حیثیت ان کے نزیک غلاموں کی سی ہے۔ کسان اگر اپنے حقوق کی بات کرتا ہے تو اُس کو نسلوں کے خاتمے کی دھمکیاں یہ لوگ دیتے ہیں اور ایسا کر بھی دیا جاتا ہے۔ مل مزدور جس کو یہ اپنے ٹٹوؤں کے ذریعے مل میں ملازم رکھتے ہیں حکومت کی مقرر کردہ تنخواہیں تک ٹھیکیداری نظام کے تحت نہیں دیتے ہیں۔ اگر مزدر حقوق کی بات کرتا ہے تو اُس کی روزی روٹی چھین کر کان پکڑ کر مل کے دروازے سے باہر کر دیا جاتا ہے۔

غریب کسان و مزدور کا پاکستانی معاشرے میں کوئی پرسانِ حال نہیں ہے۔ جہاں پیٹرول پر پانچ روپے بڑھے وہیں ملک میں مہنگائی پندرہ سے بیس فیصد تک بڑھا دی جاتی ہے۔ اس کھیل میں ملکی کمپنیوں سے کہیں آگے ملٹی نیشنل کمپنیاں ہوتی ہیں۔ جنھیں کوئی بھی پوچھنے پکڑنے والا نہیں ہے!!! شائد ان کمپنیوں میں بھی

انہی جاگیرداروں سرمایہ داروں کے شیرز ہوتے ہیں جو اتنے بڑے مہنگائی کے جرم پر بھی ہماری اسمبلیوں میں ان پر کوئی آواز تک نہیں اُٹھاتا ہے۔یہ ملٹی نیشنل کمپنیاں ملک میں سب سے بڑا مہنگائی کا بازار گرم کرنیوالی ہیں اور ان پر کسی کا چیک اینڈ بیلنس بھی نہیں ہے۔ملک میں مہنگائی کا دوسرا بڑا مافیہ ٹرانسپورٹر ہیں۔یہ بھی اس ملک (اور خاص طور پر کراچی) میں شُطر بے مہار ہے۔ٹراسپورٹ جو چلتی تو سی این جی پر ہے مگر پیٹرول کی قیمتیں بڑھتے ہی ان کے کرایوں میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ان کو کوئی اس وجہ سے پوچھنے والا نہیں ہے کہ ان کی بڑی تعداد پولیس آفسرز کی ملکیت ہے۔اس ظلم کا شکار بھی غریب اور مزدور طبقہ ہی ہوتا ہے۔آج ملک مہنگائی کے ساتویں آسمان پر پہنچا ہوا ہے۔جس کی وجہ ہمرا جاگیر دار، سرمایہ دار اور ملٹی نیشنل کمپنیاں ہیں ۔جس سے ملک کا غریب روزانہ انفرادی اور اجتاعی خودکشیوں پر مجبور ہے۔آئے دن خبریں آتی ہیں کہ ایک باپ نے اپنے بچوں اور بیوی کو زہر دے کر یا گولی مار کر خود بھی خودکشی کرلی یا غربت کی ماری ماں نے چار بچوں کے ساتھ دریا میں چھلانگ لگا کر خوڈکشی کرلی ہے۔جس کی وجہ بھوک مہنگائی افلاس اور بے روزگاری تھی۔ہر روز ایک دو خاندانوں کی پورے پاکستان سے اس قسم کی خبروں سے اخبار اور الیکٹرانک میڈیا دلوں کو دہلا رہے ہوتے ہیں۔جس کا ہمارے حکمرانوں اور سیاست دانوں ، سرمایہ داروں اور زور آوروں پر تو کوئی اثر ہوتا نہیں ہے۔ مگر غریب گھرانوں کے سربراہوں پر اس کے منفی اثرات ہوتے ہیں۔جو دوسرے لوگوں کو بھی

ایسا کرنے پر اکسا رہے ہوتے ہیں۔ ملک میں مہنگائی ہے کہ رُکنے کا نام ہی نہیں لے رہی ہے۔ یہ غربت و افلاس، بے چارگی، بے لباسی اور شیلٹر کا نہ ہونا ہی تو ہے جو لوگوں کو نقب زنی، چوریوں اور ڈکیتیوں کے ساتھ خودکشیوں پر اکسا رہا ہوتا ہے۔ مگر حکمران چین کی بنسی بجا رہے ہوتے ہیں۔ جہاں سب ٹھیک ہے کا ورد جاری رہتا ہے۔

آج یکم جنوری 2015 کو تیسری مرتبہ پیٹرول کی قیمت کم ہوئی ہے۔ جو 109، روپے سے کم ہو کر 78، روپے فی لیٹر پر آ گئی ہے یعنی 31، روپے ایک لیٹر پر کم ہو چکے ہیں۔ مگر حکمرانوں کی بے حسی کی وجہ سے مہنگائی کا عفریت اپنی جگہ پر موجود ہے۔ کہ ہمارا پیچھا ہی نہیں چھوڑ رہا ہے۔ ہر جانب بے حسی کی بے حسی ہے!!! کہ کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی ہے۔ مہنگائی ہے کہ ختم ہی ہونے میں نہیں آ رہی ہے۔ کوئی بتائے؟ کہ ہم بتائیں! کیا دالوں کی قیمتیں کم ہوئیں؟ کیا چینی آٹے کی قیمتیں کم ہوئیں؟ کیا ادویات کی قیمتیں کم ہوئیں؟ کیا ٹرانسپورٹ کے کرائے کم ہوئے؟ کیا سیمنٹ اور سریئے کی قیمتیں نیچے آئیں؟ لُٹیروں کی لوٹ مار اُسی طرح جاری ہے جس طرح ماضی میں ہو رہی تھی۔ غریب اُسی طرح خودکشیاں کر رہے ہیں۔ ہر ذی شعور اس سوچ میں گم ہے کہ اس ناانصافی سے اسے کیونکر نجات ملے گی؟ کیا حکومت اس قدر بے بس ہے کہ غریبوں کی اموات کے باوجود بھی کہیں سے انصاف کی رمق تک دکھائی نہیں دے رہی ہے۔

چاہئے تو یہ تھا کہ جس طرح پیٹرول پر پانچ روپے بڑھنے پر 15، سے 20 ، روپے مہنگائی میں اضافہ ہو جاتا تھا۔اسی طرح پٹرول وڈیزل کی قیمتوں کے 31 ، روپے فی لیٹر کم ہو جانے پر کم از کم 30، فیصد ہی مہنگائی کم کردی جاتی...جو نہیں ہوئی ۔حکومتِ وقت کو چاہئے کہ سب سے پہلے ملٹی نیشنلز کو لگام دے کر کہا جائے کہ کم از کم اپنی اشیا کی قیمتوں میں ہر صورت میں 30، فیصد کی کمی کریں ۔ان کو پاکستان میں لوٹ مار کا بازار بند کرنے کا حکم دیا جائے ۔تاکہ عوام کو پیٹرولیم کی قیمتوں کے کم ہونے کا کچھ تو فائدہ ہو۔اس کے ساتھ ہی حکومت تمام اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں اتنی ہی کمی کروائے۔تاکہ روز مرہ ی خود کشیوں کا سلسلہ کچھ تو کم ہو۔ تاکہ غریب کو اس کا براہِ راست کچھ تو فائدہ پہنچے۔ عوام چیخ رہے ہیں کہ مہنگائی کا عفریت پاکستانی قوم کا پیچھا کب چھوڑے گا؟

بیک چینل ڈپلومیسی کیوں؟

بھارتی کانگرس پارٹی کے کسی بھی دور میں پاکستان کے مفادات کا کبھی بھی خیال نہیں رکھا گیا بلکہ کانگرس نے ہمیشہ پاکستان کی تباہی کی منصوبہ سازی جاری رکھی ہے۔ اس کی بڑی وجہ مسئلہِ کشمیر رہا ہے جس پر بھارت نے گذشتہ 63 سالوں سے غاصبانہ قبضہ جمایا ہوا ہے۔ جس کے مسلمان سپوتوں نے اپنی حریت کی خاطر 80 لاکھ سے زیادہ قربانیا دے کر بھارتی عزائم کو ناکام بنانے کی کوششیں جاری رکھی ہوئی ہیں جن کو بھارت کی کانگرسی قیادت نے ان کی مرضی کے مطابق اقتدار منتقل کرنے کا ساری دنیا کے سامنے کئی کئی بار وعدے کیئے تھے۔ مگر ان کے رہنما پنڈت جواہر لال نہرو نے کبھی بھی اپنے یو این او سے کئے گئے وعدوں کا پاس نہ کیا۔ اور کشمیر پر غاصبانہ قبضے کو جاری رکھنے کے لئے روزانہ کوئی نیا بہانہ تراشتے رہے۔ یہ وہ ہی کانگرس پارٹی ہے جس نے پاکستان کو دولخت کرکے ہماری قوت کو منتشر کرکے ختم کرنے کی بھرپور کوشش کی تھی۔ جس میں کانگرس پارٹی سو فیصد کامیاب تو نہ ہو سکی۔ مگر کسی حد تک اس نے ہماری طاقت کا شیرازہ منتشر کرنے میں وقتی طور پر تو کامیابی حاصل کر لی تھی۔ جس کو ہم نے مئی 1998 میں دوبارہ مضبوط کرنے میں بظاہر تو کامیابی بھی حاصل کر لی تھی۔ مگر دشمن کی آنکھ کا اسی وقت سے ہم

کانٹا بنے ہوئے ہیں اور ہر روز ہمارے خلاف اندرون خانہ کوئی نہ کوئی سازش مقامی اور بین الاقومی طور پر کرتا رہتا ہے۔ ہمارے موجودہ حکمران ماضی کے مغرب سے ڈرے ہوئے ڈکٹیٹر کی پالیسیوں کو ٹو کرنے میں دن رات ایک کئے ہوئے ہیں۔ ہمارے صدر محترم تو ہمیشہ ہی یہ کہتے ہیں کہ ہمیں بھارت سے کوئی خطرہ نہیں ہے.... حالانکہ ہماری آزادی کو سب سے زیادہ بھارت ہی سے خطرہ ہے۔

جو لوگ بھی کشمیر میں کشمیریوں کی کسی بھی قسم کی انسانی حقوق کے حوالے سے خدمات انجام دے رہے ہیں وہ بھارت کی آنکھ میں کانٹے کی طرح کھٹکتے ہیں۔ مفتی سعید جو صرف کشمیریوں کی معاشی پریشانیوں کا ازالہ کرتے رہے ہیں ۔ان کو بھارت نے ممبئ حملوں میں بھرپور طریقے سے ملوث کرنے کی کوششیں جاری رکھی ہوئی ہیں۔ 21 اگست 2009 کو بھارتی وزیر خارجہ چدم برم نے بھارتی الزام ایک مرتبہ پھر شدت کے ساتھ دہرایا ہے کہ مفتی سعید ممبئ حملوں میں شریک رہے ہیں پاکستان اس حوالے سے مخلصانہ تحقیقات نہیں کر رہا ہے۔ گویا بھارتی الزامات کو من و عن مان کر اپنے شہری کو اس کی مرضی کے مطابق سزا دے کر کشمیر کاذ سے دستبردار ہو جائے۔بد قسمتی یہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں نے دکھاوے کے لئے کشمیر پر بڑے مثبت بیانات کا آغاز کر دیا ہے جو بظاہر تو بہت خوبصورت عمل ہے۔ مگر درپردہ وہ بھارت کو خوش کرنے کی غرض سے بیک ڈور ڈپلومیسی کا کھلے عام چرچا بھی کر رہے ہیں ۔۔بڑی معذرت کے ساتھ

ذوالفقار

علی بھٹو کے دور کے علاوہ پیپلز پارٹی کا ہمیشہ کشمیر مخالف رویّہ رہا ہے۔ جس نے کشمیر کاز کو نقصان ہی پہنچایا ہے۔ کشمیر میں بھارتی ظلم و تشدد کے حوالے سے ساری دنیا امریکہ کے سوائے آواز اٹھاتی رہی ہے۔ مگر اس کے باوجود بھارتی مظالم میں کمی کا تصور کرنا بھی کشمیریوں کے لئے ایک محال امر ہے۔

یورپی یونین نے اپنی سالانہ رپورٹ برائے کشمیر 2004 میں کہا تھا کہ "ہندوستانی فوج اور پولس فورسز کے ہاتھوں انسانی حقوق کی کشمیر میں شدید خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں۔ حکومت ہندوستان سے کہا گیا ہے کہ وہ اس قسم کے زیاتیوں کی تمام رپورٹوں کی فوری طور عدلیہ کے ذریعے تحقیقات کرائے۔ علاقے میں ان تمام دہشت گردانہ اور تشدد کی کاروائیوں کی ہم شدت کے ساتھ مذمت کرتے ہوے اس بات پر زور دیتے ہیں کہ کشمیر میں میڈیا اور انسانی حقوق کی تنظیموں کو کھلے طور پر کام کرنے دیا جائے" حال ہی میں لندن میں رئٹر کو انٹرویو دیتے ہوے شاہ محمد قریشی وزیر خارجہ پاکستان نے کہا ہے کہ ہم نے بھارت کے ساتھ بیک ڈور چینل ڈپلومیسی شروع کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ جس کیلئے پاکستان کے سابق سیکریٹری خارجہ ریاض محمد خان کو بھارت کے لئے اپنا خصوصی ایلچی مقرر کرنے پر غور کر رہے ہیں۔ بیک

چینل ڈپلومیسی کے ساتھ ساتھ باضابطہ امن مذاکرات بھی چلتے رہیں گے۔ ہمارے حکمرانوں کو نہ جانے یہ بات کیوں سمجھ نہیں آتی ہے کہ بھارت اپنی بڑھتی ہوئی طاقت کے نشے میں بد مست ہے اور وہ تمہاری خوشامدوں کو تو کوئی اہمیت دینے کو تیار ہے ہی نہیں۔ ہاں کشمیر کے مسئلے سے آج دستبرداری کا اعلان کردو جیسا کہ اس کی خواہش ہے تو کل ہی وہ تم سے اپنی شرائط پر تعلقات بہتر بنانے کا سوچ سکتا ہے۔ کیونکہ شروع دن سے ہی بھارت کشمیر کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتا ہے۔ مگر کشمیر چونکہ پاکستان کے پکے حامی ہیں اور وہ کفرستان کے ساتھ مل کر کسی طرح بھی نہیں رہ سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ گذشتہ 63 سالوں سے مسلسل اپنے مادر وطن کی آزادی اور ہندو استعمار سے چھٹکارے کی جدوجہد میں دن رات مصروف ہیں۔

پاکستان کو چاہئے کہ اپنے تمام اثر ورسوخ کو استعمال کرتے ہوے اقوام متحدہ کو مجبور کرے کہ وہ کشمیریوں کی آزادی کے بھارتی وعدوں کی تکمیل میں اپنا کردار ادا کرے۔اور کشمیریوں سے اس کے پلیٹ فارم پر کئے گئے تمام وعدوں کی تکمیل کرائے۔ مگر بڑی عجیب بات یہ ہے کہ جب عیسائیوں کی طرف سے انڈونیشیا جیسے ملک کے علاقے دارفور میں آزادی کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو اس کے تمام کے تمام کل پرزے اچانک ہی بڑی تیزی سے حرکت میں آجاتے ہیں اور اتنے بڑے مسلمان ملک کو ڈس انٹرگیٹ کر دیا جاتا ہے۔ در حقیقت عیسائی دنیا

مسلمانوں کی کمزوری سے فی زمانہ نا جائز فائدہ اٹھا رہی ہے۔ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس وقت کفر کی تمام قوتین اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مجتمع ہو چکی ہیں ۔ان سب اک ایجنڈا ایک ہی ہے۔ وہ یہ کہ اسلامی قوتوں کو ابھرنے نہ دو کہ کہیں یہ پھر سے ساری دنیا پر نہ چھا جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ کشمیر کے مسئلے پر کفر کیا اسلامی قوتیں بھی مغرب کے اشارے پر آنکھیں چرا رہی ہیں ۔حالانکہ ایک وقت تھا کہ مسلمان ممالک کی اکثریت کشمیر کے مسئلے پر تو پاکستان کی اصولی حمایت کرتی تھیں۔ مگر آج ان ممالک کی اکثریت بھارت اور امریکہ کے خوف سے اپنے سابقہ موقف سے پیچھے ہٹ رہی ہیں۔

کشمیریوں اور پاکستان کے عوام کو بیک چینل ڈپلومیسی کے نام پر بیوقوف نہ بنایا جائے۔ بھارت سے کھل کر دوٹوک انداز میں کشمیر کی آزادی کا مطالبہ کیا جائے ۔جس کے اس نے ساری دنیا کے سامنے ، کشمیریوں سے جھوٹے ہی صحیح مگر وعدے کئے ہوے ہیں ۔ اقوام متحدہ کی ماضی کی قرار دادوں کو کھول کر دیکھ لیا جائے کہ بھارت نے اقوام متحدہ کو بیچ میں ڈالکر کیا وعدے کئے تھے ؟ جن کو آج وہ سامنے لانے سے مسلسل کترا رہا ہے۔ ہندوستان کے سامنے گھگھی باندھ کر کھڑے ہونے کے بجائے ہماری حکومت کو مضبوطی سے اپنا موقف دہرنا چاہیے۔ ہمارے لئے پانی کے مسائل پیدا کرنے کے

لئے ہماری مرضی کے بغیر بگھلیار ڈیم محض ہمیں ٹیز کرنے کی غرض سے بنا کر ساری دنیا کو یہ دکھانے کی کوشش کر رہا ہے کہ وہ کشمیر میں ڈیلوپمنٹ کر رہا ہے۔ حالانکہ اس کو یہ اختیار ہی نہیں تھا کہ وہ ہماری مقبوضہ سرزمین پر ہماری اور کشمیریوں کی مرضی کے بغیر کوئی اقدام کرے۔ مگر ہمارے بکے ہوئے حکمرانوں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھا کر وہ کشمیر میں ہر وہ کام کر گذر رہا ہے جو اسے اس خطے میں نہیں کرنے چاہیں تھے۔

سعودی عرب کے نئے حکمران اور مسلم امہ

شاہ عبداللہ ایک معتدل حکمران کی حیثیت سے عرب اور اسلامی دنیا کا ایک بڑا نام تھے ۔جو قریبا ایک عشرہ سعودی تخت پر براجمان رہے ۔یہ سعودی عرب میں امریکی مفادات کے حامی نہیں تھے۔بلکہ سعودی عرب کو بڑی حد تک امریکی اثر و نفوذ سے نکالنے کے لئے کوشاں بھی بتائے جاتے ہیں جو طوالت عمری اور چیسٹ انفیکشن کا شکار ہو کر اس دنیائے فانی سے 23 ،جنوری 2015 ،کو درمیان شب اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے ۔شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز کی رحلت نے ملت اسلامیہ کو اس وجہ سے غمگین کر دیا کہ خادمین حرمین الشریفین سے ملتِ اسلامیہ اس وجہ سے بھی عقید رکھتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو خانہ کعبہ اور روضہ رسول کے خدمت گار کے طور پر بھی جانے مانے جاتے تھے۔اسکے علاوہ سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ عرب دنیا کا ستعماریت کے خلاف اہم نام مانا جاتے تھے۔انہوں نے بڑے سلیقے کے ساتھ امریکیوں کو سعودی عرب سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا۔جو ان کا یک بڑا کارنامہ تھا۔مگر اپنی اس حکمتِ عملی کے باوجود انہوں نے مغرب اور خاص طور پر امریکہ برطانیہ سے اپنے تعلقات میں درارڑیں نہیں پڑنے دیں۔

شاہ عبدالعزیز کے سوتیلے بھائی سلمان بن عبدالعزیز 31،دسمبر 1935ء میں پیدا ہوئے۔ سلمان بن عبدلعزیز سعودی عرب کے بانی شاہ عبدالعزیز کے ان سات بیٹوں میں سے ایک ہیں جو سُدیری اس وجہ سے کہلاتے ہیں وہ شاہ عبدالعزیز کی محبوب اہلیہ حصہ احمد السُدیری کے بطن سے پیدا ہوئے۔اُن کی تعلیم وتربیت ریاض میں قائم کئے گئے سعودی عرب کے شہزادوں کے اسکول میں ہوئی جو ابنِ سعود نے شاہی خاندان کے بچوں کے لئے قائم کیا تھا۔ 1950 تعلیم وتربیت سے فراغت کے بعد، شہزادہ سلمان کو صرف 19،برس کی عمر میں سعودی فرمازوا نے اپنے نمائندے اور امیر کے طور پر سیاست کے میدان میں اتار دیا تھا۔اس حیثیت میں انہوں نے 17،مارچ 1953،تک خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد شاہ سعود نے ان کا تقرر 19، اپریل 1954، کو ریاض کے میئر کے طور پر کر دیا۔ میئر شپ کے دوران انہیں ریاض کی ترقی وجدیدیت کا خیال ذہن نشین رہا۔ مگر 25،دسمبر 1960، کو انہوں نے میئر کے عہدے سے استعفیٰ دیدیا۔ ان کی سیاسی پختگی کو دیکھتے ہوئے ان کے والد شاہ سعود نے 4 ،فروری 1963، کو 28 سال کی عمر میں انہیں صوبہ ریاض کا گورنر بنا دیا تھا۔اس طرح ایک مرتبہ پھر انہیں، سیاست کے میدان میں قدم رکھنا پڑ گیا۔ اس عہدے پر انہوں نے بڑی تندہی سے قریبا 48 سال تک خدمات انجام دیں۔ جس کے دوران انہوں ریاض شہر کو دنیا کا خوبصورت ترین شہر بنا دیا۔ انہوں نے ریاض کی ترقی و تعمیر میں بہت

اہم کردار ادا کیا۔ یہاں کی سڑکوں اور بلدیاتی نظام کو دنیا کے جدید ترین نظاموں میں تبدل کرکے اہم خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد انہیں 5، نومبر 2011 کو سعودی عرب کے وزیر دفاع کا قلمدان سونپ دیا گیا۔ اس عہدے پر انہوں نے تندہی کے ساتھ دن رات خدمات انجام دیں۔ وزیرِ دفاع کی حیثیت سے انہوں نے 12، اپریل 2012 کو امریکہ کے صدر بارک اوبامہ، اور برطانیہ کے وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون سے ملاقاتیں کیں۔ ان دونوں رہنماؤں سے واران ٹرر کے موضوعات پر بھی تبادلہ خیالات کیا گیا۔ ان کی جگہ پر ان کے بھائی شہزادہ سلطان بن عبدالعزیز کو ریاض کا گورنر 2011 میں مقرر کردیا گیا۔ اسی وقت سے سلمان بن عبدالعزیز کو نیشنل سیکورٹی کونسل کا رکن بنا دیا گیا۔

انہیں 18، جون 2012 میں ولی عہد کے درجے پر اُن کے سوتیلے بھائی شاہ عبداللہ کے دورِ حکمرانی میں ان کے بھائی نائف بن عبدل العزیز کے انتقال کے بعد انہیں سعودی عرب کا ولی عہد مامزد کردیا گیا گویا یہ ان کی مستقبل کی بادشاہت کا سگنل تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی انہیں نائب وزیر اعظم بھی بنا دیا گیا۔ لہٰذا جب شاہ عبداللہ کا انتقال ہوگیا تو، شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز کی وفات کے بعد 24، جنوری 2015۔ کو سلمان بن عبدلعزیز کو سعودی عرب کا بادشاہ بنا دیا گیا۔ اسی روز انہوں نے سعودی حکمران کے طور پر بادشاہت کا حلف اٹھالیا۔

شاہ سلمان انتہائی صلح جو طبیعت کے مالک رہے ہیں۔وہ خاندانی جھگڑوں اور نااتفاقیوں میں پُل کا کردار ادا کرتے رہے اور خاندانی مسائل کو سلجھانے میں ایک خاص ملکہ رکھتے ہیں۔انہوں ے ہمیشہ اپنے مخالفین سے بھی سیاسی انداز میں اپنے تعلقات کو برقرار رکھا کہا جاتا ہے کہ شاہ عبداللہ کی طرح ان کا فوکس سیاست کے برعکس معیشت کی بہتری اوراس کی تبدیلی پر مرکوز ہے۔

آج کی امتِ مسلمہ غمگین ہونے کے باوجود سعودی حکمرانوں پر نظریں جمائے ہوئے ہیں ۔ساری دنیا کی غیر اسلامی قوتیں مسلمانوں اور ان کے دین کے خلاف بد کلامی اور بد بانی اور قلم کی دہشت گردی میں مصروف ہے۔ محمد عربی ﷺ کے خلاف حرضہ سرائی میں کفر کی تمام قوتیں یکجا ہیں ۔ اور امہ اختلافات وانتشار میں ڈوبی ہوئی ہے۔ اپنے ماضی پر نوحہ کناں ہے۔

یا بلیک واٹر اور اسکی سرگرمیاں (Xe)

پاکستان میں بلیک واٹر پر لکھا جانے والا سب سے پہلا آرٹیکل)
ایرک ڈی پرنس جو 6 جون 1969 کو مشیگن ہالینڈ میں پیدا ہوا جو ابتدائی عمر سے ہی اسلام سے نفرت کرتا ہے اور ساری دنیا میں عیسائی اقتدار کے خواب دیکھتا رہا ہے۔ وہ ایک پرائیویٹ فوجی تنظیم بلیک واٹر ورلڈ وائیڈ جو آج کل زی (xe) کے نام سے ساری دنیا میں امریکی مفادات کے لئے سرگرم عمل ہے کا سربراہ ہے۔ زی بظاہر بے معنی سا لفظ ہے جو ایکس اور ای (xe) کا مرکب ہے۔ ایکس گمنام اور ای (eagle (ایگل یا عقاب اس طرح اس تنظیم کا نام گمنام عقاب بنا۔ جو دشمن پر خاموشی سے جھپٹ کر حملہ آور ہو کر بھی ظاہر نہ ہو اور گمنام ہی رہے۔ بلیک واٹر جو پہلے ہی سے ایک خطرناک نام تھا۔ کیونکہ سیاہ پانی میں کبھی بھی آسانی کے ساتھ کچھ دیکھا نہیں جاسکتا ہے۔ جو پہلے ہی خوف اور اندھیر کی علامت تھا۔ اس خوف کی علامت کو چھپانے اور سی آئی اے کو اپنے خفیہ ایجنڈے کو خفیہ ہی رکھنے کی غرض سے ایرک پرنس نے اپنی تنظیم کا نام 2 ،مارچ 2009 کو بلیک واٹر ورلڈ وائیڈ سے تبدیل کر کے Xe) worldwide)زی ورلڈ وائیڈ رکھدیا جو بظاہر بے معنی نام ہے۔ مگر اس نام میں پہلے سے بھی زیادہ خطرات پنہا

بن گیا (Xe) یا زی (ECO) ہیں۔ لہٰذا اسی دن اس نے اعلان کر دیا کہ اب وہ ای سی او ہے۔ یعنی گمنام عقاب بن گیا ہے۔

بلیک واٹر نام کی ایک امریکی پرائیویٹ سکورٹی کی تنظیم جو اپنا تعارف دنیا میں ایک سکورٹی آرگنائزیشن کے طور پر کراتی رہی ہے۔ یہ دنیا کی خطرناک ترین عیسائی دہشت گرد تنظیم ہے جو ساری دنیا میں کرائے پر امریکی مفادات کی حفاظت اور دیگر خطرناک امور میں ملوث رہی ہے۔ اس آرگنائزیشن کو امریکی سامراج اور امریکی ایجنسی سی آئی اے کی مکمل تائید و حمایت حاصل ہے۔ اس کا سربراہ ایرک پرنس مسلمانوں سے شدید نفرت کرتا ہے جسکو پوپ بینڈکٹ کی بھی مکمل تائد حاصل ہے۔ پوپ بینڈکٹ کے ماضی کے متعلق سب جانتے ہیں کہ وہ ناچنے گانے کے پیشے سے جب تھک گیا تو اس نے مذہبی روپ دھار کر پوپ کی حیثیت تک پہنچنے میں کامیابی حاصل کر لی۔ اس کے بعد رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کا بھی مرتکب ہو چکا ہے۔

امریکی حکومت نے بلیک واٹر کے مقاصد کو نظر انداز کرتے ہوے اور ان مقاصد کی اصلاح کرائے بغیر ہی اسے امریکی ہاؤس آف کامن کی طرف سے تصدیقی سند اکتوبر 2007 میں جاری کر دی۔ یہ ادارہ امریکن ریپبلکن پارٹی کو مالی سپورٹ بھی فراہم کرتا ہے۔ یہ آرگنائزیشن بظاہر سکورٹی کمپنی طور پر کام کر رہی ہے۔ مگر اسکے خفیہ مقاصد کچھ اور ہیں۔ 13 فروری 2007 کو ایرک نے اعلان کیا کہ کمپنی بلیک واٹر ورلڈ وائیڈ کے بجائے اب اس کا Xe زی کے نام سے کام کریگی

کام بزنس اور سکورٹی کے کاموں سے مختلف ہوگا۔ نئے نام کے ساتھ ہی اس کی مرکزیت بھی تبدیل کر دی گئی۔ جس کے تحت سی آئی اے کی ہدایت پر کوفر بلیک کو اس ادارے کا نیا چیئرمین بنایا گیا ہے۔

ایک پرائیویٹ ملٹری آرگنائزیشن (Xe services LLC) زی سروسز ایل ایل سی ہے۔ جو بلیک واٹر ورلڈ وائیڈ کیبد نام زمانہ نام سے امریکہ کے شہر کیرولینا میں قائم کی گئی تھی۔ ایرک پرنس جو امریکی بحریہ کا تربیت یافتہ ہے نے بجی فوج سے فراغت حاصل کرن کے بعد 1990 میں 6000 ایکڑ زمین ریاست ورجینیا کی سرحد کے ساتھ شمالی کیرولینا میں بلیک واٹر کے قیام کے مقصد کیلئے خرید کر اپنی ایک پرائیویٹ اسٹیٹ آف آرٹ قائم کرلی۔ جہاں پر لوگوں کو پرائیویٹ طور پر فوجی تربیت فراہم کی جاتی ہے۔ یہ ادارہ قانوں نافذ کرنے والی ایجنسیوں کے لوگوں کو بھی تربیت فراہم کرتا ہے۔ یہ فن حرب کی تربیت ساری دنیا کے لوگوں کو سکورٹی کے نام پر بھرتی کرکے فراہم کرتا ہے۔ بلیک واٹر ورلڈ وائیڈ ایک سال میں (40000) چالس ہزار افراد کو سکورٹی اور فن حرب کی تربیت فراہم کرتا ہے۔ مگر ان تربیت حاصل کرنیوالوں میں بڑی تعداد امریکیوں کی ہوتی ہے۔ دیگر ممالک سے پولس اور ملٹری کے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ جن کو جارحانہ فن حرب سکھایا جاتا ہے۔ تاکہ ساری دنیا میں امریکی مفادات کے تحفظ کو یقینی بنایا جاسکے۔

عراق میں بھی اسکو سکورٹی کی اہم ذمہ داریاں سونپی گئی تھیں۔ اس کمپنی کے ذمے عراقی سکورٹی گارڈ اور فوج کو تربیت فراہم کرنے کی ذمہ داری بھی دی گئی تھی۔ (زی) نے بعد میں بہت سے عرقی شہریوں کو ہلاک وزخمی کرنا شروع کر دیا تھا۔ بغداد کے نیسور اسکوائر میں 16 ستمبر 2007 کو یہ واقعہ رونما ہوا تھا۔ جس کے نتیجے بہت سے عراقی شہری شہید کر دیئے گئے تھے۔ جس کی وجہ سے عرقی وزیر داخلہ نے اس کمپنی کو عراق سے نکل جانے کا حکم دیدیا تھا۔ اس پر ایک امریکی خاتون سوزن.بروک نے ایرک پرنس کے خلاف ماڈرن دور کا موت کے سوداگر کے حوالے سے مقدمہ دائر کرکے اسکی دنیا میں بر.بریت کا پردہ چاک کرنے کی کوشش کی ہے۔ سوزن نے عدالت سے درخوست کی ہے کہ ایرک کو جنگی جرائم کا مجرم قرار دے کر اسے دنیا کے سامنے بے نقاب کیا جائے اور کڑی سزا دیجائے۔ اسی طرح اس کی کاروائیاں افغانستان اور پاکستان میں بھی جاری ہیں۔ مبینہ طور پر اسلام آباد کے میریٹ ہوٹل میں بھی اسی ادارے کے دو امریکی مارے گئے تھے جو خفیہ بکسوں کو ہوٹل میں لیکر گئے تھے جنگی سکورٹی بھی چیک نہیں کی گئی تھی۔

پاکستان کے دار لحکومت اسلام آباد میں نئے امریکی سفارت خانے میں جو دو سو کمرے بنائے جارہے ہیں جس میں 1500 افراد کا عملہ قیام پذیر ہوگا۔ ان کمروں کے متعلق کہا جارہاہے کہ یہ ان کنٹریکٹرز کو دیئے جائیں گے جو امریکیوں کی

سکورٹی پر معمور کئے جائیں گے۔ یہ زی (بلیک واٹر) کے تربیت یافتہ فوجی گارڈ ہونگے جن کے بارے میں امریکی کوئی بات کرنا نہیں چاہتے ہیں۔بلیک واٹراسلام آباد،پیشاور اور کوئٹہ میں سر گرمی کے ساتھ اپنا کام کر رہی ہے۔بلیک واٹر کی سر گرمیوں سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جب امریکیوں کے کسی قوم یاملک سے مفادات ختم ہو جاتے ہیں تو یہ ان ممالک یا اقوام سے اس طرح پھرتے ہیں جیسے کعبے سے کافر۔

یہ ہمیں معلوم ہے کہ امریکہ ہمارے ایٹمی اثاثوں کا دشمن ہے جب بھی اس کو موقع ملے گا اور اس کا مطلب پورا ہوچکا ہوگا تو یہ (بلیک واٹر)زی کے ان فوجی گارڈز کے ذریعے ہمار ے ایٹمی اثاثوں کو تباہ وبر باد کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا۔اس کے علاوہ ان بلیک واٹر یازی کے فوجی گارڈز کے ذریعے وطن عزیز میں دہشت گردی کی کاروائیاں بھی کرا ئی جا سکتی ہیں۔ پاکستان ایسے چھوٹے ملک میں اتنے بڑے بڑے سفارت خانے بنانے کی امریکہ کو کیوں ضرورت محسوس ہو رہی ہے؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جو ہر پاکستانی کے ذہن میں ارتعاش پیدا کر رہاہے۔سابقہ اور موجودہ حکمران اپنے اپنے مقاصد کے حصول کی خاطرامریکیوں کو کھلی چھوٹ دیئے ہوے ہیں۔جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ساری قوم ہر طرح کے عذابوں کا سامنا کر رہی ہے۔ صوبہ سرحد کے بعد اب امریکی بلوچستان کے لاوے کو بھی بھڑکایا ہی چاہتے ہیں۔ جس میں اس قسم کی ایجنسیاں فعال کردار

کی حامل ہونگی۔

بلوچستان کے ٹائیگر کی سیاسی زندگی کے ملک پر اثرات

بلوچستان کے سیاسی افق پر چمکنے والا عظیم ستارا اور بلوچستان کا ٹائیگر انواب اکبر خان بگٹی جو ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے ۔انہوں نے سارے بلوچستان میں اپنی ایک حیثیت منوائی ہوئی تھی۔ جو بلوچوں کی تاریخ میں اتنے گہرے نقوش چھوڑ کر گئے ہیں کہ جن کو پرویز مشرف جیسے ہزار بد طینت بھی تاریخ سے کھرچنا چاہیں گے تو کھرچ نہ سکیں گے۔ یہ بڑا بلوچ رہنما سر نواب محراب خان بگٹی کے ہاں 1927 میں بلوچستان کے علاقے ڈیرہ بگٹی میں پیدا ہوا۔ جو آکسفورڈ یونیورسٹی لندن سے اعلیٰ تعلیم کی ڈگری لیکر وطن لوٹا تھا۔ جس نے لاہور کے ایچی سن کالج میں بھی اچھے طالبعلم کی حیثیت سے وقت گذارا تھا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد سول سروسز کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔ مگر بیورو کریسی میں ملازمت نہ کی۔ مزاج میں بلوچی انداز کی سختی موجود تھی۔ مگر قانون کی عملداری پر یقین رکھتے تھے۔ جس کی مثال میں اپنے ذاتی مشاہدے کی بنیاد پر پیش کرنے جا رہا ہوں۔

بعض سیاسی دوستوں کے ساتھ 1994 میں ڈیرہ بگٹی جانا ہوا ۔جہاں ہم نواب محمد اکبر خان بگٹی کے ہی مہمان تھے۔ کوئٹہ میں ہمارا استقبال کرنے کیلئے جمہوری وطن پارٹی جنرل سیکریٹری خدائے نور تشریف لائے ۔ڈیرہ بگٹی میں نواب صاحب

خود ذاتی طور پر ہمارے استقبال کے لئے موجود تھے۔ اگلے دن نواب بگٹی نے ہمارے ساتھ دوپہر کا کھانا کھایا۔ اس کے بعد ان کے قلع نما گھر میں ہی ہماری حالات حاضرہ پر گفتگو ہوتی رہی۔ اسکے فوراً ہی بعد ان کے جرگے کا وقت ہونے لگا تو لوگوں نے اوطاق میں آ آ کر بیٹھنا شروع کر دیا۔ دورانِ جرگہ نواب اکبر بگٹی کا بیٹھنے کا ایک خاص اسٹائل تھا۔ جب تک جرگہ جاری رہتا وہ اپنے دونوں پیروں اور کمر کے گرد (پشکہ) چادر لپیٹ کر بیٹھتے تھے۔ جرگہ ختم ہونے کا اعلان اس طرح ہوتا کہ وہ اپنے پیروں اور کمر کے گرد کسی چادر کھولدیتے تو لوگ بلا کسی تامل کے اٹھنا شروع ہو جاتے۔ کئی چھوٹے موٹے معاملات پر نواب صاحب نے ہمارے سامنے ہی بہترین فیصلے دیئے۔ دوران جرگہ ہی کوئی شخص خون میں لت پت زخمی حالت میں نواب بگٹی کی اوطاق میں آیا اور فریاد کی کہ سائیں فلاں شخص نے مجھ پر یہ ظلم کیا ہے۔ اور مجھے مار مار کے لہو لہان کر دیا ہے۔ سردار بگٹی نے برجستہ کہا کہ یہاں کیا لینے آئے ہو؟ تھانے جا کر اسکی رپورٹ لکھواؤ تاکہ تمہیں عدالت سے انصاف مل سکے۔ نواب بگٹی کی اس بات نے میرے اوپر بہت مثبت اثرات مرتب کئے اور اور سرداروں سے متعلق میرے تصور میں تھوڑی تبدیلی پیدا ہوئی۔

اکبر بگٹی 1947 میں جب قائدا عظم سے ملے تو نہایت ہی وضع دار نوجوان تھے۔ اس ملاقت میں انہوں نے قائدا عظم سے بلوچستان کو پاکستان کا حصہ بنانے پر

بگٹی قبیلے کی طرف سے رضامندی کا اظہار کیا جس پر قائد اعظم نے نواب کا شکریہ ادا کیا۔
اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ جب بعد کے لوگ ماضی کے وعدوں کو فراموش کر دیں تو اختلافات کی خلیج پیدا ہونا اور بڑھنا شروع ہو جاتی ہے اور ہمدردی کرنے والوں کی ہمدردیاں سمٹنا شروع ہو جاتی ہیں۔ یہ ہی کچھ نواب اکبر بگٹی کے ساتھ بھی بعد کے آنیوالےحکمرانوں نے کیا۔

1951 میں نواب اکبر بگٹی کو گورنر سندھ و بلوچستان کا مشیر مقرر کیا گیا۔ پھر 1958 میں وہ وفاقی کابینہ میں وزیر مملکت کی حیثیت سے شامل کئے گئے۔ مگر ایوب خان کی ڈکٹیٹر شپ کے زمانے میں 1960 میں نواب اکبر بگٹی کے خلاف فوجی ٹرائیل کیا گیا۔ فوجی ٹرائبیونل کے ذریعے انہیں پابند سلاسل کر دیا اور ان کو کسی بھی حکومتی عہدے کے لئے نا اہل قرار دے دیا گیا۔ جس کی وجہ سے وہ 1970 کے انتخابات میں بھی حصہ نہ لے سکے۔ بھٹو دور حکومت میں 14 فروری 1973 کو اُس اقت بلوچستان کے گورنر غوث بخش بزنجو سے متعلق لندن سازش کیس کی اطلاع ملتے ہی اس وقت کے صدر ذوالفقار علی بھٹو نے صوبائی حکومت توڑ دی جس کے سربراہ وزیر اعلیٰ بلوچستان سردار عطاء اللہ مینگل تھے۔ اس کے بعد نواب اکبر بگٹی کو بلوچستان کا گورنر بنا دیا گیا۔ اور بلوچستان میں ایک لاکھ فوجی بھیج دیئے گئے۔ جس نے شہنشاہ ایران کی ائر فورس کے ذریعے بلوچستان میں قتل و غارت گری شرع کر دی اور کئی ہزار بلوچوں کو موت کی نیند سلا دیا تھا۔

ساڑھے دس ماہ بلوچستان کے گورنر رہنے کے بعد بھٹو کی پالیسیوں سے شدید اختلافات کے وجہ سے یکم جنوری 1974 کو وہ بلوچستان کے گورنر کے عہدے سے مستعفی ہو گئے۔ بعض لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس آپریشن کو نواب اکبر بگٹی کی حمایت بھی حاصل تھی وقت کی مصلحت کے تحت انہیں ایسا کرنا پڑا۔ کیونکہ وہ پاکستان کے سیاسی اتار چڑھاؤ پر گہری نظر رکھتے تھے اس کے بعد 1988 میں انھوں نے بلوچستان نیشنل الائنس میں شمولیت اختیار کر لی۔ جسکے نتیجے میں وہ 4 فروری 1989 سے 6 اگست تک بلوچستان کے منتخب وزیر اعلیٰ رہے۔ بلوچ رہنما سے اختلافات کے نتیجے میں 1990 بے نظیر بھٹو نے بلوچستان حکومت تحلیل کر دی۔ اس طرح وہ اگست 1990 میں مستعفی ہو گئے۔ اس کے بعد انھوں نے اپنی الگ جمہوری وطن پارٹی کی بنیاد رکھی جس کے سربراہ وہ خود تھے۔ لہٰذا 1993 کے عام انتخابات میں جمہوری وطن پارٹی بلوچستان کی ایک اہم پارٹی کے طور پر ابھری جس کے پلیٹ فارم سے بگٹی نے قومی اسمبلی کا انتخاب جیتنے کے بعد اسمبلی میں بلوچستان کے حقوق پر آواز اٹھاتے رہے۔

بلا شک وشبہہ نواب بگٹی پاکستان کی سیاست میں ایک بڑا نام تھا۔ بین الاقوامی سیاست کے میدان میں ان کا مطالعہ خاصہ وسیع تھا۔ انھوں نے ساری زندگی بلوچستان کے حقوق کی جنگ لڑی مگر پھر بھی بلوچ عوام کو وہ کچھ بھی نہ دے سکے۔ جو بلوچستان کے حقوق کی بات کرنے والے رہنما کے شایان شان ہر گز

نہیں تھا۔ شائد ان کی سرداری اس معاملے میں ان کے اڑے آتی رہی ہو۔ مگر اس بات سے انکار ممکن ہے ہی نہیں کہ وہ بڑے سیاسی رہنما تھے اور بلوچستان کو پاکستان میں شامل کرانے میں ان کا بھی اتنا ہی ہاتھ تھا جتنا کہ قاضی محمد عیسیٰ اور میر ظفر اللہ خان جمالی کے والد کا تھا۔

پاکستان کے مجرم اور فوجی ڈکٹیٹر نے بلوچوں کے حقوق کا مطالبہ کرنے پہلے تو یہ دھمکی دی کہ باز آجاؤ ورنہ پتہ بھی نہیں چلے گولی کہاں سے آئی۔ اور دوسرا اہم بات یہ تھی کہ بلوچوں کو حقوق نہ دینے اور سوئی میں کی جانیوالی ایک فوجی کی قبیح حرکت پر پردہ ڈالنے کی غرض سے بلوچستان کے اس شیر کو اس کی کچھار میں ہی اسکے اشارے پر 26 اگست 2006 کوایک فوجی آپریشن کے ذریعے بھاری بمباری کرکے بلوچستانکے اس شیر کو جاں بحق کر دیا گیااور پھر انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ میڈیا پر آکر اعلان کیا کہ قوم کو مبارک ہو بگٹی کی موت پاکستان کی فتح ہے۔ قوم کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے اس نے ایک عجیب شوشہ یہ بھی چھوڑا کہ غار کے خود بخود گرنے سے اکبر بگٹی کی موت واقع ہوئی ہے اور پھر اس حوالے سے حکومتی کارندے روزانہ ایک نہ ایک نیا شوشہ چھوڑتے رہے۔ تعجب اس بات پر ہے کہ جن لوگوں کی زندگیاں نواب بگٹی نے بچائیں تھیں وہ بھی حکومت میں ہوتے ہوئے انکی ظالمانہ موت پر سوائے بغلیں جھانکنے کے کچھ کرتے ہوئے دکھائے نہ دیئے ان کی شہادت سے پہلے انہوں بھی بڑے۔بڑے نعرے

تو بہت لگائے تھے مگر کرکے کچھ بھی نہ دکھایا۔ جس وقت بلوچستان کے شیر کی کچھار ہماری بہادر فوج نے گرائی تو پاکستانی ایجنسیوں نے کہا کہ ان کے پاس ایک کروڑ روپے کی پاکستانی کرنسی تھی اور 96 ہزار امریکی ڈالر تھے۔ اس کے علاوہ دو عدد سیٹلائٹ ٹیلیفونز بھی ملے ہیں۔

بلوچستان کے امور پر اتھارٹی سمجھے جانے والے نیوزی لینڈ کے تجزیہ نگار ہال ٹیٹس کا کہنا ہے کہ ''ہٹ دھرمی اور انتقام بگٹی قبائل کے اہم عناصر ہیں'' حکومت پاکستان کے ترجمان رازق بگٹی نے اس آپریشن کے بعد کہا تھا کہ ضلع کوہلو میں امن قائم کرنے کے بعد اب مری قبیلے کے باغیوں کی باری ہے۔ مگر چند دنوں بعد ان کی ہی باری آ گئی جس کی وجہ سے بگٹی کے خلاف آپریشن تھا اور رازق بگٹی بھی انتقاماً گولیوں کا نشانہ بنا دیئے گئے۔

حالانکہ یہ بھی زمانہِ طالبعلمی میں بلوچ حقوق کے لئے بے انتہا جدو جہد کر چکے تھے۔ مگر انتقام نے انہیں بھی زندہ نہ رہنے دیا۔

نواب اکبر بگٹی کی شہادت کے بعد یکم ستمبر 2006 کو بھاری ملٹری کے پہرے میں چند سرکاری لوگوں کی موجودگی میں تین آہنی تالوں سے مقفل ان کے تابوت کو ڈیرا بگٹی کے ایک قبرستان میں دفن کرا دیا گیا۔ انکے خاندان کے کسی شخص کو یہ اجازت نہ تھی کہ وہ ان کی نماز جنازہ یا تدفین میں شریک ہو سکیں۔ یہ

حقیقت ہے کہ بلوچستان کے ٹائیگر کی سیاسی زندگی کے ملک پر اثرات گہرے مرتب ہو رہے ہیں۔

نواب بگٹی کے کردار کے حوالے سے بی بی سی نے 29 اگست 2006 کو اپنے نشریئے میں کہا کہ ''وہ ظالم تھے جابر تھے جلد غصے میں آنیوالے تھے وہ اپنے لوگوں کے خیر خواہ نہیں تھے۔ اپنے عوام کے نام پر حکومت سے ہر سال کروڑوں روپیہ لیکر اپنی جیب میں ڈل لیتے تھے۔ انہوں نے اپنے لوگوں کو جان بوجھ کر پسماندہ رکھا ہوا تھا۔ وہ گرم مزاج ہونے کے باوجود مشاق سیاست داں تھے۔ 2003 سے ہی مری قبائل کے ساتھ مل کر وہ بلوچستان کے لئے کام کر رہے تھے۔ جس کی بنا پر پاکستانی فوج ان کے خون کی پیاسی ہو گئی تھی۔ اسی بنا پر وہ کوہلو کے پہاڑوں میں مہینوں سے روپوشی اختیار کئے ہوئے تھے۔ جہاں انہیں تلاش کرنے کے بعد فوج نے بھاری ہتھیاروں سے گولہ باری کر کے خطرناک بمباری کے ذریعے انہیں لقمہِ اجل بنا دیا'' چاہئیے تو یہ تھا کہ ان سے گفت و شنید کے بعد مسائل کا کوئی حل تلاش کیا جاتا مگر ہماری ملٹری بیوروکریسی نہایت سفاکی کے ساتھ اپنے لوگوں کو مارنے میں مہارت رکھتی ہے۔ لوگوں سے بات چیت یہ گولہ بارود کی زبان میں کرتی ہے۔ لوگوں کو باغی بنانا اور بغاوت پر اکسانا تو اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ اللہ میرے ملک کی حفاظت کرے اس ملک میں نفرت کے بیج بونے میں یہ سب سے زیادہ مہارت رکھتی ہے۔ ہماری فوجی اور سیول بیوروکریسی جب تک

امریکہ کے ہاتھوں خوف اور لالچ کے ذریعے غلام بنی رہے گی اس وقت تک اس ملک میں امن و اتحاد کی فضا قائم کرنا انتہائی مشکل کام ہے۔

آج پورا ملک ایک دوسرے سے نفرت اور بد گمانی کی آگ میں جل رہا ہے۔ ہر صوبہ مرکز سے دست و گریباں نظر آرہا ہے۔ آ بیل مجھے مار کے مصداق ہم نے امریکہ کو خوش کرنے کے لئے اپنے ہی لوگوں کا مسلسل لہو گرانا شروع کیا ہوا ہے۔ اس کام میں ہمارے حکمرانوں کی انتہائی نہ اہلی بھی شامل ہے۔ یہ امریکہ کا گیم کھیل کر در در بھیک کا پیالہ لئے پھر رہے ہیں۔ مگر انہیں امریکہ کی جنگ کو امریکہ کی جنگ تک کہنے کی ہمت نہیں ہے۔ یہ پاکستان کی خدمت نہیں بلکہ اسکی جڑیں کھو کھلی کرنے میں ہمارے دشمنوں کے ساتھ کھڑے نظر آرہے ہیں۔ جو انتہائی نا معقول بات ہے۔ اس وقت نعروں نہیں عملیت پسندی کی ضرورت ہے۔ بلوچوں، بلوچستان اور فاٹا کے معاملات کو عقل و شعور سے سلجھانے کی اشد ضرورت ہے۔ پانی سر سے گذرنے سے پہلے بند باندھنے کے شدید ضرورت ہے۔ ہمیں تاریخ کا حصہ بننے سے پہلے ہی اپنے معاملات کو سلجھا لینا چاہیئے۔

ہندوستان کی خوش فہمی پر ہندو میڈیا کا رقص

پاکستانی حکمرانوں کو آج کوئی یہ شعور دینے والا نہیں ہے کہ ہم اپنی خارجہ پالیسی کو ری وزٹ کریں۔ کیونکہ ہندوستان اپنے جارحانہ حربوں سے یورپ کے ساتھ مل کر ہمیں ہر ہر لحہ تنہائی کے گڑھے کی جانب دھکیل رہا ہے۔چانکیہ کی ذہنیت کی حامل ہندو بیورو کریسی کوئی ایسا موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دے رہی ہے جس سے پاکستان کو نقصان پہنچایا جا سکتا ہے۔امریکہ ہندوستان اور اسرائیل مل کر ہمیں ہر لحہ بین الاقوامی تنہائی کی جانب بڑی تیزی کے ساتھ دھکیلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔اس میں ہمارے خارجہ امورکے کرتا دھرتا بھی کسی نہ کسی شکل میں شامل ہیں۔آج دنیا کے ممالک میں ہماری چار عشروں قبل کی قدر و منزلت کا عشرِ و عشیر بھی نہیں ہے۔ مسلم دنیا میں پاکستان کی طوطی بولتی تھی ۔اُس دور میں ہر ملک ہم سے دوستی کا خواہاں ہوا کرتا تھا۔ہماری لیبر فورس ساری دنیا میں اہمیت کا مقام رکھتی تھی ۔عرب دنیا میں خاص طور پر پاکستان کے لوگ ہی خدمات فراہم کر رہے تھے۔ مگر آج ہمیں کوئی پوچھتا تک نہیں ہے کبھی ہمارے پالیسی میکرز نے اس بات پر توجہ دی ہے ؟ہماری معیشت کا گراف ہندوستان کی معیشت سے کہیں اونچا تھا ہماری کرنسی ہندوستان سے دوگنی مالیت کی حامل تھی مگر آج سب کچھ ماضی کے بر عکس اُلٹ ہو چکی ہے۔اس پر کسی نے کیا کبھی غور کیا ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟ان باتوں کی کئی

وجوہات ہیں۔ جن میں سب سے بڑی وجہ فوجی ٹولے کا اقتدار پر بار بار شب خوون مارنا اور دوسری بڑی وجہ نا اہل حکمرانوں کا اقتدار میں آنا تیسری وجہ حب الالوطنی کا فقدان اور مملکت کے مال پر دیدے لال رکھنا۔

نااہل فوجی حکمرانوں نے امریکہ کے ساتھ مل کر ہمیں دہشت گردی کے عذاب میں مبتلا کیا تو ہم ترقی کے راستے بھول کر دہشت گردی کی ڈگر پر لوگوں کو لے گئے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارا پورا معاشرہ دنیا کی نظروں میں دہشت گرد گردانا جانے لگا۔امریکہ نے روس کی تخریب کے ساتھ اپنا الو سیدھا کیا اور ہمیں دہشت گردوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر ہم پر ہر قسم کی دہشت گردی کے الزامات لگانا شروع کر دیئے۔ امریکہ کی یاری پاکستان پر سب سے بھاری کے مصداق آج ہم دنیا میں تذلیل کے ساتھ زندہ ہیں۔ اس کھیل میں ہمارا ازلی دشمن ہندوستاں اسرائیل کے ساتھ مل کر ہماری تخریب میں بیک ڈور سے اور جب موقعہ ملتا ہے سامنے سے ہم پر وار کرنے سے چوکتا نہیں ہے۔جو مسلسل ہماری تخریب پر عمل پیرا ہے اور ہماری بد نصیبی یہ ہے کہ ہم آدھا ملک گنوانے کے باوجود اپنا کشمیر ہندوستان کے چُنگل سے نہ نکال سکے بلکہ ہماری فوجی جنتا نے تو ایک کارنامہ یہ بھی کیا کہ ایک جانب مشرقی پاکستان گنویا تو بعد کے دور میں سیاچن کا برف پوش خطہ بھی اپنے دشمن کو ہتھیانے کا کھلا موقع فراہم کر دیا۔اس میں روس و امریکہ دونوں ہی ہندو ذہنیت کو سلیوٹ کرتے دیکھے گئے

ہیں۔

ہمیں دہشت گرد اسٹیٹ کی شکل دینے کے بعد آج 20، جنوری 2015، کو امریکہ کے صدر مسٹر اوبامہ اسٹیٹس آف یونین سے خطاب میں فرماتے ہیں کہ "جہاں بھی دہشت گرد امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف خطرہ ہونگے ان ُکے خلاف کاروائی کی جائے گی۔ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ امریکہ کی براۓ راست تصادم کی پالیسی سے گریز کی حکمتِ عملی کے نتیجے میں روس عالمی برادری میں تنہا رہ گیا۔اُن کا مزید کہنا تھا کہ چین تیز ترین اقتصادی طاقت بننے کی کوشش کر رہا ہے لیکن دنیا کس طرح ترقی کرے گی اس کا تعین چین نہیں امریکہ کرے گا" اباما کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے روس کے خلاف امریکہ خود نہیں لڑا بلکہ ہمیں اس بھٹی کے ایندھن کے طور پر استعمال کیا گیا اور مطلب براری کے بعد ہمیں دودھ کی مکھی طرح نکال باہر کیا گیا!!! جس کی سزا ہم نوگیارہ کے واقعے کے بعد سے آج تک بھگت رہے ہیں۔ دوسری جانب وہ چین کو بھی دھمکی آمیز انداز میں کہتے کہ دنیا کی ترقی ہماری مرضی سے ہوگی ترقی کے حوالے سے چین کس کھیت کی مولی ہے؟یہی وجہ ہے کہ چین کی قوت کو توڑنے کی غرض سے اوبامہ ہندوستان کی خوشامد میں لگے دکھائی دیتے ہیں اور اس کو اپنا قابلِ اعتماد اتحادی ،ہندوستان کے دورے کے دوران قرار دے چکے ہیں۔روس کی جانب سے بھی اوبامہ کے بیاں ن پر ردِ عمل آیا جس میں کہا گیا کہ "امریکہ دنیا میں اپنی اجارہ داری قائم کرنا چاہتا

ہے۔اس کی روس کو تنہا کرنے کی کوشش کبھی کامیاب نہیں ہوگی امریکہ کی جارہانہ پالیسی ایک دن ماضی کا حصہ بن جائے گی" امریکہ یہ سارے کھیل اپنے تحفظ اور چین کو آگے بڑھنے سے روکنے کے لئے کھیل رہا ہے۔اور ہندوستان امریکہ کی خوشامد پاکستان کو نیچا دکھانے کے لئے کر رہا ہے۔ان دونوں ممالک کے اسٹریٹیجک پارٹنر بننے میں ان کے اپنے اپنے مفادات ہیں۔ہم سمجھتے ہیں کہ دونوں ہی اس گندے کھیل میں ناکام و نامراد رہیں گے۔ایک وقت آئے گا کہ دنیا کی ترقی میں چین ان سب کی رہنمائی .... کر رہا ہوگا۔کیونکہ کاغذ کی ناؤ زیادہ عرصہ پانی پر نہیں رہتی ہے

ہندوستان اس بات کو اعزاز سمجھتا ہے کہ امریکہ کے صدر اوبامہ ایک نہیں بلکہ دوسری مرتبہ ہندوستان کا دورہ کرکے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کہ ہے کہ امریکہ اور اس کے حواری جس کو دہشت گرد کہہ کر اپنے ملک میں نہیں گھسنے دیتے،اسی نرندر مودی کی قدم بوسی پر لگ جاتے ہیں ۔گویا امریکہ سب سے بڑا دہشت گرد ملک ہونے کے ساتھ ہی دہشت گردوں کا حامی بھی ہے۔ یہ دنیا سے دہشت گردی کیا ختم کریں گے یہ تو خود ہی دہشت گردوں کے پروموٹر ہیں۔البتہ ہندوستان نے امریکہ کو اس اعزاز سے بہر حال نواز دیا ہے کہ امریکہ کے کسی صدرِ مملکت کو پہلی مرتبہ ہندوستان کے یوم جمہوریہ پر اعلیٰ مہمان کے طور پر شمولیت کا شرف بخشا گیا۔جس کے صلے میں امریکہ نے بھی اس کو سلامتی کونسل

کارکن بنوانے کی پیشکش کرکے اپنا مضبوط اتحادی بھی ڈکلیئر کردیا۔ اس اعلان کے بعد ہندو میڈیا نے تو بغلیں بجانا شروع کردیں گویا اب پاکستان کی خیر نہیں ہے۔ دوسری جانب اوبامہ نے اپنے مشترکہ اعلامیئے میں ،اور اس موقع پر امریکی وزیر خارجہ جان کیری اور ہندوستانی اسٹابلشمنٹ نے بیک زبان لشکرِ طیبہ کے حافظ محمد سعید کے بارے میں واویلا شروع کردیا۔ گویا دہشت گرد، دہشت گرد کے ساتھ مل کر خدمتِ انسانیت کے علمبرداروں کو دہشت گرد قرار دے رہے ہیں۔

بڑی عجیب بات یہ ہے کہ پاکستان کے چیف آف آرمی اسٹاف جنرل راحیل شریف امریکہ کو ہندوستانی دہشت گردی کی پوری فائل بمعہ ثبوتوں کے دے کر آئے تھے۔ جس پر ہماری وزارت خارجہ کے کرتا دھرتاؤں کی خوش فہمی یہ تھی کہ اوبامہ ہندوستانیوں کی خوب خبر لیں گے اور مسئلہ کشمیر پر ہندوستان کو بات چیت کرنے پر مجبور کریں گے۔ مگر ایسا کچھ بھی نہیں ہوا بلکہ اوبامہ تو اپنے ڈکلیئرڈ کردہ دہشت گرد نریندر مودی کی خوشامد کرتے دیکھے گئے۔
ہندوستان نے اوبامہ کے دورے سے قبل ایک اور کشتی ڈرامہ پلے کیا جس کو ہندوستانی بھونپو) میڈیا نے جی بھر کر اچھالا اور دنیا کو یہ بتانے کی کوشش کی کہ ممبئی طرز کا حملہ) پاکستان کی جانب سے کئے جانے کے لئے ایک

مچھیروں کی لانچ، جو اسلحہ اور گولہ بارود سے بھری کمانڈو ٹائپ لشکرِ طیبہ کے مجاہدین کو لیکر ممبئی کے ساحل پر پہنچا چاہتی تھی ۔ کہ گھنٹہ بھر کی جدو جہد کے بعد ہندوستانی کوسٹ گارڈ نے اُسے راکٹوں کا نشانہ بنا کر سمندر برد کر دیا۔ اگلے دنوں میں تحقیقات سے انکشاف ہوا کہ وہ ہندوستانی اسمگلروں کی لانچ تھی جو شراب اور دیگر اشیاء اسمگل کر کے ہندوستان لا رہے تھے۔اس سازش کا پردہ ہنداستان کی اسمبل مین کانگریس نے چاک کر کے رکھ دیا۔ جس سے پتہ چلا کہ یہ اسمگلرز کی کشتی تھی اس میں کوئی پاکستانی سوار نہیں تھا بلکہ مرنے والے تمام کے تمام ہندوستانی اسمگلر تھے۔ جس پر بی جے پی کی جانب سے کانگرس پر الزام لگایا گیا کہ کانگرس پاکستان کی زبان بول رہی ہے۔اس پروپیگنڈے کا مقصد بھی امریکہ امریکہ کو پاکستان کی جانب سے دہشت گردی کرنے والے ملک کے طور پر پیش کرکے اس کی مزید ہمدردیاں سمیٹنا تھا۔ جس میں وہ بری طرح سے ناکام ۔رہا۔ دوسری جانب ہندوستان کی خوش فہمی پر اس کا میڈیا رقص میں ہے

تشویش ناک بات یہ ہے کہ بی جے پی اور امریکی وزیر خارجہ کے واویلا کرنے پر حکومت، پاکستان نے دباؤ میں آ کر ایک جانب لشکرِ طیبہ کے اثاثے منجمد کر دیئے تو دوسری جانب ذکی الرحمان لکھوی کو پابند سلاسل کرکے ان پر نئے مقدمات کی تیاریا ں شروع کر دی ہیں۔ حکومتِ پاکستان اور اسٹابلشمنٹ ایک ایک

کرکے ان لوگوں کو دباؤ میں لا رہی ہے۔ جو کشمیر کاذ پر کھل کر بولتے اور کشمیریوں کی حمایت کرتے رہے ہیں۔ وہ چاہے وزیرستان کے لوگ ہوں یا کشمیری مجاہدین کے اخلاقی مددگار ہوں۔ ہندوستان مسئلہِ کشمیر کے خوف کیوجہ سے ہی امریکیوں کی خوشامد میں دن رات ایک کئے ہوئے ہیں۔ جبکہ امریکہ چین سے خائف ہے۔۔ اور مہاشے جی پاکستان کے خوف کی وجہ سے کبھی روس کے قدموں میں گرتے ہیں کبھی امریکہ کے، اور کوشش ان کی یہ ہے کہ کشمیر پر پاکستان زبان نہ کھولے اور ہندوستان کشمیریوں کو ہمیشہ کیلئے اپنا غلام بنائے رکھے جو کسی طرح بھی ممکن نہیں ہے۔

قلم و قرطاس کے ذریعے دہشت گردی

مہذب کہلانے والے معاشرے آج سب سے زیادہ گندے ذہنوں کے ساتھ دہشت گردی کو پروان چڑھانے کی وجہ بنے ہوئے ہیں۔جو قلم و قرطاس کے ذریعے دن رات لوگوں کے اشتعال کا باعث بنے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کے جذبات کو بھڑکانے کا ہر روز باعث بنتے ہیں۔ مغرب کے لوگ یہ کام آج سے نہیں بلکہ ایک مدت سے کرتے چلے آ رہے ہیں۔بلکہ صدیوں سے یہ اُن کا یہ ہی شیوہ رہا ہے۔یہ ممالک نا صرف لوگوں کو دہشت گردی پر اس طرح اکساتے ہیں کہ جن مقدس ہستیوں کو لوگ اپنی جانوں سے زیادہ اہمیت اور چاہت دیتے ہیں۔یہ لوگ اُنہی کا بھونڈا تمسخر اڑا کر سمجھتے ہیں کہ وہ انسانیت کی کوئی بہت بڑی خدمت کر رہے ہیں اور کوئی بہت بڑا کارنامہ انجام دے رہے ہیں۔یہ کام وہ اپنے پیغمبروں اور بڑوں کے بارے میں بھی اگر کرتے ہیں تو ہمیں پھر بھی اعتراض تو اس وجہ سے ہوگا کہ ہمارے لئے وہ بھی بڑائی کا درجہ رکھتے ہیں۔مگر اُس کی شدت اس قدر نہ ہو گی جس قدر مسلمان اپنے پیارے نبی کے لئے رکھتے ہیں طُرفہ تماشہ یہ ہے کہ ان کے ملکوں کے لوگوں کے ساتھ ان کی حکومتیں بھی اس کام میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ان کے ہاں قلم و قرطاس کا استعمال ہی زیادہ تر ننگ پن اور بد اخلاقی کے مقصد کے تحت ہوتا ہے۔بڑی عجیب بات یہ ہے کہ ان کے ہاں تو ماں باپ اور بہن بھائی کا تقدّس تو در کنار اپنے اعلیٰ ترین

مذہبی پیشواؤں، جن کو ان میں سے اکثر لوگ خدا کا درجہ بھی دیئے ہیں، ان کے بھی خلاف بد اخلاقی اور بد زبانی اور فحش گوئی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے ہیں۔ جو ان کی بے ضمیری کی ایک انتہائی شکل ہے۔ان کی مذہبی بد اخلاقی اور بے دینی نے ہی انہیں مذہب سے نا صرف دور کیا ہوا ہے۔ بلکہ بے ضمیری کی وجہ سے یہ دیگر مذاہب کی بھی پگڑیاں اچھالنے کا ٹھیکہ لئے ہوئے ہیں۔

گستاخانہ خاکے شائع کرنے والا جریدہ چارلی ہیبڈو کے کارٹونست اور کے پروموٹر دو فرانسیسیوں کے ہاتھو جہنم رسید ہوئے تو سارا یورپ تلملا اُٹھا۔ جن کو دو فرانسیسی عرب نژاد بھائیوں شریف اور سعید کواچی نے حملہ کرکے ان شاطمینِ رسول کو جہنم رسید کیا تو ساری عیسائی اور یہودی دنیا میں تلملاہٹ دیدنی تھی۔اس واقع سے قبل بہت سے محبینِ رسول محمد ﷺ ایسے شیطانوں کو واصلِ جہنم کر چکے ہیں۔ان میں ایک اہم نام غازی علم دین کا ہے۔ جس نے 1929 ، میں ایک بد زبان ہندو کو ہندوستان میں ہی جہنم کا راستہ دکھا دیا تھا۔ابھی دو تین نام جو اپنی حرکتوں کی وجہ سے چھپے پھر رہے ہیں باقی ہیں ۔ ان میں ایک شیطان سلمان رشدی اور دوسری شیطان تسلیمہ نسیم ایک بنگالن ہے۔ 7 ، جنوری 2014، کو صبح تقریباً 11 بجے ان مسلمان نوجوان حملہ آوروں نے پیرس میں جریدے کے دفتر میں داخل ہو کر یہاں موجود افراد کے نام پکار پکار کر نشانہ بنایا۔اپنی کاروئی مکمل کرنے کے بعد وہ دونوں نوجوان اللہُ اکبر کا نعرہ لگا

کر یہ کہتے ہوئے نکل گئے کہ ہم نے پیغمبرِ اسلام کی شان میں گُستاخی کرنے والے پیغمبرِ اسلام کے گُستاخوں سے بدلہ لے لیا ہے۔اُن مرنے والے 14 ، افراد میں دو کو مسلمان بتایئے جاتے ہیں۔ جن میں سے ایک جریدے کے دفتر کا ملازم تھاجبکہ دوسرا پولیس اہلکار تھا۔ حملہ آ ور نا تو کسی مسلمان ملک کے باشندے تھے اور نہ ہی کسی مدرسے کے پڑھے ہوئے تھے۔بلکہ وہ فرانسیسی اسکولوں کے ہی تعلیم یافتہ مسلمان نوجوان تھے۔

گستاخ رسول کو کیفر کردار تک پہنچانے حُکم ہمارے پیارے پیغمبر کی تعلیمات میں بھی ملتاہے۔"ایک گستاخ رسول کعب بن اشرف یہودی رسول اکرم ﷺ کی ذات سے انتہائی دشمنی رکھتا تھا اورآپ ﷺ کو تکالیف پہنچاتا تھاآ نحضرت ﷺ نے کعب کی ازارسانیوں سے تنگ آکر فرمایاکہ "کعب بن اشرف کو کون ٹھکانے لگائے گا؟" محمد بن مسلمہ نے عرض کیاکہ کیاآپ کی مرضی ہے کہ وہ قتل کر دیا جائے ؟ تو میں اس کام کیلیے حاضر ہوں ، اس عمل پر کوئی مضائقہ تو نہ ہوگا؟ارشاڈ ہوا کہ "نہیں" ان صحابی رسول نے اُس یہودی کو جہنم رسید کر دیا توآپ ﷺ نے اللہ کا شکرادا کیا بحولہ (صحیح بخاری) محمد عبد اللہ صدیقی کا مضمون "صحابیِ رسولؐ محمد بن مسلمہ "روزنامہ جنگ کراچی

یورپ صدیوں سے اسلام فوبیہ کا شکار چلاآ رہا ہے۔ مغربی میڈیا جب تک اس قسم

کی حرکتوں سے باز نہیں آئے گا، تو اس قسم کے وقعات کو روکا نہیں جاسکے گا۔ آزادی صحافت کے نام پر یہ مذہبی تعصب و دہشت گردی فرانسیسی حکومت ایک مدت سے کرواتی چلی آرہی ہے۔ کبھی اذان پر پابندی تو کبھی مسلمان خواتین کے اسکارف اوڑھنے پر پابندی، یہ کیسے انسانی حقوق کے علمبردار ہیں جو دنیا کے اربوں مسلمانوں کے مذہبی اور اور انسانی حقوق پامال کر رہے ہیں۔ جریدے کے بدمعاش کارٹونسٹ کے جہنم واصل کئے جانے پر فرانس میں کئی مساجد اور اسکارف پہننے والی معصوم خواتین پر جب حملے کئے جاتے ہیں تو اس قت ان کی شخصی آزادی اور مذہبی آزادی کا ان کا جھوٹا تصور کہاں گم ہو جاتا ہے؟ اس جریدے نے حضورِ اکرم کی شان میں 2006، 2011، اور 2013 میں بھی اس گُستاخی کا ارتکاب کیا تھا۔ پیغمبرِ اسلام کے خلاف یہ حرکت ہندوستاں میں راجپال نامی ایک ہندو بدمعاش نے کی تھی جس نے دسمبر 1929، میں رنگیلا رسول کے نام سے ایک گُستاخانہ کتاب لکھ کر غازی علم دین کے ہاتھوں واصلِ جہنم ہونا پسند کیا۔ آج بھی ہندووں کی گُستاخی کا یہ عالم ہے کہ اس کتاب کی اشاعت کا ایک مرتبہ پھر دسمبر، 2008، کو ارتکاب کیا چکا ہے اور محبانِ رسول ان گُستاخوں تاک میں بیٹھے، 4 ہیں۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ آج نام نہاد مسلمانوں میں سے بھی بعض اس قسم کے شیطانوں میں شامل ہو چکے ہیں۔ جن میں برطانیہ کا شیطان سلمان رشدی اور بنگلہ دیش کی فاحشہ تسلیمہ نسیم ہیں۔ کچھ عرصہ قبل ہالینڈ سے تعلق رکھنے والے مصور نے ایک فاحشہ عورت کے برہنہ جسم پر قرآنی آیات اور نبی کریم

کے توہین آمیز خاکے بنا کر مسلمانان عالم کی دل آزاری کی تھی۔ جس کے بعد مراکش کے ایک محب رسول نے اُس مصورہ کو سرِ عام جہنم واصل کر دیا تھا۔

فرانس میں ہونے والے اقدام کو یورپ اور نام کے مسلمان ملکوں میں نام نہاد دہشت گردی سے تعبیر کیا جارہا ہے۔ مگر اس پر غور کرنے کی کسی کو ضرورت محسوس نہیں ہوئی کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ جس کی وجہ خود مغرب ہے۔ چارلی ہیبڈو کے دفتر پر حملہ کیئے جانے کے فوراً بعد اسپین کے ایک جریدے منگولیہ کے ایڈیٹر گونزالے بوئے نے بھی توہین آمیز خاکے شائع کر دیئے۔ اسپین کے جریدے نے فرانسیسی جریدے سے ہمدردی کے اظہار کے طور پر ان کی جانب سے شائع کئے گئے خاکوں کو ٹوئٹر پر ایک مرتبہ پھر پوسٹ کر دیا اور کہا ہے کہ ہم آزادیء اظہار رائے کی مکمل حمایت کرتے ہیں اور آج ہم سب چارلی ہیبڈو کے ساتھ ہیں ۔ در حقیقت یہ یورپ کا عام مزاج رہا ہے۔

یہ بات حقیقت ہے کہ چارلی ہیبڈو کا ایڈیٹر اسٹیفن چاربونیز یہ گستاخی بارہا کر چکا تھا تو اسے کسی غازی علم دین کا تو سامنا کرنا ہی تھا!!! جہنم رسید ہونے والا ایڈیٹر لوگوں کے جذبات سے کھیلنے کا عادی مجرم تو تھا ہی۔ جو دنیا کے اکثر مذہبی اکابرین کا مذحقہ اڑانے کا مجرم بھی تھا۔ مستقبلِ قریب میں سارے یورپ میں ایک بار پھر نبی کریم ﷺ کے گُستاخانہ خاکے شائع کرنے کی

منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔کے نتیجے میں اگر کوئی جہنم واصل ہوا تو ان کی دہشت گردی کی رگ پھر پھڑ اٹھے گی!!!

ان مردودوں کی نوحہ خوانی کے لئے یوپ تو نکلا ہی تھا مگر بد قامتی سے بعض مسلمان قیادتیں بھی ان کے ہم قدم دیکھی گئیں۔ اس مارچ کی قیادت برطانوی وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون ،جرمن چانسلر انجیلا مرکل، اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو، فلسطینی صدر محمود عباس ،اردن کے شاہ عبد اللہ اور ترکی کے وزیر اعظم احمد داؤ داالو سمیت مختلف عرب اور اسلامی ممالک کے سربراہان نے کی۔ سوال یہ ہے کہ ان مسلمانوں کی غیرت کا جنازہ کہاں نکل رہا تھا جبکہ یکجہتی مارچ میں توہین آمیز خاکوں کے پوسٹر کی موجودگی بھی تھی؟مگر مراکش کے غیرت مند مسلمان ، وزیر خارجہ سمیت اوران کے وفد کے کسی بھی سرکاری عہدیدار نے اس جرم میں شرکت سے انکار کر دیا تھا۔جوان کا اپنے نبی سے محبت کا کھلا اظہار تھا۔ ہم پھر متنبہ کرتے ہیں کہ دنیا کے ہر حصے میں قلم وقرطاس کی دہشت گردی کو روکا جائے ورنہ ایسے نتائج بھگتے رہنا پڑے گا۔

کشمیری پاکستان کی جنگ لڑ رہے ہیں

پاکستان اور ہندوستان کی آزادی کے وقت ہندوستان میں ساڑھے پانچ سو سے زیادہ ریاستیں تھیں ۔ قانونِ آزادی ہند کے تحت ان ریاستوں میں سے ہرایک کو یہ حکم تھاکہ جغرافیہ اورآبادی کو مد نظر رکھتے ہوئے حکمران کی بھی رائے لے کرپاکستان یا ہندوستان میں شمولیت اختیار کرلیں ۔ اس لحاظ سے ریاست جموں وکشمیر پاکستان کے حصے میں آئی تھی۔ جس کے تمام سیاسی سماجی معاشی معاشرتی اور موصلاتی رشتے صرف اور صرف پاکستان سے تھے ۔ ہندوستان سے اسکا کوئی زمینی لنک تک بھی نہ تھا اور یہاں 77% آبادی مسلمانوں کی تھی جو تمام کے تمام پاکستان میں شمولیت چاہتے تھے یہی وجہ تھی کہ کشمیری قیام پاکستان سے قبل ہی سے 23 مارچ کو یوم پاکستان 1940 کے بعد سے ہی مناتے چلے آئے تھے۔ پاکستان کی ابتدائی مشکلات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بھارت نے ریاست جموں وکشمیر پر لارڈ ماؤنٹ بٹن کے ساتھ مل کر ایک سازش کے تحت قبضہ کرنا چاہا۔ تو زمینی راستہ دستاب نہ ہونیکی وجہ سے بھارت کو اپنی فوجیں سرینگر ائرپورٹ پر اتارنا پڑیں ۔ دراصل پاکستان کو فوری طور پر ختم کرنے کی بھارت کی یہ پہلی اور بھرپور سازش تھی۔ کیونکہ پاکستان کو سیراب کرنے والے تمام کے تمام دریا کشمیر سے ہی نکلتے ہیں ۔ اسی بناء پر قائداعظم نے فرمایا تھاکہ ” کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے

اور کوئی اپنی شہ رگ کو دشمن کے پیروں تلے نہیں دے سکتا" مگر ہندوستان ابتداء سے ہی پاکستان کی شہ رگ کو کاٹنے کی کوششوں میں مصروف رہا ہے۔اس میں اس کے مدد گار بعض وقت ہمارے حکمران بھی بنتے رہے ہیں۔ جن میں سر فہرست پرویز مشرف کا بھی نام آتا ہے۔جنہوں نے دوستی کے نام پر اپنے دشمن کو کشمیر میں بے تحاشہ مرعات سے نواز دیا۔ حد تو یہ ہے کہ کنٹرول لائن کو مستقل سرحد بنانے کی غرض سے اس کو باڑ تک لگانے کی اجازت دیدی۔ جو کشمیر کے گلے پر خنجر چلانے کے مترادف ہے۔اسکو نہ تو کشمیری ہی مانتے ہیں اور نہ ہی پاکستان سے تھوڑا سا بھی تعلق رکھنے والا اس کو مانے گا۔ کشمیریوں پر بھارت کے مظالم کی تو ایک لمبی داستان گذشتہ 61 سالوں پر محیط ہے۔ مگر گذشتہ 13 سالوں میں اس داستان نے نئی جہت اختیار کر لی ہے۔ اب وہ وقت جا چکا ہے جسمیں کشمیریوں سے متعلق بعض کہاوتیں کشمیریوں کی کاہلی کی غمازی کرتی تھیں۔ اب کشمیریوں نے باقاعدہ ہتھیار اٹھا کر دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنا سیکھ لیا ہے۔ انہوں نے محسوس کر لیا ہے کہ جب تک ہم اپنی جنگ خود نہیں لڑیں گے اس وقت تک ہم دشمن کے لئے نرم نوالہ رہیں گے۔ آزادی کی اس جنگ میں اسی ہزار سے زیادہ کشمیری اپنی جانوں کے نذرانے اپنی مٹی کی آزادی کے لئے پیش کر چکے ہیں۔در حقیقت ان کی یہ جنگ پاکستان کی بقاء کی جنگ ہے۔

مقبوضہ کشمیر میں انتہا پسند ہندوؤں نے شرائن بورڈ کے لئے زمین پر قبضہ نہ

ملنے پر گذشتہ 25 دنوں سے مسلمانوں کے خلاف مسلسل معاشی اقتصادی اور کاروباری ناکہ بندی اور پابندیاں عائد کرکے انہیں انکے گھروں میں محبوس کرکے فاقہ کشی پر مجبور کر دیا تھا۔ ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں کی اقتصادی ناکہ بندی اور جموں و سرینگر روڈ بلاک کر دینے سے اشیاء ضروریہ کی قلت نے بھیانک شکل اختیار کرلی تھی۔ چنانچہ حریت کانفرنس کے زیر اہتمام آزاد کشمیر کے ساتھ تجارتی اقتصادی اور معاشی رابطے قائم کرنے کی خاطر مظفر آباد کی جانب مارچ کا پروگرام ترتیب دیا گیا جس میں لاکھوں افراد نے شرکت کی۔ اس مارچ پر بھارتی فوج اور دیگر ایجنسیوں نے وحشیانہ فائرنگ کر دی۔ اس فائرنگ کے نتیجے میں شیخ عبدالعزیز سمیت قریبا 20 افراد شہید کر دئے گئے۔ 250 زخمی کر دیئے گئے۔ 1000 مظاہرین کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس بر بریت نے کشمیریوں میں ہیجان برپا کر دیا ہے۔ عالمی ادارے اور ہیومن رائٹ والے ان معاملات پر کیوں گونگے بہرے بنے ہوئے ہیں؟ عالمی ضمیر کیوں مردہ نظر آرہا ہے؟ شیخ عبدالعزیز کی شہادت کے بعد پورے مقبوضہ جموں و کشمیر کے 13 ضلعوں میں مسلسل کرفیو کا سلسلہ جاری ہے۔ شہید ہونیوالے کشمیریوں کی تدفین کے دوران ہزاروں کشمیریوں نے لائن آف کنٹرول کی جانب مارچ کیا۔ تو بھاتی فوجیون نے انہیں آگے بڑھنے سے روکنے کی کوشش کی اس صورت حال میں بھارتیوں نے نہتے کشمیریوں کو ایک مرتبہ پھر تشدد کا نشانہ بنایا۔ جس میں سولہ افراد کو شہید کر دیا اور سینکڑوں افراد کو زخمی اور گرفتار کر لیا گیا۔ کل

جماعت حریت کانفرنس کے سینئر رہنما شیخ عبدالعزیز بھی اس فائرنگ کا شکار ہو کر شہید ہو گئے۔ جن کو منگل کی سہ پہر سرینگر میں عید گاہ مزار شہداء کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ مقبوضہ جموں و کشمیر میں حالات مزید کشیدہ ہو گئے۔ کرفیو کے باوجود ہزاروں افراد نے بھارتی جارحیت کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا۔ تدفین کے دوران بھی سفاکی کا بازار ہندو فوجیوں نے گرم رکھا جس میں اور بہت سی جانوں کا اتلاف کر دیا گیا۔ دوسرے دن بھی حالات میں کوئی تبدیلی نہ آئی تو تیسرے دن اس صورت حال کے پیش نظر میر واعظ عمر فاروق، علی گیلانی اور عبدالغنی بھٹ سمیت دیگر حریت رہنما بھاتی فوج کا محاصرہ توڑ کر شیخ عبدلعزیز کے گھر پہنچنے میں کامیاب ہو گئے اور شہید رہنما کے سوئم میں شرکت کی۔ اس دوران بھارت کی فوج نے ایک بار پھر سفاکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اندھا دھند فائر کھولدیا مزید 24 افراد شہید کر دئے گئے اور درجنوں کو زخمی کر دیا گیا باندی پورہ میں اور بارہ مولہ سے لاکھوں افراد نے کنٹرول لائن کی طرف دوبارہ مارچ شروع کیا تو بھاتی فوجیوں نے اپنی ظالمانہ کاروائیاں بند نہ کیں اور دوسری جانب ہندو انتہا پسندوں نے کشمیریوں کے 200 میواجات سے بھرے ٹرک تباہ کر دیئے اور کچھ کو بھارتی فوجیوں نے قبضے میں لی لیا۔ جس سے ہندو مسلم فساد شروع ہو گئے پاکستان کی قومی اسمبلی میں شیخ عبدالعزیز کی بھارتی افواج کے ہاتھوں شہادت کی شدید الفاظ میں مذمت ایک متفقہ قرار داد کے ذریعے کی گئی۔ ایوان نے کشمیری عوام کی سیاسی اور اخلاقی امداد کا اعادہ

کرتے ہوئے اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حق خودارادیت کا مطالبہ کیا۔ وفاقی وزیر اطلاعات شیری رحمان نے ایوان میں مشترکہ قرارداد پیش کی جس میں انسانی حقوق کی عالمی تنظیموں سے بھارتی افواج کے مظالم کا نوٹس لیتے ہوئے کاروائی کی درخواست کی گئی۔

ہر جانب سے بھارت کے اس قبیح فعل کی مذمت کی جارہی ہے۔ جس میں بہت سے کشمیریوں کو شہید اور زخمی کردیا گیا ہے۔ کشمیر سینٹر برسلز میں کشمیر کی مشاورتی کونسل نے اس واقعے کی شدید مذمت کرتے ہوئے یورپی یونین اور بڑی طاقتوں سے مطالبہ کیا ہے کہ اس واقعے کی مذمت کریں اور بھارت پر سخت پابندیاں عائد کی جائیں ۔ اور اس واقعے کی غیر جانبدار مبصرین کے ذریعے تحقیقات کرائی جائے ۔ اس ضمن میں بھارتی نائب وزیر دفاع مدھو گوڑے نے پاکستان پر دشنام طرازی کا نیا سلسلہ شروع کرتے ہوئے کہا کہ کشمیر کے اندر بڑھتی ہوئی شورش کے پیچھے پاکستان کی طرف سے بھیجے گئے ایجنٹوں کی کارستانی کارفرما ہے۔ لیکن بھارت سرکار دباؤ میں نہیں آئے گی۔ ہمیں معلوم ہے سرینگر اور کابل میں آئی ایس آئی کی جانب سے بھارتی سفارت خانے پر ہونیوالے بم دھماکے سے توجہ ہٹانے کے لئے پاکستان کشمیر میں ہنگامے کرا رہا ہے۔ بھارت سرکار کو اس بات کا مکمل یقین ہے کہ پاکستان سرکار کشمیر میں شورش بڑھا کر بہت سے معاملات کو دبانا چاہتی ہے۔

بھارت ظالمانہ کاروائیاں کرنے کے بعد ہمیشہ یہ کہتا رہا ہے کہ کشمیر اسکا اندرونی معاملہ ہے کیونکہ کشمیر بھارت سرکار کا اٹوٹ انگ ہے۔ اس میں پاکستان کو مداخلت کرنیکی ضرورت نہیں ہے۔ پاکستان نے جموں و کشمیر کے بارے میں بھارت کے اٹوٹ انگ کے دعوے کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ جموں و کشمیر عالمی سطح پر تسلیم شدہ متنازعہ علاقہ ہے اور دونوں ملک جامع مذاکرات کے تحت مسئلہ کشمیر کے بارے میں مذاکرات کرتے رہے ہیں ۔ کشمیریوں کے قتل عام کا معاملہ پاکستان اقوام متحدہ اور او آئی سی میں اٹھائے گا۔ دفتر خارجہ کے ترجمان نے اپنی ہفتہ وار بریفنگ میں بھارتی وزارت خارجہ کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ جموں و کشمیر اقوام متحدہ کی قرار دادوں کے مطابق متنازعہ علاقہ ہے۔ جسے عالمی برادری بھی متنازعہ تسلیم کرتی ہے۔ اور یہ مسئلہ عالمی برادری کے ایجنڈے پر دوسرے نمبر پر موجود ہے۔ ترجمان نے کشمیر میں انسانی حقوق کی پامالی پر گہری تشویش کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ اقوام متحدہ او آئی سی اور دیگر عالمی اداروں کو مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں کا نوٹس لینا چاہیئے۔ ترجمان نے حریت کانفرنس کے سینئر رہنما شیخ عبدالعزیز اور دیگر کشمیریوں کی المناک شہادت کو انتہائی المناک حادثہ قرار دیا۔ اور کہا کہ پاکستان عام لوگوں کیخلاف طاقت کے جارحانہ اور غیر ضروری استعمال کی سخت الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔

پاکستان کو نیچا دکھانے کے لئے بھارت ہر قسم کی سفاکی کا مظاہرہ کر سکتا ہے۔ کشمیر کے بارے میں گذشتہ حکومت کی پالیسی ہمیشہ معذرت خواہانہ رہی تھی۔ جس نے پاکستان کی ساکھ کو بے انتہا نقصان پہنچایا ہے۔ ہم نے دوستی اور تعلقات کی بہتری کے نام پر ہر وہ کچھ کر دکھایا جسکا کوئی محبِ پاکستان تصور بھی نہیں کر سکتا ہے۔ مگر اس کے نتائج ہمارے لئے سوائے رسوائی کے کچھ سامنے نہ آئے اور بھارت اپنے مذموم مقصد کی تکمیل کرتا رہا۔ ہم کشمیریوں کے لہو کا سودا کرنے کے باوجود کوئی مثبت نتائج حاصل کرنے سے قاصر رہے۔ اور ہندوستان کو وہ سب کچھ کرنے دیا جسکا وہ مدتوں سیکرنے کا خواہش مند تھا۔ ہمارے حکمرانوں نے کشمیریوں کی جنگ آزادی ختم کراکے ہمارے اپنے کشمیر کو دو حصوں میں تقسیم کرانے کے عمل کا آغار کر دیا تھا۔ جنگ بندی لائن پر ہندوستانیوں کو باڑ لگانے کی اجازت دے کر ہم نے کوئی مستحسن کارنامہ انجام نہیں دیا ہے دیا ہے۔ بلکہ کشمیر کی آزادی کی جنگ کو ناکام بنانے میں مدد کی ہے اور ہندوستان کے کشمیر کے اٹوٹ انگ کے نعرے تقویت بخشی ہے۔

ہمارے ووٹ سے ، نصیب میں ہمارے ہی سو ختگی تھی کیا؟

عجیب دور ہے یہ زندگی تباہ ہے یہاں صلہ وفا کا نہیں ظلم کا حساب نہیں....لوگ اپنے دیئے گئے ووٹ کو امانت سمجھ کر استعمال کرتے ہیں۔ مگر ووٹ دینے والے نادانوں کو سیاسی جرائم کا اندازہ ہی نہیں ہو پاتا ہے اور لگتا یہ ہے کہ ووٹ دے کر خود اپنے ہی جال میں ووٹر پھنس گیا۔ سندھ میں گذشتہ 30 سالوں سے ایسا حشر برپا ہے کہ کہیں سانس لینے کی بھی لوگوں کو مہلت نہیں ہے۔اس صوبے پر ایک قیامت بپا ہے کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتی ہے۔ہر شخص اپنے رب سے یہ گستاخانہ سوال کرتا ہے کہ " اے ہمارے اللہ ! دونوں جہانوں کے خالق و پالنہار ! ! ! کیا ہمارے اعمال اس قدر خراب ہو چکے ہیں کہ تو نے ہم پر حکمرانوں کا عذاب نازل کیا ہوا ہے؟" کہیں رحم دلی اور ہمدردی کا نام ونشان تک نہیں ہے۔ہر جانب ایک لوٹ سی لگی ہے۔ با عزت بے عزت ہوئے جا رہے ہیں اور کم ظرف با عزت ہوئے جا رہے ہیں۔ سول سوسائٹی اور سیکولرزم کے نام پر جہاں دین و اخلاقیات کا دور دور پتہ نہیں ہے۔ہر جانب قتل و غارت اور اور مالِ مفت پر دلِ بے رحم قابض ہوتا چلا جا رہا ہے۔ محنت کش جو سب سے زیادہ رزقِ حلال کماتا ہے۔ اُس کے لہو کی یہاں کوئی قیمت نہیں ہے۔ شرفا بے بس اور لاچار ہیں۔اس ملک کے حکمران دہشت گردوں کے ہم نوا ہیں ۔ کیونکہ ان کے اقتدار کو ہر چہار جانبین سے خطرات نے گھیرا

''ہوا ہے۔ان کی کیفیت یہ ہے ''گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل

بلدیہ کراچی کی ایک گارمنٹ فیکٹری میں 11 ستمبر 2012 ، کو جو آگ لگائی گئی تھی ، اس نے کراچی کے تقریبا 250، خاندانوں پر قیامت صُغرا بپا کر دی تھی۔ جس کی زد میں قریبا ڈھائی ہزار نفوس آ گئے اور 258 ، جیتے جاگتے انسانوں کو بھتہ مافیہ حکمرانوں کی حوس دولت کی آگ نے جلا کر خاکستر کر دیا۔اور اس کے بعد ڈراموں پر ڈرامے کھیلے گئے۔ جس میں اقتدار مافیہ کے سندھ میں تمام کے تمام ہی مہرے.برابر کے شریک تھے، .بڑے مہروں نے.بڑی چالیں اور چھوٹے مہروں نے چھوٹی چالیں چلیں۔یہی وجہ ہے کہ اس معاملے میں ایوانِ وزیر اعظم کے مہرے بھی متحرک دیکھے گئے۔اس کے بعد لہو میں لتھڑے ہاتھوں نے دستانے پہن لئے اور ہر جانب سے جھوٹا واویلا ایسا شروع کیا گیا کہ رپورٹ سے لگتا ہے مجرم بے گناہ ٹھہرے اور، JITکان پڑی آواز تک سُنائی نہ دیتی تھی۔ متاثرہ لوگ مجرم ٹھہرا دیئے گئے۔اور جیل کی سلاخوں کیپیچھے انہیں دھکیل کر کہانی کا یہ باب ہی ہمیشہ کیلئے بند کرنے کی ناکام کوشش کی گئی۔مگر جرم کو ہمیشہ کیلئے چھُپا لینا بعض اوقات نہایت مشکل امر بن جاتا ہے۔

JIT,) اس سے قطع نظر کہ کون اس قیامتِ صُغراء کے ڈھانے والے تھے ؟(جے آئی ٹی جوائنٹ انویسٹی گیشن ٹیم، جس میں ایس پی صدر ڈیویژن،آئی ایس آئی،آئی بی، پاکستان رینجرز اور ایف آئی اے کے ادارے کے لوگ شامل تھے ۔ جسکی مرتنب کر

وہ رپورٹ کو رینجرز نے 6 ، فروری 2015 ،، کو سندھ ہائی کورٹ میں پیش کیا۔ جو انکشافات سے بھری رپورٹ تھی ۔ اُس رپورٹ نے پاکستان کے ہر فرد کے رونگٹے کھڑے کر دیئے ہیں۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ کراچی کے ضلع جنوبی سے غیر قانونی اسلحہ رکھنے کے الزام میں ملزم محمد رضوان قریشی ولد اقبال الدین قریشی کو جو مبینہ طور پر ایم کیو ایم کا کارکن ہے ، کو غیر قانونی اسلحہ رکھنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا۔ اس نے ,22 جون 2013، کو جوائنٹ انویسٹی گیشن ٹیم کے روبرو بیان دیتے ہوئے بلدیہ ٹاؤن کی فیکٹری میں لگائی جانے والی آگ کا اعترافِ جرم کیا۔ بتایا جاتا ہے کہ یہ آگ کسی حادثے کے نتیجہ میں نہیں لگی تھی۔ بلکہ فیکٹری کو مجرمانہ کاروائی کے نتیجے میں نذرِ آتش کیا گیا تھا۔ ملزم رضوان قریشی ،کے ایم سی میں سینیٹری ملازم ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اگست ،2012 ، میں پارٹی کے اعلیٰ عہدیداران نے اپنے فرنٹ مین کے ذریعے فیکٹری انٹرپرائزز کے مالکان سے 20 ، کروڑ روپے بھتے کا مطالبہ کیا اور پارٹی عہدیداران کی ہدایت پر اصغر بیگ نے فیکٹری مالکان سے بھتہ مانگنے کا ذکر اپنے بھائی ماجد سے کیا دونوں بھائی فیکٹری مالکان سے بھتہ لینے پہنچ۔ گئے اور ان سے بیس کروڑ روپے بھتے کا مطالبہ کیا جس کے بعد فیکٹری مالکان میں سے ایک کو (بلدیہ ٹاؤن کے سیکٹر لے گئے جہان سیکٹر انچارج نے اپنی جماعت کے بڑے عہدیداران سے ملاقات کرائی تاہم ان عہدیداران نے معاملے سے لاتعلقی ظاہر کی۔ جس پر اصغر بیگ اور ماجد کی ان عہدیداران سے

تلخ کلامی ہوئی اور وہ واپس اپنے علاقے میں چلے گئے۔) چند دنوں کے بعد اصغر بیگ کی جگہ رحمان بھولا کو ذمہ داری سونپ دی گئی اس کے بعد ان عہدیداران نے اعلیٰ عہدیداران کے حکم پر رحمان بھولا کو ہدایت دی کہ وہ فیکٹری مالکان سے بھتہ وصول کرے جس پر رحمان بھولا نے فیکٹری مالکان سے 20، کروڑ روپے بھتہ مانگا اور نہ دینے پر 11 ستمبر 2012 ، کو رحمان بھولا نے اپنے دیگر نامعلوم ساتھیوں کے ساتھ مل کر فیکٹری میں کیمیکل پھینک کر فیکٹری کو آگ لگا دی واقعے کے اگلے روز سی آئی ڈی نے بلدیہ میں چھاپہ مار کر اصغر بیگ اور اس کے بھائی کو گرفتار کر لیا۔ رضوان قریشی نے اپنے دیگر انکشافات میں یہ بات بھی بتائی کہ پارٹی کے دباؤ پر فیکٹری مالکان نے یہ بیان دیا کہ ماجد کا اس واقعے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جس پر سی آئی ڈی نے ماجد کو چھوڑ دیا۔اس کے علاوہ ملزم نے صحیح یا غلط ایم کیو ایم کے ہیڈ کوارٹر نائن زیرو اور اس کے اعلیٰ کے اہلکاروں کے کارناموں سمیت بہت سارے لوگوں کی ٹارگیٹ کلنگ کی منصوبہ بندی کا بھی اعتراف کیا ہے۔ مگر ایم کیو ایم کی پوری قیادت اس معاملے سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے مجرموں کو سرِ عام پھانسی دینے کا مطالبہ شد و مد کے ساتھ کر رہی ہے۔ دوسری جانب اکثر حلقوں کی جانب سے یہ سوال بھی اٹھایا جا رہا ہے کہ رضوان قریشی کے بارے میں کیوں نہیں بتایا جا رہا ہے کہ وہ کہاں ہے؟ کیا اُسے رہا کر دیا ہے؟ ۔اور کئی لوگ جے آئی ٹی رپورٹ پر بھی اپنے شکوک کا اظہار کر رہے ہیں

سابق وزیر صنعت نے واقعے کے اگلے دن تھانے پہنچے اور فیکٹری مالکان کے خلاف مقدمہ درج کرا دیا۔ جس پر فیکٹری مالکان نے سندھ ہائی کورٹ سے ضمانت کرائی۔ مگر سندھ کی ایک اعلیٰ شخصیت کے دباؤ پر مالکان کی ضمانت منسوخ کرا دی گئی۔ سابق وزیر اعظم پرویز اشرف کی مداخلت پر ان فیکٹری مالکان کی ضمانت لاہور ہائی کورٹ سے کروادی گئی۔ تاہم سندھ کی ایک اعلیٰ ترین شخصیت کی مداخلت پر راجہ پرویز اشرف اس معاملے سے پیچھے ہٹ گئے۔ لیکن ساتھ ہی وزیر اعظم کے فرنٹ مین نے فیکٹری مالکان سے مقدمہ ختم کرانے کے نام پر 15، کروڑ روپے وصول کر لئے۔

ذہن یہ بات ماننے کو تیار نہیں ہے کہ کوئی سیاسی جماعت اپنے لوگوں کے ساتھ موت کا اس قدر بھیانک کھیل سکتی ہے۔ آج داعش کی جانب سے اردن کے ایک پائلٹ کے آگ میں جلا دیئے جانے پر ساری دنیا داعش والوں کی مذمت کرنے میں لگی ہوئی ہے اور ایسے قبیح فعل کی مذمت ہونی بھی چاہیے۔ مگر افسوس ناک امر یہ ہے کہ اس معاملے پر لوگوں نے اپنی جانیں بچائیں اور معاملے پر سیاست کرتے رہے۔ کوئی ہے ان 258، سوختہ لاشوں کے لواحقین کو انصاف دلانے ولا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ اس معاملے کی ذمہ دار ایم کیو ایم ہے۔ مگر یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک معمولی کارکن کے قتل پر تو آسمان سر پر اٹھا لیا جاتا ہے

۔مگر ان مظلوموں کے خاندانوں کے انصاف کی راہ میں حکومت میں ہوتے ہوئے ان مظلو۲موں کی داد رسی بھرپور اناداز میں کیوں نہ کی گئی ؟۔ اور آج تک ان مظلوموں کے خاندانوں کو انصاف کیوں نہیں ملا؟زندگی موت تو اللہ کے اختیار میں ہے۔مگر خوش آئند بات یہ ہے کہ آج پاکستان کے تمام میڈیا اور اخبارات نے اس واقعے پر کھل کر بات کرنے کی کم از کم جراء ت تو کی......پاکستان لوگ پوچھتے ہیں کہ کیا ہمارے ووٹ کی قیمت سوختہ لاشیں ہیں؟؟؟مجھ سمیت ہر لکھاری جمہوریت کے حق میں بولتا نہیں تھکتا ہے مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا جمہوریت کے یہی ثمرات ہیں؟کہ محنت کش محنت کرتے تھک جائے اور سیاست کی سیج پر چڑھ کر ایک گند کا کیڑا سب کو مات دے جائے ۔عوام کی جھونپڑی سے بارش کا پانی ٹپکتا رہے اور معمولی سیاسی کا کن جس کے پاس کل تک روٹی کے بھی لالے تھے۔اپنے سیاسی بڑوں کے اقتدار میں آنے کے بعد دنوں ،سالوں میں کروڑ پتی بن جائے اور پاکستان سے بھاگ کر دوبئی جیسے علاقوں میں کروڑوں ،اربوں کا بزنس کرنا شروع کر دے اور کہے ہے کسی میں ہمت کہ ہمیں پکڑے!

جب تک سیاست سے دہشت گردی اور لا قانونیت ختم نہیں کی جائے لوگ جمہوریت کو مذاق کے سوائے کچھ نام نہیں دیں گے۔آج بھی ملک میں جمہور کی آواز کو ہر طاقت کامنبع دبانے میں مصروف ہے اور سیاسی مافیائیں اپنے پریشر کے ذریعے نظام کی خرابی کا سب سے بڑا سبب ہیں۔آج کا نام نہاد سیاست دان اپنے خلاف سچ

سُننے کی ہمت ہی نہیں رکھتا ہے۔ کیونکہ سچ کی کڑواہٹ بڑی دیر تک بر قرار رہتی ہے۔ پیپلز پارٹی کی حکومت اور سابق صدر زرداری سے ووٹر پوچھتے ہیں ، ہمارے ہی ووٹ سے ہمارے ہی نصیب سوختگی لکھ دی گئی ہے؟

بڑ بولا بھی کہیں جیتا کریں ہیں؟

پاکستان کی ساری قوم ہندوستان کی شکست کی دعائیں کر رہی تھی ۔ ہمارے میڈیا نے بھی ساری قوم کو اس طرف لگا دیا تھا۔ کیونکہ ہمارا مقابلہ ایک ایسے شاطر دشمن کی ٹیم سے تھا جو ہمیں کبھی بھی سکون کی نیند سونے نہیں دیتا ہے۔ہندوستان ہمارا روائتی دشمن اُس وقت سے ہے جب بحثیت قوم ہمارا وجود بھی نہ ہوا تھا۔ہمارے وجود میں آنے کے بعد ہندوستان کی پوری ہندو جاتی میں ہاہاکار مچ گئی تھی !! یہ 575 سے زیادہ حصوں میں بٹا ہندوستان تو جو کبھی ایک مملکت تھا ہی نہیں۔یہ بات ہر تاریخ کا طلبِعلم جانتا ہے کہ ان تمام حصوں میں کہیں کہیں90% تو کہیں 10%،ہندو جاتی رہائش پذیر تھی۔ جس کو ان لوگوں نے "ہند ماتا" کا مصنوعی نام دے کر اس کی یکجہتی کے نعرے لگانا شروع کر دیئے تھے۔ گویاجب ہندووں کے بعد ہندوستان کی سب سے بڑی اکثریت مسلمانوں نے مندر میں بیٹھے ان کے "بھگوان" کو اپنا رب ماننے سے انکار کرکے اپنے لئے الگ منزل کا تعین کر لیا تو۔چانکیہ کے اصولوں پر چلنے والے اپنی بے بسی پر پریشان ہو کر بر صغیر کی مسلمان اکثریت کے خلاف ہندووں نے ایک قیامت سی بپا کرنے کی کوشش کی۔ جس میں معدودے چندنا قاقبت اندیش مسلمان بھی ان کی حمایت میں کمر بستہ ہوگئے۔پاکستان کے بن جانے کے بعد بھی ہندوں انتہا پسندی کی آگ ماند نہ پڑی

تو یہ ہمیشہ کے لئے پاکستان اور پاکستانی قوم کے ازلی دشمن بن گئے۔یہی وجہ ہے جب بھی کسی بھی میدان میں ہمارا ہندوستان سے مقابلہ ہوتا ہے تو پاکستانی قوم اپنے ازلی دشمن کے مدِ مقابل سیسہ پلائی دیوار بن جاتی ہے۔ مگر جب مسلمان رِب کائنات کے آسرے پر تکیہ کرنا چھوڑ دیں تو قدرت ہمیں بھی سبق تو ضرور دیتی ہے۔یہی کچھ اس میچ میں بھی ہم ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ جس قوم نے اللہ کو چھوڑ دیا وہ قوم کبھی سرخ رو نہیں ہوا کرتی ہے۔چاہے ساری دنیا کے نجومیوں ہی کی طرف سے ان کی کامیابیوں کے دعوے کئے جائیں جس ح ہمارے نجومیوں نے بھی ہماری کرکٹ ٹیم کی کامیابیوں کے دعوے اور پیشن گوئیاں کی تھیں۔

ہمارے مٹی کے شیروں کو شاعر مشرق علامہ اقبال کے اس شعر پ بھی توجہ کر ہی لینی چاہئے تھی "کافر ہے کہ تلوار پہ کرتا ہے بھروسہ مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی" ہم نے اپنے کھلاڑیوں کے بڑے۔بڑے دعوے سُنے اور ان کی جیت کی خوشیوں میں محو ہوگئے۔مگر کہیں سے بھی اللہ کی تائید کی بات نہ سُنی گئی۔جس کا نتیجہ ساری قوم کیا ساری دنیا نے دیکھا۔اور ہم حیران و پریشان ہوگئے۔کہ جتنے بڑے دعوے اُتنی ہی بڑی شکست!!!

کرکٹ کے ماہرین کا یہ ماننا تھا کہ پاکستان و ہندوستان کے درمیان ہونے والا کرکٹ کا میچ انڈین بیٹنگ بمقابلہ پاکستانی باؤلنگ ہوگا۔ حقیقت بھی یہی تھی۔ مگر ہمارے اس حوالے سے باؤلرز کا تکبر بھی شُنیدنی تھا۔ طویل قامت فاسٹ باؤلر عرفان خان کا کہنا تھا کہ میں پہلے بھی بھارت کے خلاف بہترین کھیل کا مظاہرہ کرچکا ہوں اس لئے پر اعتماد ہوں کہ اب کی بار بھی ایسا ہی ہوگا۔ یہ تکبر بھرا جملہ جس میں انشاء اللہ تعالی، کا کہیں ذکر تک نہیں تھا اللہ کی تائید سے محرومیت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ یہی وجہ تھی کہ 10، اورز میں قدرت نے ان کے ہاتھوں ایک بھی ہندوستانی کو گرتے نہیں دکھایا اور وہ اس گیم کے ناکام باؤلر قرار پائے۔ اب آیئے پاکستان کے دوسرے فاسٹ باؤلر کی طرف ،

فاسٹ باؤلر وہاب ریاض کا کہنا تھا کہ اتوار کو جیت ہمارے ہوگی؟ پچھلی مرتبہ بیلنے پانچ وکٹ لے کر بھی جشن نہیں منا پایا تھا۔ مگر موصوف نے بھی اللہ کی تائید حاصل کرنے کی زحمت گوارانہ کیتھی وجہ تھی کہ 10، اورز میں موصوف صرف ایک وکٹ لینے میں کامیاب ہوئے۔ ان کے ذہن میں جو کامیابی کا جشن تھا وہ ذہن کے اندر ہی کہیں دفن ہوگیا۔ وجہ یہ تھی کہ جو لوگ اللہ کی تائید پر یقین نہیں رکھتے اللہ کو بھی ان کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ کامیابیوں اور ناکامیوں کا دینے والا بھی میرا پروردگار ہی تو ہے۔

پاکستانی ٹیم کے کپتان مصباح الحق کا کہنا تھا کہ اب کی بار ہم تاریخ بدلنے

میں اپنی جان لڑا دیں گے۔ کھلاڑیوں کا مورال بلند ہے۔ ہمارا یہ عزم ہے کہ ہمیں ہنداستان سے جیتنا ہے۔ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ اس بار ہم بد شگونی کو ختم کریں گے۔اور تاریخ بدلنے کیلئے بھرپور توانائیوں کا استعمال کریں گے مگر اللہ کی تائید و حمایت سے یہ بھی بے بہرہ رہے اور تاریخ تو نہ بدل سکے اور بد شگونی ہی ان کا مقدر بنی۔شاہد آفریدی کا کہنا تھا کہ اس بار جیت کے لئے بے قرار ہیں۔ ہم اور مشکل ترین میچ کو جیت کر تاریخ کا رخ تبدیل کر دیں گے۔ یونس خان کا کہنا تھا کہ ہم ورلڈ کپ کا پہلا میچ بھارت سے کھیل رہے ہیں تو پاکستان کے لئے سب سے بہترین صورت حال یہ ہے کہ وہ ورلڈ کپ کا آغاز بھارت کو شکست دے کر کرے گا؟ مگر یہاں بھی اللہ کی تائید کو فراموش کیا گیا جس کے نتائج ہمیں اور ہماری پوری ٹیم کو بھگتنا پڑ گئے۔

ہمارے محلے کی ایک نہایت ہی بزرگ خاتون جو کرکٹ میچوں میں ہمیشہ دلچسپی لیتی ہیں۔ ہمارے کھلاڑیوں کی گفتگوئیں سن سن کر پریشان ہو رہی تھیں۔ وہ بے ساختہ بول اٹھیں کہ "بڑ بولا بھی کہیں جیتا کریں ہیں" کمبخت اتنے بڑے بڑے دعوے کر رہے ہیں اور کہیں اللہ رسول (ﷺ) کا ذکر تک نہیں ہے۔ مگر میں پھر بھی میں اپنے اللہ سے دعا کروں ہوں کہ یہ موے ہندوستانیوں سے جیت کر کامیاب ہو کر پاکستان لوٹیں۔ کیونکہ ہندوستان تو ہمارا اجلی دُشمن نمبر ایک ہے۔اس کو سکست دینا تو ہر پاستانی کا فرج ہے!!! ہمیں ان بزرگ خاتون کی باتوں میں پہلے

تو مزا نہیں آیا مگر اپنی ٹیم کی شکست کے بعد پتہ چلا کہ واقعی، بڑ بولا بھی کہیں جیتا کریں
ہیں -

ہندوستان کی ہٹ دھرمی کبھی کم نہ ہوگی؟

ہندوستان پاکستان کے خلاف ہر روز سرحدی دہشت گردی کا مرتکب ہو رہا ہے۔اس کے نزدیک پاکستانی شہریوں کی جان کی کوئی قدر و قیمت ہی نہیں ہے اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ شائد ہماری جانب سے ہندوستان کو بھرپور جواب نہیں مل رہا ہے۔ وہ جب چاہتا ہے ہماری حدود میں دہشت گردی کا بازار گرم کر دیتا ہے اور ساری دنیا کے سامنے منہ بسورنے لگتا ہے اور ہم دنیا کو اس کا اصل چہرہ دکھانے سے قاصر رہتے ہیں۔دوسری جانب اسے امریکہ سرکار کی مکمل آشیر واد بھی حاصل ہے۔آج ہندوستان امریکہ کا نوزائدہ لاڈلہ ہے۔ جس کو سلامتی کونسل کی رکنیت کا دلاسہ امریکی صدر اوبامہ دے کر گئے ہیں۔جس کی ہر ضد ہز ماسٹر پوری کرنے پر بھی آمادہ ہے۔فروری 2015 کے دوسرے ہفتے تک ہندوستان ہماری ورکنگ باؤنڈری کی کئی بار خلاف ورزیاں کر چکا ہے اور ہمارے کئی شہریوں کی قیمتی جانیں لے چکنے کے باوجود اس کی دہشت گردی کی پیاس بجھنے میں نہیں آ رہی ہے۔ پاک فوج کے ترجمان میجر جنرل عاصم سلیم باجوہ نے واضح الفاظ میں کہا ہے کہ فاٹا اور بلوچستان میں دہشت گردوں کے پیچھے ہندوستان کا ہاتھ ہے۔ ہندوستان کنٹرول لائن پر بھی خطرناک کھیل کھیل رہا ہے۔ہم ہندوستان کو خبردار کرتے ہیں کہ اس کھیل کا انجام اچھا نہیں ہوگا!

ہمارے حقیقی اور قابلِ اعتماد دوست چین کے وزیر خارجہ وانگ ژی نے بھی دورہِ پاکستان کے دوران ہندوستان کے سیکورٹی کونسل کا رکن بننے کے حوالے سے پاکستان کے موقف کی بھرپور حمایت کا اعادہ کر دیا ہے۔ جبکہ اوبامہ نے ٹیلیفون پر وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف سے گفتگو کی اور ہندوستان کے دورے کے بارے میں آگاہ کیا۔ تو وزیر اعظم پاکستان نے واضح الفاظ میں اوبامہ کو بتا دیا ہے کہ ہندوستان اقوام متحدہ کی قرار داوں پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا مستقل رکن بننے کی اہلیت نہیں رکھتا ہے۔ اور امریکہ کو چاہئے کہ ہندوستان کو مسئلہِ کشمیر کے منصفانہ حل کی طرف آنے کیلئے کہے۔ علاقے میں امریکہ کی وجہ سے جو ایٹمی عدم استحکام پیدا ہو رہا ہے اس کے خاتمے کیلئے پاکستان کے ساتھ بھی ہندوستان جیسا ایٹمی معاہدہ کرے۔ کیونکہ ہندوستان پاکستان کو زیر کرنے کی غرض سے اپنی حربی قوت کو ہر میدان میں بڑھا رہا ہے۔

نرندر مودی کے لوگوں کی مقبوضہ کشمیر میں انتخابی ناکامی نے شائد مودی سرکار کے منہ ذائقہ خراب کر کے رکھ دیا ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ پاک ہند مذاکرات کی بساط کو خود ہندوستان نے بکھیر کر رکھ دیا تھا۔ بہانہ یہ تھا

پاکستان کے دہلی کے کونصلیٹ نے اپنے کشمیری بھائیوں سے جن کا تعلق مقبوضہ کشمیر سے تھا ان کی مرضی لئے بغیر کیوں بات چیت کی؟ دراصل ہندوستان اپنی بالادستی کا زعوم دکھاتے ہوئے پاکستان کو دباؤ میں رکھ کر بات چیت کرنے کا خوہشمند ہے۔ جو پاکستان کو کسی قیمت پر منظور نہیں ہے۔

ہندوستان دبے پاؤں اپنی فوجی صلاحیتوں کو بڑھا رہا ہے۔ اب ہندوستان کی فضائی قوت کو بڑھانے کی خاطر ہند کے فوجی حلقوں کی جانب سے یہ شوشہ چھوڑا گیا ہے کہ پاکستان اور چین کے مقابلے میں ہندوستان کی فضائی قوت نہ ہونے کے برابر ہے اور ہندوستان کے فضائیہ کے حکام موجودہ طیاروں سے مطمئن نہیں ہیں۔ ہندوستانی ویب سائٹ آئی بی این لائیو پر شائع کی جانے والی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پرانے روسی ساختہ مگ اور فرانسیسی میراج پر زیادہ انحصار کی وجہ سے ہندوستانی فضائی دفاعی صلاحیت نہ ہونے کے برابر رہ گئی ہے۔ ہندوستان کو پاکستان اور چین کے بڑھتے ہوئے قریبی تعلقات اور بحر عرب میں چین کی بڑھتی ہوئی موجودگی پر بھی اعتراض ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی فضائی قوت کو تیزی کے ساتھ بڑھانے کی جہد مسلسل میں لگا ہوا ہے تاکہ پاکستان اپنے دیرینہ مسئلے کے حل کی بات نہ کرسکے اور کشمیر پر ہندوستان غاصبانہ قبضہ جمائے رکھے۔ دوسری جانب ہندوستان کی حکومت نے اپنی بحری طاقت میں بھی تیزی سے اضافہ کرنا شروع کیا ہوا ہے۔ تاکہ چین اور پاکستان کو اپنی طاقت کے ذریعے

مرعوب کرنے میں کامیاب ہوسکے۔ ایک جانب وہ اسٹیلتھ فریگیٹس اور دوسری جانب ایٹمی آبدوزیں بنانی شروع کر رہا ہے تاکہ بحرِ عرب پر بھی اپنی بالادستی قائم کرنے کی کوششیں جاری رکھ سکے۔

ہندوستان میں ہندو انتہا پسندی آج جتنے عروج پر ہے ماضی میں کبھی نہ تھی۔ کیونکہ نریندر مودی خود سب سے بڑے ہندو دہشت گرد کے طور پر ساری دنیا میں اپنی شناخت رکھتے ہیں۔ ہندوستان کی جانب سے دو خبروں کے بریک ہونے پر، جن سے ایک تو یہ تھی کہ گذشتہ ماہ سمندر میں پاکستانی کشتی تباہ کرنے والے ہندوستانی کوسٹ گارڈ کے افسر کے کورٹ مارشل کی تیاریاں مکمل کرلی گئی ہیں۔ دوسری یہ تھی کہ پاک و ہند مذاکرات کی بحالی کیلئے ہندستان نے معطل شدہ مذاکرات کی باضابطہ بحالی کی تیاریاں شروع کردی ہیں اور آئندہ ماہ ہندوستانی سیکریٹری خارجہ جے شنکر وزیرِاعظم مودی کا ایک خاص خط لے کر اسلام آباد پہنچیں گے۔ اس حوالے سے پاکستان کے دفترِ خارجہ کی جانب سے موجودہ حالات کے تناظر میں تین اہم باتوں کا اظہار کیا گیا ہے۔ (۱) کشتی تباہ کرنے کے حوالے سے جو ڈرامہ ہندوستان نے جوڈرامہ رچایا تھا وہ آہستہ آہستہ منظرِ عام پر آرہا ہے۔ (۲) ہندوستاں سمجھوتہ ایکسپریس پر ہندو دہشت گردی کی تحقیقات سے حکومت پاکستان کوآگاہ کرے۔ (۳) ہم مذاکرات پر یقین رکھتے ہیں اور مذاکرات میں مسئلہ کشمیر پر بھی بات ہوگی۔

ہندوستان ساری دنیا کو یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہا ہے کہ وہ پر امن ہے اور پاکستان سے مذاکرات کرنے کے لئے تیار ہے۔ مگر دنیا دیکھے گی کہ مسئلہِ کشمیر پر ہندوستان کے مذاکرات کی میز پر سے پاؤں اُکھڑ جائیں گے اور مسئلہِ کشمیر پر ہندوستان کی ہٹ دھرمی کبھی کم نہ ہوگی....

پاکستان میں کیا پولیس گردی کی بھی گنجائش ہے

پاکستان میں پولیس گردی کی سینکڑوں مثالیں ہر گلی ہر کوچے اور ہر بازار میں کھلی آنکھوں سے ہر پاکستانی ہر روز، ہر گھنٹے ہر منٹ، اور ہر لمحہ میں ملاحظہ کر سکتا ہے۔اگر یقین نہیں آتا ہے تو کسی بھی سڑک پر آ کر ملاحظہ کر سکتے ہیں، یا تھانے میں جا کر ملاحظہ کر سکتے ہیں بازراروں میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہئے کہ آپ لاکھ جتن کر لیں اور چاہے آپ کتنے ہی طرم خان ہیں، لیکن ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے ہیں۔یہ آپ کے بنے بنائے کاموں کو بگاڑ تو سکتے ہیں۔مگر شائد آپ ان کی ذہنیت سے واقف ہیں تو آپ کے ناجائز کام بھی یہ جائز قرار دے سکتے ہیں۔اسی قبیل کی ان سے سُپر ایک اور مخلوق بھی ہے جس سے ان کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔اُس کا ذکر پھر کسی موقعے پر کریں گے۔یہ دونوں مخلوقات ایکدوسرے کے لیئے لازم وملزوم بھی ہیں۔شُنید یہ ہے کہ (اگر خدانا خواستہ آپ قتل کر دیتے ہیں) پولیس کے پاس بانیٔ پاکستان حضرت قائداعظم کی تصویر والے چند لال کاغذ ان کی نذر گذار دو،تو مجال ہے کوئی قانون آپ کو قاتل ثابت کر سکے بعض لوگوں کا ماننا ہے کہ ہمارے ہاں تمام جرائم کی ماں پولیس ہے!

پولیس کے فرائض کی ایک اہم بات یہ ہے کہ کوئی غریب اگر اپنی جھونپڑی کو پکا کرنا چاہے تو غریب کے دروازے پر پڑی بجری مٹی کو سونگھتے ہوئے پولیس موبائل میں بیٹھے پولیس اہلکار اُس کے گھر پر پہنچ جاتے ہیں، اور ان میں سے کوئی ایک اہلکار بمعہ کلاشن کوف کے غریب کے دروازے پر اس زور کی دستک دیتا ہے کہ موبائل کو دیکھتے ہی غریب کے اوسان خطا ہو جاتے ہیں۔ وہ بے چارا خوف کے مارے ہانپتا کانپتا ہوا دروازے سے باہر آ کر ان سے پوچھتا ہے مائی باپ، کیا خطا سرزد ہو گئی؟ تو کلاشن کو ہاتھ میں تھامے پولیس اہلکار غصے سے کہتا ہے گلی تیرے باپ کی ہے جو تو نے مٹی ریت پھیلائی ہوئی۔ تھانے چل تجھے ساب نے بلایا ہے۔ مقصد اس ساری پولیس گردی کا یہ ہوتا ہے کہ پولیس کی جیب اگر تو گرم نہیں کرے گا تو ساری زندگی گھر پکا کرنے کا تیرا خواب شرمندہِ تعبیر نہ ہو سکے گا!!! وہ بیچارا جو ٹھیکیدار کے انڈر میں چھ ہزار روپے کی غلامی کرتا ہے۔ خوف کے مارے ان معمولی سپاہیوں کو جن کی تنخواہیں عموماً ہمارے اندازے کے مطابق تیس سے پینتیس ہزار جائز طریقے پر بنتے ہیں، ان موبائل والوں کو اپنی بچی کھچی جمع پونجی میں سے ان کا مطالبہ دل مسوس کے پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے، اس قسم کی سینکڑوں غیر قانونی حرکتیں ہمارے قانون کے رکھوالے سارا دن اپنے فرائض منصبی میں شامل سمجھتے ہوئے کرتے رہتے ہیں۔

جوے اور شراب کے اڈے ان کے اور ان کے سُپیریر کی زیر نگرانی سارے شہر میں

چل رہے ہیں۔ کسی مجرم کو بغیر ایف آئی آر کے ان کے حوالے کردیا جائے تو وہ اگلے ہی گھنٹوں میں پھر دوبارہ وار داتیں کرتا ہوا دیکھا جا سکتا ہے۔اگر کہیں دوکانو بیکریوں، رستورانوں میں زہریلا کھانا کھلایا، یا بیچا جا رہا ہے تو وہ ان ہی کی نگرانی میں، لوگوں کے پیٹوں میں اتارا جا رہا ہے۔ کہیں چیک اینڈ بیلنس نام کی چیز دیکھنے میں اس وجہ سے نہیں آتی ہے، کہ اس حمام میں سبھی غوطہ زن ہیں۔ جن کے شائد کپڑے اترے ہوئے ہیں۔

فی زمانہ ہمارے شہروں میں دو قسم کی بھتہ مافیائیں کام کر رہی ہیں ایک قانون کے رکھوالوں کی بھتہ مافیہ ہے۔ تو دوسری مجرموں کی ایک پرچی گولی کے ذریعے بھتہ وصول کر رہی ہے تو دوسری قانون کے ہاتھوں پھنسانے کی دھمکی کے ذریعے اس صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے ہمیں قانون کی بالا دستی، جس کا درس ہمارے سب ہی بڑے دیتے ہیں کہیں دور دور تک دکھائی نہیں دیتی ہے۔ہمارے پولس اہلکار تو اس قدر نڈر ہیں کہ بار بار عدالتی احکامات کا مذاق اڑاتے ہوئے چھوٹے سے چھوٹ مقدمات میں ہر روز ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔ جج حکم دیتا ہے کہ فلاں اہلکار کو بار بار عدالتی حکم کے باوجود کام نہ کرنے پر گرفتار کرکے ہتھکڑیاں لگا کر عدالت کے روبرو لایا جائے۔ مگر مجال ہے کوئی پولیس اہلکار اپنے پیٹی بھائی کو اس صدمے سے دو چار کرکے عدالتی حکم بجالائیں!!!

ملک میں سماجی خرابیوں کے ایسے ہی اسٹیک ہولڈر ذمہ دار ہیں۔ کراچی جیسے شہر یں ایک مسیحا کی 13، سالہ معصوم بچی کی موت ایک مشہور یستوریٹ کی زہریلی اشیاء کھانے سے

ہو گئی مگر مجال ہے کہ پولس ٹس سے مس ہوئی ہو۔بڑی مشکلوں اور جان جوکھوں کے بعد ایک مہینے کے بعد مظلوم خاندان کا مقدمہ درج کیا گیا۔ایسے واقعات ہر روز اور ہر لمحہ اس میگا سٹی میں ہوتے رہتے ہیں۔

اگر آپ کے پاس ذرا پرانے ماڈل کی کوئی خستہ گاڑی ہے آپ اُس کو روڈ پر لے کر نکل کر دیکھئے پولیس کے شہسوار جگہ جگہ روک کر آپ کا چلنا محال کر دیں گے ہر چوراہے پر پولیس کا ہے فرض مدد آپ کی "کے مصداق چالان کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے" گی۔اگر ان کی ڈیمانڈ کے مطابق اتفاق سے آپ کا کوئی غیر اہم کاغذ بھی کم ہوا تو آپ کو چلان کے چکر میں پھنسنا ہوگا۔اگر چالان سے بچنے کا شارٹ وے چاہتے ہیں تو ستمگری سرکار خود ہی اسکا راستہ بھی آپ کو بتا دیں گے۔کہ جب آپ ان کی جیب گرم کر دیں گے تو اپنے آپ کو مزید چکروں میں ڈالنے سے بچا یں گے۔رشوت کے حصول کیلئے یہ نسخہ کیمیا بڑا کار گر ثابت ہوتا ہے۔

ہر روز پولیس گردی کے ہزاروں واقعات ہوتے ہیں جن میں انہیں اوپر سے نیچے تک خجالت بھی اٹھانا پڑتی ہے۔مگر مجال ہے کہ کہیں ضمیر کی آواز کو سُنا جائے۔اب تو ان کے ہاتھ میں دہشت گردی کے نام پر ایسا ہتھیار آگیا ہے۔جس کے ذریعے یہ جس کو چاہیں موت کے گھاٹ اُتار کر اپنی مرضی کی ایم ایل او

میڈیکو لیگل رپورٹ) بنوا کر انعام کے مستحق بن جاتے ہیں۔حال ہی میں جناح ہسپتال) کے ایک میڈیکو لیگل آفیسر ڈاکٹر شہزاد کا واقعہ سامنے آیا ہے۔جس کے پولیس کی منشاء کے تحت پولس مقابلے کی لیگل رپورٹ مرتب کرنے سے انکار پر پولیس کے اہلکاروں نے اسے اغوا کیا تشدد کیااور دھمکیاں دیں۔ان پولیس اہلکاروں نے ان کے موبائل فون اور لیپ ٹاپ سے پولیس مقابلوں کا تمام ڈیٹا تک ضائع کر دیا۔جس کی پوری فٹیج سامنے آنے کے ساتھ تشدد کرنے والے پولیس اہلکاروں اور موبائل کی شناخت بھی ہو گئی ہے۔مگر یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان سرکاری وردی پہنے دہشت گردوں کو کیفرِ کردار تک پہنچا دیا جائے گا؟مقدمہ تو ضرور چلے گا مگر ؟؟؟؟خدارا اس ملک سے عام دہشت گردیوں کے ساتھ پولیس اور اداروں کی دہشت گردیوں کو روکنے اور ختم کرنے کے بھی انتظامات کئے جائیں۔اس مقولے کا خاتمہ کیا جائے "ہر شاخ پہ اُلو بیٹھا ہے انجامِ گلستاں کیا ہوگا" !!!ہر شہری، حکومتوں سے سوال کر رہا ہے کہ کیا پاکستان میں پولیس گردی کی بھی گنجائش ہے؟؟؟؟

ہندوستان کا جنگی جنون، پاکستان کو مذاکرات کی لولی پوپ

گزشتہ 67، سالوں کے دوران ہندوستان کی بالادستی کی حوص میں دن بدن اضافہ ہی ہوتا رہا ہے۔ پہلے اس نے جموں وکشمیر میں شب خون مارا جب پاکستان اس جارحیت کے سامنے ڈٹا رہا تو ہندوستان کی قیادت بھاگی ہوئی اقوام متحدہ چلی میں گئی۔ جہاں وہ یہ وعدہ کرکے آئی تھی کہ وہ استصوابِ رائے کراکے کشمیریوں کو اُن کا پیدائشی حق دیدیگا۔ مگر پاکستان سے کہا جائے کہ کشمیر میں جنگ بندی کے لئے آمادہ ہو جائے۔ پاکستان نے اقوام متحدہ اور ہندوستان کی یقین دہانیوں پر جنگ بندی کردی ۔ مگر ہندوستانی قیادت آج تک اپنے ساری دنیا سے کئے گئے وعدوں کا پاس نہ رکھ سکی۔ اس حوالے سے دونوں ممالک کئی مرتبہ آستینیں چڑھا کر گتھم گتھا بھی ہو چکے ہیں۔ دونوں کی معیشتیں اسی وجہ سے پنپ نہیں پائی ہیں ۔ ہندوستان کا جنگی جنون پاکستان کو دولخت کردینے کے باوجود اب تک ماند نہیں پڑا ہے۔

ہندوستان کی بڑھتی ہوئی جارحیت کے پیشِ نظر گذشتہ ماہ پاکستان کے وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان کو مجبوراً کہنا پڑ گیا (ہندوستان کا نام لئے بغیر) تھا کہ پڑوسی ملک نے پاکستان میں دہشت گردی کی آگ بھڑکائی ہوئی ہے۔ ہمسایہ ملک اسلام آباد کو پھلتا پھولتا نہیں دیکھ سکتا ہے۔ یہ پالیسی پورے خطے کے

لئے تباہ کن ہوگی۔دوسری جانب واشنگٹن پر بھی واضح کر دیا کہ امریکہ اور ہندوستان کے درمیان بعض معاہدوں سے پاکستان متاثر ہو رہا ہے۔واشنگٹن خطے میں اسٹریٹیجک توازن برقرار رکھے عالمی برادری کو پائدار امن کے لئے تنازعات حل کرانا ہونگے۔وہ واشنگٹن میں تین روزکانفرنس کے اختتام پر میڈیا کو بریفنگ دے رہے تھے۔انہوں نے فلسطین اور کشمیر کا حوالہ دیتے ہوئے یہ بھی کہا کہ شدت پسندی اور عسکریت پسندی کے فروغ میں بھی ان دونوں بنیادی مسائل نے بھی اہم کردار ادکیا ہے۔

ہندوستان نے مذکرات کے دوزے کھولنے کا عندیہ دیا تو پاکستان کے وزیر پانی و بجلی اوروزیر دفاع خوجہ خواجہ آصف کا کہنا تھاکہ ہندوستان گذشتہ کئی ماہ سے ورکنگ باؤنڈری کی مسلسل خلاف ورزیاں کر رہاہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان امن کے مسئلے پر مخلص نہیں ہے۔ہندوستان کے دفاعی بجٹ میں خطرناک حدتک اضافہ ہندوستان کے جنگی جنون کی غمازی کرتا ہے۔مذاکرات کو ثمر بار بنانے کے لئے ہندوستان کو ورکنگ باؤنڈری پر درجہ حرارت کم کرنا ہوگا۔دوسر جانب مشیر خارجہ سرتاج عزیز کا کہنا تھاکہ جب بھی ہندوستان کے ساتھ مذاکرات ہون گے ایجنڈے میں مسئلہ کشمیر کو ضرور شامل کیا جائے گا۔ہم ہندوستان کے ساتھ اسلحہ کی دوڑ میں شامل نہیں ہونگے مگر ہم اپنی دفاعی ضروریات کو بھی ضرور پورا کریں گے۔پاکستان ہندوستان کے ساتھ جامع مذاکرات کے

عمل کو آگے بڑھانا چاہتا ہے۔مسئلہ کشمیر پر بات کئے بغیر پاکستان اور ہندوستان کے درمیان مذاکرات کامیاب نہیں ہو سکتے ہیں۔پاکستان ہندوستان کے ساتھ تمام مسائل کا مذاکرات کے ذریعے حل چاہتا ہے۔اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ہندوستان کے دفاعی بجٹ میں بے حد اضافہ اس کے جنگی عزائم کا غماز ہے۔

ہندوستان اور پاکستان کے مابین سیکریٹری لیول کی بات چیت تو شروع ہو کر ختم بھی ہو گئی مگر اس کے نتائج 'ڈھاک کے تین پات' کے سوائے کچھ بھی نکلتے نظر نہیں آرہے ہیں۔دفترِ خارجہ میں خارجہ سیکریٹری عزیز احمد چوہدری اور ہندستان کی طرف سے سیکریٹری خارجہ سُبرا منیم جے شنکر کے درمیان مذاکرات کا آغاز کیا گیا۔ان مذکرات میں پاکستان کی جانب سے ہندوستان سے یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ بلوچستان اور فاٹا میں ہندوستان اپنی مداخلت بند کرے۔جبکہ ہندوستان کی جانب سے مبینہ سرحد پار در اندازی اور ممبئی حملہ کیس میں افراد کے خلاف قانونی کاروئی کے کے مطالبات جو دونوں بلاجوز تھے اٹھائے گئے۔اعزاز چوہدری کا کہنا تھا کہ مسائل بات چیت سے حل کرنے کا فصلہ کیا گیا ہے۔ ہندوستانی مندوب سے کشمیر سمیت تمام تنازعات پر بات کی گئی ۔سرحد پر ہندوستانی فائرنگ پر تشویش ہے۔ہندوستان کے سیکریٹری خارجہ مسائل پر نہیں بلکہ پاکستان میں آئندہ ہونے والی سارک سربراہ کانفرنس کے حوالے سے نریندر

مودی کا پیغام پہنچانے کے لئے پاکستان آئے تھے۔ ساری دنیا یہ محسوس کرتی ہے کہ ہندوستان مسئلہ کشمیر کبھی بھی پاکستان سے بات چیت نہیں کرے گا۔

مگر نریندر مودی کی حکومت نے اپنا پہلا بجٹ پیش کرکے یہ بات واضح کر دی ہے کہ ہندوستان کا جنونکسی طرح بھی کم نہیں ہوا ہے۔ ہندوستان کے وزیر خزانہ مسٹر ارون جیٹلی نے اپنا پہلا بجٹ پیش کرتے ہوئے واضح کر دیا ہے کہ ہندوستان جدید لڑاکا طیارے ٹینک اور مزید جنگی جہاز خریدنے گا۔انھوں نے 280 ارب ڈالر کے مجموعی بجٹ میں دفاع کے لئے 41، ارب ڈالر مختص کرکے (جو پاکستانی کرنسی میں قریبا41 کھرب روپے بنتے ہیں) ساری دنیا کو حیرت زدہ کر دیا ہے۔اس مرتبہ کے دفاعی بجٹ، میں 4 ، ارب ڈالر قریبا پاکستانی کرنسی میں 4 ، کھرب روپے کا اضافہ کر دیا گیا۔جس سے ہندوستان کا جنگی جنون سمجھنے میں کسی کو دیر نہیں کرنی چاہیئے۔اب ہندوستان اپنے مجموعی بجٹ کا 14، فیصد اپنے دفاع پر خرچ کرے گا جو پچاس طور پر پاکستان کیلئے کھلی دھمکی ہے۔اس وقت ہندوستان دنیا کے فوجی ساز و سامان خریدنے والوں میں سب سے بڑا دنیا کا خریدار بن چکا ہے۔ خبریں یہ آرہی ہیں کہ آئندہ سال ہندوستان 126، جنگی جہاز خریدے گا۔ اس کے علاوہ 197، ہلکے ہیلی کاپٹر، 15، اپاچی ہیلی کاپٹر اور 22، چینوک ہیلی کاپٹرز اور اس کے ساتھ ہی بمبار طیارے اور چنئی کے جوہر پلانٹ کی کیپیسٹی دوگنی کرنے کا پروگرام بھی اس میں شامل رکھتا

ہے۔دوسری طرف ہندوستان اپنی فوجی قوت میں دن رات اضافے کے ساتھ پاکستان
کو مذاکرات کی لولی پوپ دے کر مصنوعی مذاکرات کی بساط دنیا کے سامنے بچھا کر بیٹھا

-

کیا بے گناہ افراد کو بہیمانہ قتل کر کے جلانے کا اجازت ہے؟

لاہور میں عیسائیوں کے دو گرجا گھروں پر خود کش حملے انتہائی بزدلانہ کار وائی ہے جس کی پاکستان کے ہر طبقہ ء فکر چاہے علماء ہیں یا سیکولر، سیاسی ہیں یا میڈیا پرسن کی جانب بھرپور مذمت بھی کی جارہی ہے اور یہ واقعہ ہے بھی قابلِ مذمت اور بزدلانہ۔ جس میں 16، افراد ہلاک (جن میں تین مسلمان پولیس والے بھی شامل ہیں) اور 85، کے قریب افراد زخمی ہوئے ہیں اس کے ساتھ ہی دونوں گرجوں پر حملہ کرنے والے خود کش بمبار جن کی عمریں 20، سے 22، سال بتائی جاتی ہیں بھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ ان حملہ آوروں کو روکنے والے تین مسلمان پولیس اہلکار شہید اور 4، شدید زخمی بتائے جاتے ہیں۔ جس کے بعد ان لوگوں نے لا قانونیت کی ایسی مثال قائم کر دی ہے کہ جس کی مذمت ہی کی جا سکتی ہے۔ اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ پاکستان میں ایک گروہ نے عیسائیوں کو اپنا ایجنڈا مکمل کرنے کے لئے بھرپور طریقے پر استعمال کرنا شروع کیا ہوا ہے۔ اُس گروہ کے اپنے قاتل اور لٹیرے تو قابو میں ہیں نہیں۔ ایجنسیاں جانتی ہیں کہ ان کالی بھیڑوں کی ڈوریاں را ہلا رہی ہے تاکے ان کے اوپر آنے والی ناگہانی چھان بین کو رکوایا جاسکے۔ اور ان کے ماضی کے دھندے اُسی طرح چلتے رہیں اور پاؤنڈ اسٹرلنگ اکٹھے ہوتے رہیں۔ جو لوگ آنِ واحد میں 258، افراد کو آگ اور خون میں نہلا سکتے ہیں اور اُس پر

واویلا کر سکتے ہیں۔اُن کے لئے راکے ذریعے دس پندرہ عیسائیوں کو مروا کر واویلا کرنا کیا مشکل بات ہے؟

ان حملوں کے بعد تحریر شدہ ایجنڈے کے تحت ان معصوم اللہ میاں کی گائیوں نے باقاعدہ تشدد اور جلاؤ گھراؤ کا کھیل شروع کر دیا۔سرکاری املاک جس میں میٹرو بس سروس ٹرمنل اور اس میں بنی مسلمانوں کی دوکانوں کو توڑنا، مسلمانوں کی املاک کو تباہ کرنا شروع اس طرح کیا ہے کہ جیسے حکومت ان پر حملوں کی ذمہ دار ہے۔ہزاروں مشتعل عیسائیوں نے پورے لاہور کو دہشت و بر بریت کا نشان بنا دیا۔امریکہ، برطانیہ اور مغرب کے انتہا پسند دیکھیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کی تعلیم یہ ہے کہ ''اگر تمہارے ایک گال پر کوئی تھپڑ مارے تو اپنا دوسرا گال بھی پیش کر دو'' کیا حضرت عیسیٰ اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ کسی بے گناہ پر بہیمانہ تشدد کر کے اُن کی لاشوں کو جلا دیا جائے؟؟؟ یہ فلک نے کھلی آنکھوں سے دیکھا کہ اُن کے ہزاروں پیروکاروں نے پاکستان میں کس دہشت گردی اور درندگی کا مظاہرہ کیا ہے۔کہ دو نوجوان مسلمانوں کو ان میں سے ایک ان کے پاڑے یوحنا آباد میں ہی شیشے کی دوکان چلا رہا تھا۔پہلے ہزاروں لوگوں نے ان نوجوانوں کو کیلوں لگے ڈنڈوں، لاٹھیو اور پتھروں سے مار مار کر لہو لہان کر کے ادھ مرا کر دیا، اور پھر ان عیسائی دہشت گردوں نے ان بے گناہ نوجوان مسلمانوں کو پیٹرول چھڑک کر زندہ جلا دیا اور پانچ گھنٹوں

تک پولیس کو ان لاشوں تک نہیں پہنچنے دیا گیا۔ان متشدد مظاہرین نے پولیس اہلکاروں کو بھی نہیں بخشا۔ کئی پولیس اہلکاروں کو بھی گھیرے میں لے کر ان پر بھی کئی گھنٹوں تک تشدد کرتے رہے۔ یہ ہیں پیارے عیسیٰؑ کے پیروکار!!! جو آج پاکستان میں بھی اپنی اصلیت دکھانے سے باز نہیں آ رہے ہیں۔ہمارے سر چڑھائے یہ لوگ جنہیں ہر پاکستانی عزت دیتا رہا تھا۔آج انہوں اپنی حرکتوں سے حکومتِ پاکستان کو بھی بلیک میل کرنا شروع کیا ہوا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ پاکستان کا ایک دہشت گرد گروہ ان کا پشتِ پناہ ہے۔ جس کے بل بوتے پر یہ پورے پاکستان میں جلاؤ گھراؤ کا کھیل کھیلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔تاکہ ہر جانب انتشار پھیل جائے۔اور ادارے اپنا کام چھوڑ چھاڑ کر اس جانب متوجہ ہو جائیں۔

جبکہ پاکستان کا ہر مسلمان پاکستان میں اقلیتوں کا دل سے احترام کرتا ہے۔ان کے ہر دکھ سکھ میں ان کے شانہ بشانہ کھڑا رہتا ہے۔ہم پاکستان میں رہنے والے ہر شخص کو ایک مسلمان پاکستانی جیسا ہی احترام دیتے ہیں اور آج بھی ہر پاکستانی مرنے والوں کے خاندانوں کے دکھ میں برابر کا شریک ہے۔مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جنہیں ہم اپنا لہو پلا کر پال رہے ہیں وہ ہی آستین سے نکل کر ہمیں ڈسنا شروع کر دیں اور ہمیں سوختہ لاشیں دینا شروع کر دیں۔اس بھیانک جرم کے باوجود بھی ہم ان سے دست بستہ کہتے ہیں کہ خدارا کسی گھناؤنے

کھیل کا حصہ نہ بنیں ۔ کیونکہ ہاتھیوں کی لڑائی میں ہمیشہ کھیت ہی کا نقصان ہوتا ہے۔
ایم کیو ایم نے ان افسوسناک حملوں کی مذمت کی انتہائی اچھی بات ہے۔آپ نے پھول بچھا کر موم بتیاں جلا کر مرنے والوں کو غالباایصالِ ثواب ہی پہنچایا ہوگا بہت اچھا فعل ہے۔مگر افسوس ناک امر یہ ہے کہ ان کے دہشت گردوں نے دو مسلمان نوجوانوں کوزندہ جلا کران کے خاندانوں کو جو سوختہ لاشیں دی ہیں اُن پراس جانب سے کسی تاسف تک کا اظہار نہیں کیا گیا!!!یہ امر سوالیہ نشان بنا رہا ہے۔
آج انسانی حقوق کی علمبردار تنظیمیں اس بربریت پراپنے سیاہ چہرے کیوں نہیں دکھا رہی ہیں۔آج انسانی حقوق کے علمبرداروں کو کیا سانپ سونگھ گیا ہے۔گلا پھاڑ پھاڑ کر چیخیں نکالنے والے آج کیوں خاموش ہیں۔آج ویٹکن سٹی کیوں گونگا ہوا بیٹھا ہے۔آج پوپ کی آواز کن دھندھلکوں میں بھٹک رہی ہے؟ہم دنیا میں تمہارے لوگوں کا تشدد ایک عرصہ سے برداشت کر رہے ہیں۔آج تمہارے کیڑے مکوڑے بھی مسلمانوں کے پاکستان میں بھیانک کھیل میں مصروف کر دیئے گئے ہیں۔حالانکہ ہم پاکستانیوں کا یہ گمان ہوا کرتا تھا کہ پاکستان کی عیسائی کمیونیٹی پر امن ہے۔مگر اب نہیں!!!

اس بات سے بھی انکار ممکن نہیں ہے کہ ان گرجوں پر حملے سکیورٹی لیپس ہیں۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب دو ماہ قبل وزارت داخلہ اس بات پر پولیس کو الرٹ کر چکی تھی کہ اقلیتی عبات گاہوں پر دہشت گرد حملے ہو سکتے ہیں۔ تو پھر اس بات پر پولیس حکام نے کیوں بھرپور توجہ نہ دی؟ گرجوں پر ان حملوں کے ذمہ دار، دہشت گرد تو ہیں ہی مگر پولیس کو بھی اس معاملے میں کلین چٹ نہیں دی جا سکتی ہے۔ پنجاب حکومت کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ متعلقہ حکام کو انصاف کے کٹھیرے میں لا کر ضرور ان کا احتساب کرے۔ تاکہ آئندہ ایسے بھیانک کھیل کھیلنے کی نوبت نہ آئے۔